

تَتَنَزَّلُ رَحْمَةُ عُنْدِ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ

صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے

ملفوظات امیر الملت

اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم الحاج حافظ
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب

محرم علی پوری رضی اللہ عنہ

ناشر

خاکپائے اولیاء اللہ

محمد احمد خان نقشبندی مجددی جماعتی

21- سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

فہرست مضامین

ملفوظات امیر الملت

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷	دیباچہ اشاعت ثانی	
۱۱	عرض حال (دیباچہ طبع اول)	
۱۳	ملفوظات مبارک	
۱۳	اسلام سچا مذہب ہے	۱
۱۶	ارکان اسلام	۲
۱۷	رکن اول توحید و رسالت	۳
۲۲	نماز	۴
۳۰	روزہ	۵
۳۲	زکوٰۃ	۶
۳۵	زکوٰۃ دینے کا جسم کتنا ہے	۷
۳۷	حج	۸
۴۱	قصرانی کے معنی	۹
۴۲	حجر اسود کو بوسہ دینا	۱۰
۴۲	حج میں ملحق یا قصر	۱۱
۴۲	سعی صفا و مرودہ اور نرمزم	۱۲

سال اشاعت _____ مارچ ۲۰۰۵ء

تعداد _____ ۱۰۰۰

ہدیہ _____ ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ:

۱۔ الحاج محمد احمد خان

سی ماڈل ٹاؤن لاہور

۵۸۶۰۱۶۸

فون: ۵۸۵۵۷۴۱

۲۔ راجہ ہارڈ ویئر سٹور

پیر کالونی والٹن روڈ لاہور

فون: ۶۶۵۰۷۸۱

۳۔ فیاض اختر، سجاد اختر قصور شوز

شاہ عالم مارکیٹ لاہور

فون: ۷۶۶۷۳۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳	زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۳
۱۴	حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۵
۱۵	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶
۱۶	معراج شریف	۵۲
۱۷	خدا رازق مطلق ہے	۵۳
۱۸	بَشِّرْهُمْ مِّنْكُمْ	۵۵
۱۹	علم غیب	۶۴
۲۰	شفاعت	۷۱
۲۱	تعظیم اہل بیت	۷۷
۲۲	ضرورت مرشد	۸۵
۲۳	مردوں کو ایصال ثواب	۹۴
۲۴	مرنے کے بعد قبر بنانا	۹۷
۲۵	مال باپ کی اطاعت	۹۹
۲۶	کسی چیز پر غیر اللہ کا نام	۱۰۳
۲۷	فاتحہ وغیرہ کی تاریخ مقرر کرنا	۱۰۵
۲۸	درود شریف کی تفصیل	۱۰۵
۲۹	پردہ	۱۰۵
۳۰	ذکر	۱۰۶
۳۱	متفرق ارشادات	۱۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَلِّغِ الْعَالِيَ بِكَمَالِهِ

كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعَ خِصَالِهِ

صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ بِكُلِّ زَكَاةٍ وَأَلْفِ أَلْفِ مَرَّةٍ

دیباچہ اشاعت ثانی

ملفوظات امیر الملت

الحمد للہ ملفوظات طہیات اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ طبع ہو کر اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ پانچ سال ہوئے ۱۳۶۹ھ میں برادر طریقت جناب حاجی محمد عثمان صاحب (متوطن حیدر آباد دکن) نے خود چھپوا کر شائع فرمائے تھے جس کی مفصل کیفیت جناب مولف کے ”عرض حال“ دیباچہ طبع اول سے معلوم ہوگی۔ حاجی محمد عثمان صاحب ”مولف کتاب ہم سب خدام درگاہ شاہ جماعت کے زیادہ سے زیادہ شکرہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہم کو اس نعت عظمیٰ سے مستفیض ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ حاجی صاحب کے خلوص و عقیدت اور اس مرتبہ فعالیت کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے کہ حضرت قبلہ عالم روحی فدائے لاکھوں خادموں اور جاں نثاروں میں وہ واحد و منفرد ہستی ہیں جنہوں نے اپنے پیرو مرشد کے ملفوظات شریف جمع کئے، ہفتوں مہینوں حضور کی خدمت میں بیٹھ کر حضور کی زبانی کلمات طہیات کو لکھا پھر مرتب کیا اور شائع کروا۔ جزاء اللہ عنانہ خیر الجزاء!

اس سال میں کتاب کا پہلا ایڈیشن قریب ختم تھا۔ حضرت مولف کے پاس چند جلدیں باقی تھیں اور ان کا ”راہ اشاعت ثانی“ کا تھا لیکن ہندوستان و پاکستان میں کتابوں کی آمدورفت آسان نہیں ہے اس لئے پاکستان میں ملفوظات شریف کو الگ چھاپنے کی تجویز کی گئی۔ برادر طریقت محمد عالمگیر خان صاحب کو سب سے پہلے اس کا خیال آیا اور دوبارہ چھاپنے کی تحریک کی اور اس پر آمادگی ظاہر کی کہ پانچ سو جلدوں کی طباعت کے تمام مصارف وہ خود پیش کریں گے۔ الحاج ذاکر علی صاحب صدیقی جماعتی رہنمائی نے کتاب کی صحت شروع کروی اور ترتیب و طباعت میں سعی فرمائی۔ ان کے ارشاد کے مطابق میں نے جناب حاجی محمد عثمان صاحب مولف و مالک کتاب کی خدمت میں اجازت کے لئے عریضہ لکھا جس اتفاق سے اس زمانے (مارچ و اپریل ۱۹۵۵ء) میں حضرت قدوہ السالکین زہدہ العارفین مولانا الحاج صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم حیدر آباد دکن تشریف رکھتے تھے ان کے توسل و توسط سے طباعت کتاب کی اجازت مل گئی اور حضرت مولف نے؟

مجھے لکھا۔

”مخلوقات شریف کی اشاعت سے میری فرض ذاتی مفاد حاصل کرنا نہ تھا“ اور نہ ہے“ اور نہ ہوگا بلکہ یہ ایک خیر جاریہ کے طور پر ہے۔ پہلے ایڈیشن کی طباعت سے پہلے میں نے نیت کر لی تھی کہ بعد وضع اخراجات جو رقم بچے وہ کالمائندہ فنڈ میں دی جائے گی۔

”اب دوسرے ایڈیشن کی طباعت کی نسبت میرا ارادہ ہے کہ بعد وضع مصارف جو رقم بچے وہ کالمائندہ فنڈ میں دی جائے۔ دربار علی پور شریف کے لئے اعلیٰ حضرت بڑے صاحبزادے صاحب قبلہ کی خدمت میں گزراں دی جائے اگر یاران طریقت پاکستان اس کے مطابق عمل کرنے پر راضی ہوں تو ایک تحریر آپ کی تصدیق کے بعد کترین کے پاس روانہ فرمادی جائے میں وہ تحریر بخیر اعلیٰ حضرت بڑے صاحبزادے قبلہ کی خدمت ہائرکت میں گزار دوں گا۔ تاکہ اس و شیتہ سے مدرسہ مذکورہ کو آمدنی ملے اور آئندہ بھی جب کبھی مزید طباعت کی ضرورت ہو یہی عمل بالا التزام ہوتا رہے۔ اس صورت میں میری عام اجازت طبع کے لئے منظور ہوگی۔“

حضرت مولف کی یہ تجویز یاران طریقت نے پسند کی اور عالمگیر خان صاحب نے بھی بخوشی منظور کیا کہ جتنے عرصے میں بھی کتاب فروخت ہو وہ صرف اپنے مصارف واپس لیں گے لاگت کے علاوہ جو منافع ہو گا وہ کالمائندہ فنڈ میں دی جائے گی اور شریف کے لئے وقف رہے گا۔

لیکن جب حضرت صاحب قبلہ سجادہ نشین وامت برکاتہم کی خدمت میں اس کے متعلق عرض کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ مدرسہ کے لئے نہیں بلکہ جماعت منزل مدینہ منورہ کے لئے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اب کتاب کا منافع کالمائندہ طبیبہ کے لئے وقف رہے گا۔

مخلوقات شریف کی پہلی اشاعت میں کتابت و طباعت کی بے شمار غلطیاں تھیں۔ خصوصاً آیات قرآنی کے اعراب جا بجا نہایت غلط چپے تھے میں نے ان سب کو درست کرنے کی کوشش کی ہے اس کے علاوہ کتاب کی ترتیب بھی کچھ بدل دی ہے مولف ممدوح غالباً جگت میں صحیح طور پر ترتیب نہ دے سکے تھے۔ مثلاً آغاز کتاب میں ارکان اسلام اور رکن اول توحید و رسالت کے بعد رکن دوم و سوم و چہارم و پنجم (نماز۔ روزہ۔ زکوہ۔ حج) نہ تھے بلکہ دوسرے مضامین تھے۔ رکن اول صفحہ پر تھا اور رکن دوم نماز صفحہ ۸۳ پر میں نے تمام ارکان کے بیان کو یکجا کر دیا۔ اس کے بعد دوسرے مضامین رکے ہیں۔

کتاب کی طباعت بڑا دشوار گزار مرحلہ ہے۔ اس میں جن برادران طریقت نے سہی فرمائی سب کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ یعنی جناب حاجی مصطفیٰ اکل علی صاحب مدینہ رجبی، جناب مولانا

شہرت حسین صاحب مراد آبادی، جناب منشی ممدی حسن صاحب جماعتی اکبر آبادی، جناب منشی زاید حسین صاحب صدیقی مراد آبادی، جناب محمد عید صاحب اکبر آبادی لیکن سب سے زیادہ شکر یہ کہ مستحق جناب غلام یازید صاحب اکبر آبادی ہیں جنہوں نے کافذ، کاتب، کتابت و طباعت کی تلاش اور کوشش بڑی محنت اور محبت کے ساتھ انجام دی۔

جناب محمد عالمگیر خان صاحب کی کرم فرمائی کی تو یہ ساری کار فرمائی ہے۔ ان کا کیا شکریہ ادا ہو سکتا ہے اور جناب حاجی مصطفیٰ اکل علی صاحب صدیقی وامت برکاتہم اس تمام تحریک و خیر جاری کے روح رواں ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں خاموشی از تفکر حد تفکر است۔

اب یہ امر یاران طریقت کی بہت اور توجہ پر منحصر ہے کہ اس اشاعت ثانی کی پانچ سو جلدیں جلد فروخت ہو جائیں اور تیسری بار اس سے زیادہ تعداد میں طبع ہو سکے۔ یہ ہمارے ہیرو مرشد رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے کلمات طیبات ہیں ہر بھائی کو یہ سمجھنا چاہئے۔

جہادے چند دوام جاں خریدم

بجہ اللہ عجب ارزاں خریدم

احقر حامد حسن قادوری

کراچی ۲۶ اگست ۱۹۵۵ء

عرض حال (دیباچہ طبع اول)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتمة النبيين سيدنا ومولانا محمد المصطفى وآل بيته
 الطاهرين وازواجه واهل بيته وصحبه الكرامين رضوان الله تعالى عليهم اجمعين اما بعد عرض
 حضور قبلہ الحاج حافظ محدث پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ زاد فیضانہ حبس بھی حیدر آباد
 دکن تشریف فرما ہوتے تھے تو کترین و فدوت آئین ضعیف البیان عمر عثمان و عقیقہ یاب میر صاحب
 سر رشتہ تعلیمات مملکت حیدر آباد دکن ابن عمر عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور کا ان اللہ لہما دلایلا
 ہنما واخلوا ہنما حضور ممدوح کے ارشادات و مواظب اکثر بلغذ اور بعض کے مطالب قلم بند کر لیا
 کرتا تھا۔ خوش قسمتی سے دو مرتبہ حج میں بھی حضور ممدوح کی معیت کا شرف و اعزاز کترین کو
 نصیب ہوا سفر حج کے دوران میں بہار پر اور زمان قیام حرمین شریفین میں کترین کی حاضری کے وقت
 جو ارشادات ہوا کرتے تھے ان میں سے بھی اکثر قلمبند کر لیا کرتا تھا اس طرح حضور ممدوح کے
 ارشادات کا ایک مجموعہ قلمبند ہوا۔ کترین نے اس کے (۲۵) عنوانات قرار دے کر ہر عنوان کے
 تحت با متعلق بھما ارشادات کی ترتیب دی اور ایک دفعہ حضور ممدوح جب حیدر آباد دکن میں تشریف
 فرماتے تھے ان کے ملاحظہ اشرف میں گزران کران کی طباعت و اشاعت کی استدعا کی حضور نے ارشاد
 فرمایا کہ پہلے میں ان سب کو سن لوں گا اس کے بعد اجازت دی جا سکے گی۔ چنانچہ ایک دو عنوانات
 کے مضامین کو ساعت فرما کر ارشاد عالی ہوا کہ ہر ایک عنوان کے متعلق میں خود شروع ہی سے لکھوا
 دتا ہوں روزانہ جس قدر ہو سکے قلمبند کر لیتا ہوں جب ۱۳۱۳ھ ہجری میں بمقام بلد یہ حیدر آباد دکن یہ
 سلسلہ شروع ہوا کترین روزانہ ۸-۹ بجے دن کے حاضر خدمت اقدس ہوتا تھا حضور قبلہ عالم ارشاد
 فرماتے تھے اور کترین قلمبند کر لیا کرتا تھا چند روز بعد مدراس، بنگور، میسور کی طرف نسبت فرمائی کا
 قصد ظاہر ہوا عنوانات میں سے بہنو ان معرانی رہے کترین نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو بنگور یا
 میسور حاضر ہو کر جمیل کر لی جائے گی اجازت عطا فرمائی گئی۔ بلکہ میسور پہنچ کر کترین کو حضوری کا
 ارشاد ہوا ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور میں کترین بمقام میسور حاضر خدمت اقدس ہوا بقیہ
 عنوانات پر بھی ارشادات عالیہ قلمبند کر لئے گئے جو آئندہ صفحہ ۳۳ سے صفحہ ۱۳۸ تک مطبوعہ ہیں۔

حکم ہوا کہ اب ان کو جلد طبع و شائع کرنا۔

اشاء رونق افروزی حیدر آباد وکن میں ایک یار طریقت نے رائے ظاہری کہ اس مجموعہ ارشادات کو "ملفوظات امیر الملت" سے موسوم کیا جائے تو مناسب ہوگا۔ حضور قبلہ عالم نے مجسم فرمایا۔ اسی مجسم کو پسندیدگی پر وال قصود کر کے اس مجموعہ کا نام "ملفوظات امیر الملت" تجویز کیا گیا۔ بعض ناگزیر وجوہات فوری طبع و اشاعت میں مانع ہوئے جس کا نہایت درجہ الفوس کل امر مرحوم باد کا تھا۔

حضور قبلہ عالم کے سفر حج ۱۳۶۸ ہجری کے خبر نے دل میں چٹکیاں لیں اور طبع و اشاعت کے انتظام پر انتہائی درجہ مائل کیا۔ الغرض یہ مجموعہ ارشادات، بفضل تعالیٰ شانہ درپہ یکن دعائے قبلہ عالم ماہ محرم ۱۳۶۹ ہجری سے ماہ رجب ۱۳۶۹ ہجری تک اپنے طبع کے آغاز سے اختتام کو پہنچا اسی مرتب ہوا ہے کہ اس میں حضور قبلہ عالم کے زبان فیض ترجمان سے جو مبارک الفاظ مترشح ہوئے وہ بخشنا حیلہ تحریر میں لائے گئے اس میں کوئی ایک حرف بھی کسرتن کا طبع زاد نہیں ہے اس لئے یقین ہے کہ مریدین و مسترشدین کے لئے بطور خاص حرز جان اور عوام کے لئے عام طور پر نائب حقیقی ثابت ہوگا

طباعت کی بعض خامیاں اس میں موجود ہیں جن کو صحت نامہ میں درج کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی اور خامی نظر آجائے تو براہ کرم مطلع فرمایا جائے طبع آئندہ میں اس کی مینوعیت کے ساتھ اصلاح کر لی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ حضور قبلہ عالم و صاحبزادگان عالیشان کو تادیر گاہ سلامت پاکرامت رکھے اور یاران طریقت فیضان سے مستفیض ہوں آمین ثم آمین۔

معروفہ ندوت آگسٹ ضعیف البیان حاجی محمد عثمان ابن محمد عبد الوہاب صاحب مرحوم و مفتور (مرفوضہ ۱۳۶۹ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام سچا مذہب ہے

دنیا میں ہزار ہا مذہب ہیں اگر بغور و تحقیق دیکھا جائے تو سچا مذہب اسلام ہے۔ اگر کچھ مومن کے لئے دلیلوں کی ضرورت نہیں کیونکہ لفظ ایمان کے معنی دو مان لینا اور دل میں یقین کر لینا اس میں دلیل یا حجت کی ضرورت نہیں۔ مخالفین اسلام کے کئی نظائے فقیر و تہیہ لیں نہیں کر سکتے

۱۔ جب قرآن شریف عربی زبان میں عرب شریف میں نازل ہوا تو اس وقت دو ملک نزدیک تھے مصر اور شام مصر میں سریانی زبان بولی جاتی تھی اور ملک شام میں عبرانی، قریت شریف تو سریانی زبان میں تھی اور اخیل شریف عبرانی میں۔ سب سے بڑا معجزہ اسلام کہ سچا ہونے کا یہ ہے کہ قرآن شریف نازل ہوا تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف ان کتابوں کو ہی اٹھا لیا بلکہ ان زبانوں کو بھی اٹھا لیا جن زبانوں میں دونوں کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ آج جا کر سارے ملک مصر میں دیکھو ایک گھر میں بھی سریانی زبان نہیں بولی جاتی اور سارے ملک شام میں جا کر ہر گھر میں تحقیق کر دو ایک گھر میں بھی عبرانی زبان نہیں بولی جاتی۔ اپنے دنوں ملکوں میں کہ ان ہی زبان بولی جاتی ہے "عربی" اس سے ثابت ہوا کہ عربی زبان میں نازل ہونے والی کتاب قرآن شریف کا مذہب جو اسلام ہے وہی سچا ہے

اگر دوزخ کس است یک حرف بس است

(۱۲) سب سے بڑھ کر اسلام کے دشمن یہودی تھے ان کے بعد نصاریٰ۔ اخبار میں ہمیشہ لوگ پڑھتے یا دیکھتے ہوں گے کہ جرمن، فرانس، اٹلی، انگلینڈ، امریکہ، افریقہ میں جب نصاریٰ جیسے کرتے ہیں قرآن کے بڑے بڑے بشپ یعنی لارڈ پادری بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں سچا مذہب ہے تو اسلام ہی ہے۔

(۱۳) لاہور میں ایک انگریز تھا "لارڈ لارڈ" نام، پنجاب کا ناظم تعلیمات تھا۔ اس نے اپنے مرشد تہ دار سے جو مسلمان تھا پوچھا کہ اسلام کے سچا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ مرشد تہ دار نے جواب میں تامل کیا تو انگریز مصروف نے خود کہا کہ میں بتاتا ہوں سنو! ولایت کی پارلیمنٹ میں سات سو آدمی ہیں۔ ایک ایک آدمی کی عقل ہزار ہزار آدمی کی عقل کے برابر ہے۔ یہ سنا سنا گیا سات لاکھ آدمیوں کی عقل کے برابر ہے۔ یہ سب مل کر ایک قانون بناتے ہیں۔ ایک سال بھی گزرنے نہیں پاتا کہ اس میں ترمیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ تمہارے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے جنگل میں بیٹھ کر ساڑھے تیر سو برس پہلے ایک قانون اسلام کا بنایا۔ آج تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں واقع ہوئی۔ یہی دلیل اسلام کے سچا ہونے کی ہے۔

(۱۴) جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس وقت کے عربوں کو اپنی زبان کی فصاحت اور بلاغت کا بڑا دعویٰ تھا۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ دنیا میں جو فصاحت و بلاغت مکہ شریف والوں کو دی گئی ہے وہ کسی اور ملک والوں کو نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس کی بنا پر خاندان کعبہ شریف کے دروازے پر سات قصیدے سات شاعروں نے لٹکا دیے تھے۔ تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ اگر ہمارے مقابلہ میں کوئی زبان دان ہے تو ایسا لکھے۔ چنانچہ وہ ساتوں قصیدے (مبدعہ معلقہ) چھپے ہوئے موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کی مولوی عالم کی کلاس میں نصاب میں داخل ہیں جن کے چند شعر فقیر کو زبان یاد ہیں۔ سب سے بڑا شاعر امرأ القیس سمجھا جاتا ہے جس کا سب سے معلقہ میں سب

پہلا قصیدہ ہے اور اس کا پہلا شعر ہے

بِقَاطِ اللّٰوِیِّ بَيْنَ الدَّخُولِ فَوْقَ مَلْ

جَبِ سُوْرَةِ شَرْفِیْ نَازِلِ بُوْنِیْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا اَعْطٰیْكَ الْکُوْنُ فَصَلِّ

لِرَبِّکَ وَاخْرُجْ اِنَّ شَانَکَ هُوَ الْاَبَدُ تُوْمَ یہ سورہ صرف ایک سطر ہے

جب یہ نازل ہوئی تو حضرت نے حکم دیا کہ اس کو لکھ کر خانہ کعبہ شریف کے دروازہ پر لٹکا

دو۔ وہ ساتوں شاعر زلفہ تھے انہوں نے جب اس سورہ کو پڑھا تو اپنے اپنے قصیدے

اتارنے اور یہ بانگ بول اٹھے کہ اس کلامِ الہی کے مقابلہ میں ہماری نصاحت و

بلاغت یا زبانِ انی کچھ بھی نہیں۔

۱۵۔ قرآن شریف میں علاوہ فصاحت و بلاغت کے شفا اور رحمت بھی ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں

کہ قرآن شریف خدائی قانون کی کتاب ہے یہ ہجارت چھوڑ کر اسے نہیں ہے کاش وہ کبھی

یہ آیت قرآن شریف کی پڑھ لیتے وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاٌۢ لِلنَّاسِ وَرَحْمَةٌ

لِّلْعٰلَمِیْنَ (دچلے، بنی اسرائیل، خدا تعالیٰ تو فرمادی کہ قرآن شریف میں ہر بیماری کے لئے شفا

ہے اور مومنوں کے واسطے رحمت ہے اور وہ لوگ انکار کریں صد افسوس)!

وہ دیوانے آقا نہیں سمجھتے کہ جڑی بوٹی لاکھوں قسم کی ہیں ساری دنیا کے لوگ اس بات

کو مانتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں کہ ان جڑی بوٹیوں میں تاثیر ہے جو دوائی ساری دنیا

میں لوگ استعمال کرتے ہیں وہ یا تو زمین کے بنیادات ہوں گے یا زمین کے اندر کی

سہ مشورہ مطلب یہ ہے کہ میرے دونوں ساقیہ مگر جاؤ ہم ذکر اور منزل حبیب کو یاد کرے

کچھ انہو ہالیں یہ منزلِ دُور اور محل کے ٹیلوں کے دریاں اتار رہی ہے گویا کثرتِ شاعر جیسا مقام

پر گزرا ہے جہاں اس نے اپنے محراب کے ساتھ چند دن گزارے ہیں تو ایامِ گدشتہ شاعر کو یاد

آئے عینِ پر حشر اور افسوس کا اظہار کرتے مشورہ ہے کہ نہ ہر صبح صبح کے زمانہ کو غور کرنا

رکن اول توحید و رسالت

کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ -

۱۱، اسلام کا مدار مکہ شریف لائے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے
 نہیں کرتی محبوبہ رسول اللہ تعالیٰ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔
 کہ شریف کا پڑھنا ہر ایک مسلمان پر تمام غریب ایک دفعہ فرض ہے۔ ایک دفعہ دہلے
 پڑھ لیا تو ساری عمر کے گناہ اور ساری عمر کے شک و جھگڑے گئے۔

(۲) کلمہ شریف کے دو تہز ہیں۔ جداول توحید یعنی لا الہ الا اللہ جَدُّ دوم
برسات یعنی محمد رسول اللہ، ان دونوں جزدوں میں کوئی فاصلہ نہیں ہے جب لا الہ
الا اللہ کی یہ ختم ہوئی تو محمد رسول اللہ کی یہیم شروع ہوئی۔

اس فقط لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تو موحّد بن گیا مومن نہیں بنا۔ مومن کب بنے گا؟ جب محمد رسول اللہ پورا پڑے گا۔ ہمارے لئے سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل نعت ایمان کی نعمت ہے لا الہ الا اللہ تو شیطان بھی پڑھتا ہے پھر اس کو لعنت کیوں کہتے ہیں شیطان کہتا ہے انی اخاف اللہ رب العالمین (ترجمہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں) جتنے فرقے دنیا میں ہیں سب ترجمہ کے قائل ہیں جتنگی ہوں یا چوہرے یا چمار عیسائی ہوں یا کوئی اور مگر ملعون کیوں ہیں اس وجہ سے کہ وہ صرف لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں محمد رسول اللہ نہیں پڑھتے۔

چیزیں یعنی معدنیات ہوں گے ان بخارات کی تاثیر کو سب مانتے ہیں کہ ان میں تاثیر ہے ایک روپیہ بھرتنگ کا پینا یا پیس کر کسی کو پلا دو دس منٹ کے بعد وہ بے ہوش ہو جاتا ہے ایک پاؤ بھر شراب کسی کو پلا دو دس منٹ میں اس کی تاثیر ہو جائے گی اور سینے والا سست ہو جائے گا۔ ان جزئی بوٹیلوں اور زمین کے بخارات کی تاثیر کو سب مانتے ہیں اسی واسطے لاکھ مارپیہ دے کر خریدتے ہیں۔ اگر تاثیر کو نہ مانتیں تو کیوں خریدیں۔ ان چیزوں کی تاثیر کو سب مانتے ہیں مگر نہیں مانتے تو ان چیزوں کے پیدا کرنے والے کے کلام میں تاثیر نہیں مانتے دلائل و دلائلہ الابطہ (اعلیٰ نظام) (۶) دفاعی فقیروں کے قصے اور عملیات روزانہ دیکھے جاتے ہیں کسی کسی حرکتیں دہ کرتے ہیں کوئی چھری سے پیٹ بھار کر آنتیں باہر نکالتا ہے کوئی گرز سے گردن کے آس پاس سوراخ کرتا ہے کوئی زبان کا ٹیپا ہے مگر خن کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا اور لعاب دہن گرز زخموں کو اس وقت درست کر لیتا ہے یہ کیا ہے، یہ سب روحانی برکتیں قرآن شریف کی ہیں جو مذہب اسلام کے سچا ہونے کے لئے بہت کافی ہیں۔

۱) قرآن شریف ۱۴ سویتس، اور ۱۶۶۶۶ آیتیں، اور ۷۷۷۷۷ کلمات، اور ۵۵۵۵۵۵ حروف ہیں ہر سورت اور ہر آیت ہر لفظ اور ہر حرف کی سینکڑوں برکتیں روحانی ہیں =

ارکان اسلام

اسلام کے ارکان یا پنج میں :-

۱) توحید و رسالت (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج
آئے ہر کس کے متعلق چند امور بیان کئے گئے ہیں جن کا یاد رکھنا ان پر یقین رکھنا اور

پر توڑتے جلتے تو وہ ایک پر سے بالشت بھر بھی نہیں اڑ سکتا جب تک اس کے دونوں
 صحیح سلامت نہ ہوں ایسا ہی ہمارا کلمہ شریف بارگاہ الہی میں نہیں پہنچ سکتا جب
 تک اس کے دونوں پر یعنی دونوں حوزہ توحید و رسالت صحیح و سالم نہ ہوں۔ محمد
 رسول اللہ اس کے بھی دو جزو ہیں ایک جزو محمد دوسرا رسول اللہ آپ کا اہم شریف
 محمد اور رسول اللہ نعمت یا وصفت ہے۔ وَكُنْضِي يَا اَللّٰهُ شَهِيدًا رَّحِيْمًا اور
 اللہ کی گواہی کا فی ہے محمد اللہ کے رسول ہیں محمد رسول اللہ مسلمانوں نے آج تک
 لفظ محمد کے معنی نہیں سمجھے اگر سمجھ لیتے تو کوئی آج تک گمراہ نہ ہوتا لفظ محمد کے
 معنی حکیم کیا گیا، سرا کیا گیا، تعریف کیا گیا۔

اس نام کے وضع کرنے میں صلہ مکنتیں ہوں گی ایک حکمت جو میری سمجھ
 میں آئی ہے وہ میں بیان کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آریہ برہمن سماج یا نصاریٰ یا یہودی
 یا کوئی اور آپ مذمت اہانت بے ادبی کرنا چاہے تو جب آپ کا نام پاک اس
 کی زبان پر آئے تو نام پاک آتے ہی اس نام پاک کی تعریف ہو جائے گی۔
 پیچھے اہانت کرتا رہے جو اہانت بے ادبی تعریف کے بعد کی جائے وہ کس کام کی۔

(۱۲) دوسرا عربی میں دو لفظ ہیں 'شکر'۔ 'حمد' شکر کا لفظ انسان کے لئے بھی
 بولا جاتا ہے اور رب کے لئے بھی، دیکھو قرآن شریف میں وَ اَن اشْكُرْ لِي
 وَلِوَالِدَيْكَ ذَمِيرًا شَكَرًا وَاذْكُرْ لِي اِيَّاهُ مَا يَٰۤاَبَاۤاَدَمُ حَمْدًا لِّفَضْلِهِ
 خدائے تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے نہیں بولا جاتا۔ حمد کا لفظ
 خدائے تعالیٰ کی ذات پاک کا خاصہ ہے۔ دیکھو قرآن شریف الحمد للہ و الحمد
 کا لفظ سب نے اپنے محبوب کے نام میں داخل کر دیا جو معنی الحمد للہ کے ہیں
 وہی لفظ محمد کے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اب آگے خود سمجھو حضرت امجد اسوی ایک
 رباعی میں یوں ظاہر فرماتے ہیں ۵

(۴) کلمہ شریف کے ۲ حروف ہیں مگر کسی پر لفظ نہیں بارہ حروف جزو اول لا ا
 لا اللہ ہیں بارہ حروف جزو دوم محمد رسول اللہ ہیں، ایمان میں دونوں جزو برابر
 ہیں۔ بلکہ جزو دوم رسالت پہلے اور جزو اول توحید پیچھے جب تک جزو دوم پر
 ایمان نہ لائے اس وقت تک جزو اول کا قائل مسلمان نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا توحید
 پر بھی ایمان نہیں ہو سکتا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ، ترجمہ جو شخص رسول
 کی اطاعت کرے تبے شک اس نے اللہ کی توحید کی اطاعت کی۔

(۵) قرآن شریف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک کے دیئے سے ہم
 تک پہنچا جو لوگ وسیلہ کا انکار کرتے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ
 تعالیٰ اپنی زبان مبارک سے ہم کو پڑھ کر سنایا۔

(۶) موصد ہونا تعریف کی بات نہیں مومن ہونا تعریف ہے قرآن شریف میں
 ۱۶۶۶ آیات شریفہ ہیں مں یا ایہا الموحدین نہیں فرمایا (لے توحید والو)
 بلکہ فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا آمنا باللہ ورسولہ (ترجمہ) اے ایمان والو
 اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

(۷) ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اللہ بتایا ہے اس کا راستہ دکھایا
 ہے۔ ۵ مست کیا جانے کہ کعبہ کہاں دہر کہاں عمر ساری تیری بھٹی پڑ گئی ساقیؐ
 (۸) صرف محمد رسول اللہ پر طیحا تو شرع کی دوسے مومن بن گیا اس میں توحید
 بھی آگئی اور رسالت بھی آگئی ہماری نجات قیامت کے دن عملوں پر نہیں ایمان پر
 اعتقاد پر ہے سب سے پہلے اعتقاد پر چھا جائے گا پھر عملوں کی نسبت سوال کیا
 جائے گا۔

(۹) جو دنیا میں مومن ہے وہ موصد بھی ہے مگر ہر ایک موصد مومن نہیں بن سکتا۔

(۱۰) کلمہ شریف کے دو جزو ہیں پرندے کے دو پر کی طرح۔ پرندے کا ایک

۱۔ کس سوچ میں ہیں جناب! اور کہیے۔ اچھا میں کیوں ہے فکر بے حد کیجیے
جب قابلِ حمد ہے اس کی اک ذات۔ اللہ کو پھرنے کیوں محسوس کیجیے
آپ کا وصف یا نعمت رسول اللہ ہے جو لوگ نعمت شریف پڑھنے سے انکار
کرتے ہیں وہ رسول اللہ کا لفظ کیوں پڑھتے ہیں وہ اتنا ہی پڑھ لیا کریں لا الہ الا
اللہ محمد کر عرفت یہ پڑھنے والا مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ رسول اللہ کا لفظ نہ پڑھ
لے اور رسول اللہ کا لفظ نعمت ہے سارا قرآن شریف نعمت ہے۔ محمد مصطفیٰ اے
کیف مدوح الہی ہیں۔ پشکر کیا کوئی بھی ان کا شاخاواں ہو نہیں سکتا۔ وصف خلق
کہ قرآن است۔ خلق را وصف ادبہ ایمان است۔

حدیث لفظ محمد سے اسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کرنے کے لئے اور احمد
بھی حمد سے اق علی المفعول ہے اسم محمد سے حمد کی کثرت و کمیت اور اسم احمد سے حمد کی
صفت اور کمیت ظاہر ہوتی ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے
وَقَدْ لَمِنَ اسْمِهِ لِيَجْزِيَ - فَرْدُ الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ؟ ۱۱ خیلے ان کی عظمت
ظاہر کرنے کے لئے ان کا نام اپنے نام سے شے کیا دیکھو رب العرش تو محمود ہے
اور حضرت محمد ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد و احمد ہے اور حضور کے مقام شفاعت کا نام
محمود ہے۔ امت محمدیہ کا نام حمادون ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
لواہ مبارک کا نام لواءِ احمد ہے حدیث پاک میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمد اور آسمان
پر احمد ہے تو ربیت میں اسم مبارک محمد اور تجلیل میں اسمِ کرامی احمد ہے۔ والحمد للہ
علیٰ ذلک حمد اکثریٰ۔ غلامِ رسولِ مفضلہ بھارتی۔

(۱۲) سارا دار و مدارِ اسلام کا اسی مسئلہ توحید و رسالت مآب پر ہے سب
سے پہلے قیامت کے دن ایمان کی نسبت ہی سوال ہو گا جب اس میں کامیاب ہو جائیگا

تو باقی کی نسبت بھی سوال کیا جائے گا جب اس میں ناکامیاب ہو گیا تو حکم ہو گا طرہ
اس کو جہنم میں دوسرے امور کی نسبت پوچھا ہی نہ جائے گا اس لحاظ سے مومن کا
یہ فرض ہے کہ پہلے توحید و رسالت پر اس کا ایمان پکٹا ہو کیوں کہ جس مکان کی
بنیاد ہی ٹھیک نہ ہو اس پر عمارت کیسے ٹھہر سکتی ہے توحید اور رسالت بجائے
سنگ و بنیاد نہیں اور باقی نماز روزہ وغیرہ عمارت میں پس جس مکان کی بنیاد ٹھیک
ہوگی اس پر عمارت بھی اچھی ٹھہرے گی چنانچہ سب سے پہلے ہر مسلمان پر فرض ہے
کہ اپنے ایمان کو قائم کر لے کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایمان کے مستحق
سوال کیا جائے گا۔ ہر ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ اس کا اس بات پر اعتماد ہو کہ
میرا مالک۔ خالق۔ رب رازق ایک ہے ورنہ مومن نہیں رب کے مننے پالنے والا
رازق کے مننے رزق دینے والا رب نے جو رزق مقرر کیا ہے کوئی شخص ہزار نعمت
کرے ہزار کوشش کرے بیش از قسمت بیش از وقت ایک لڑا بھی نہیں ملتا۔
خدا نے تو اپنے کلمہ شریف کا پڑھنا ہم سب کو آخر وقت میں نصیب فرمائے۔ آمین۔

نمازیں پڑھ کر بھی پچاس نمازوں کا ثواب نہیں لیتے۔

(۴) قرآن شریف میں ہے: **اتقوا الصلوة ولا تأكلوا مما اكتسبتم الا مما حرمت علیکم من المثلکین** نماز پڑھا کرو اور مشرک نہ بنو۔

خدا نے تعالیٰ نے نماز نہ پڑھنے والے کو مشرک فرمایا۔

(۵) میرے استاد کی (خدا نے تعالیٰ مغفرت فرمائے) ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ فرماتے تھے کہ

وہ اپنے پیرو مشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ قوم کے مظل تھے۔ پوچھا کہ صاحب زادہ کتنی

نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔ عرض کیا کہ پانچ۔ فرمایا کہ میں اسحق ہو کر بھی پانچ اور تم سید آل رسول ہو کر

بھی پانچ۔ صاحب زادہ تم سات نمازیں پڑھا کرو۔ یعنی تھوڑا اور اشراق۔ آپ فرماتے تھے کہ جس

وقت سے حضرت پیرو مشد نے فرمایا تھا۔ اس وقت سے اب تک سو برس کی مدت گزر گئی۔ اس سو

بیس سال و تین کی نمازوں میں سے میری ایک وقت کی نماز بھی تقاضا نہیں ہوئی یہ ہے نماز۔

(۶) حدیث شریف میں آیا: **من ترک الصلوة متحدا فقد کفر** جس نے دیدہ دانستہ ایک نماز بھی

چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

(۷) ایک دن ایک بزرگ کو شیطان نے کہا میں نے ایک سجدہ نہ کیا تھا ملعون ہو گیا۔ جو لوگ

ایک دن میں پانچ وقت کی نماز کے سجدوں کی نافرمانی کرتے ہیں وہ کس درجہ کے ملعون ہوں گے۔

(۸) حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ جارہے تھے خنزیر کو دیکھا

کہ ایک کوند میں منہ چھپائے بیٹھا ہے پوچھا کہ کیوں یہاں چھپ کے بیٹھا ہے جواب دیا کہ اس

واسطے بیٹھا ہوں کہ بے نمازی کا چہرہ نظر نہ آئے۔ گویا بے نمازی کا چہرہ دیکھنے سے خنزیر بھی پرہیز کرتا

ہے اور نفرت کرتا ہے۔

(۹) نماز کیسے پڑھنی چاہئے: **لا یجوز للقلب دل میں بچے اڑے نکال رہا ہے اور ظاہر**

میں نماز کے ارکان ادا کرے جارہے ہوں تو ایسی نماز کا کیا فائدہ مولانا دروٹ نے مثنوی شریف میں فرمایا

ہے۔

برنباں تسبیح و دردل گاہِ خ
ایں جنس تسبیح کے وارد اثر

(۱۰) ایک بادشاہ کے پاس ایک شخص لوہڑی لے گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو محلات میں

داخل کروایا جائے۔ جب رات کو بادشاہ محلات میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوہڑی کے دونوں کان اور

ناک کے نیچے ہیں۔ لوہڑی لائے والے شخص پر بہت غصہ ہوا۔ فرمایا کہ اس نے یہ کیا سخی کی کہ

نماز

(۱) نماز کیا ہے؟ دنیا کے کاموں کی طرف سے دل ہٹا کر رب کی بارگاہ میں دل لگانے کا نام نماز ہے۔

دنیا داروں کے دربار میں حاضر نہ ہونے والے کا الفسوس ہوتا ہے مگر خدا نے تعالیٰ کے دربار کی غیر

حاضری کا الفسوس نہیں ہوتا۔

(۲) نماز کی فکر کا نام نماز ہے یعنی کوئی شخص کسی کام میں لگا رہے مگر دل اس کا نماز میں ہے۔ مثلاً

کبھی گھڑیاں کو دیکھتا ہے۔ کبھی سورج کو دیکھتا ہے کبھی کسی سے پوچھتا ہے کہ کیا وقت ہے تاکہ میری

نماز کا وقت نہ لگ جائے جب تک ایسی فکر نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک نماز ایک عادت درسم

ہے جو پوری کر دیتے ہیں۔ خدا نے تعالیٰ وہ فکر نصیب کرے۔ آمین۔

(۳) نماز فرض ہوئی۔ معراج کی رات میں جب حضور اللہ پاک کے حضور میں تھے۔ پچاس

نمازیں حضور کی امت کو پڑھنے کا بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا حضور کی جب حضرت موسیٰ سے آسمانوں

پر ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کتنی نمازیں فرض ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ پچاس موسیٰ نے

عرض کیا کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ آپ بارگاہ ایزدی میں جا کر نمازیں کم

کرائے۔ اس بنا پر حضور نے واپس ہو کر نمازیں کم کرانے کی استدعا بارگاہ خداوندی میں پیش فرمائی۔

حکم ہوا پانچ نمازیں کم کی جاتی ہیں اب (۵) نمازیں رہ گئیں حضور واپس ہوئے۔ پھر حضرت

موسیٰ سے ملاقات ہوئی انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکتی ہے پھر

جائے اور نمازیں کم کرائے۔ پھر حضور واپس تشریف لے گئے حکم ہوا کہ پانچ نمازیں اور کم کر دی

گئیں۔ اب چالیس نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ کے بار بار عرض کرنے پر آپ تشریف لے

جاتے رہے اور نمازیں ہر مرتبہ پانچ پانچ کم ہوئی گئیں اور پانچ ہی باقی رہ گئیں یہاں تک کہ حضرت

نے موسیٰ سے فرمایا کہ اس سے کم کیا کرواؤں میرے غلام اگر پچاس نمازیں پڑھتے تو ان کو جنت میں

کتے درجے اور مرغے ملتے خیال کیا کہ دوسرے پیغمبروں کی امتوں کو جنت میں درجے اور مرغے مل

جائیں گے۔ میری امت محروم نہ جائے گی۔ اس خیال کا دل میں اتنا ہی تھا کہ حضرت جبریل تشریف

لے آئے اور فرمایا کہ خدا نے تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر مثلاً آپ کیوں گھبراتے ہیں۔

جاؤ آپ کے غلاموں میں سے جو پانچ نمازیں پڑھا کرے گا اس کو پچاس نمازوں ہی کا ثواب دیا جائے

گا۔

ایک ایک نماز کے بدلے میں دس دس کا ثواب دیں گے۔ مسلمانوں کی بد نصیبی ہے کہ پانچ

بادشاہ کے پاس ناک کئی ہوئی کو بیڑی لایا اس کو سزا دی جائے۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟ مطلب یہ کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں ہم کو کسی نماز پیش کرنی چاہئے اگر محض ناک کا بھی ہوئی کو بیڑی کے یعنی ایسی نماز جس کے ناک کاں مٹے ہوں گے پیش کی جائے تو رب العالمین انہم الحاکمین ایسی نماز پڑھنے والے کو سزا دیں گے۔

(۱۰) حدیث شریف میں آیا کہ جس کی نماز میں حضور قلب نہ ہو وہ نماز اس کے منہ پر باری جائے گی

(۱۱) یم لا یفنیع مال ولا یزول الا من اتق اللہ بقلب سلیم۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے مال اور بیٹے نفع نہیں دیں گے لیکن جو شخص قلب سلیم لے کر ہماری بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کو نفع دے گا۔ سلیم عربی میں خال کے طور پر اس شخص کو کہتے ہیں جس کو سانپ لے گا تو بعض مفسروں نے قلب سلیم کے یہ معنی لکھے ہیں کہ جس کو اللہ اور اللہ کے رسول کے سانپ لے گا تو یعنی جس دل میں اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت ہوگی وہ دل نفع دے گا مگر عام مفسروں نے جو معنی لکھے ہیں وہ یہ ہیں کہ بارگاہ اعلیٰ میں دل صبح و سالم لائے گا تو نفع دے گا مگر دل نفع نہیں دے گا۔ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ دل دو قسم کا ہے۔ ایک بیمار دل دوسرا تندرست دل۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن بیمار دل نفع نہیں دے گا۔ تندرست دل نفع دے گا بیمار دل کیا ہوتا ہے اس کے معنی سمجھ لو۔ جتنے دل دنیا میں ہیں ہر ایک میں تین بیماریاں موجود ہیں الاماء اللہ ایک بیماری حدیث نفس کی ہے۔ دوسری بیماری کام خفرت تیسری بیماری کا نام انقش صور محسوسات۔ حدیث نفس کی بیماری کیا ہے۔ ایک شیخ چلی نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی جیب میں دو پیسے تھے۔ نماز پڑھتے پڑھتے اس کے دل میں خیال آیا کہ ان دو پیسوں کے دو انڈے خرید لوں۔ دو انڈوں کی دو مرغیاں ہوں گی وہ بچے دیں گی ان کی بہت مرغیاں جمع ہو جائیں گی ان مرغیوں کو کچ کر کبری خرید لوں گا۔ وہ دو بچے دیں گے۔ اسی طرح جب بہت ساری کبریوں کا کھج جمع ہو جائے گا تو ان کو کچ کر کناح کروں گا۔ کناح کے بعد میرے گھر میں دو لڑکے پیدا ہوں گے۔ بڑے کا نام عبداللہ چھوٹے کا نام عبدالرحمان رکھوں گا۔ عبداللہ کو عربی کا علم پڑھاؤں گا۔ مولوی فاضل کا امتحان پاس کراؤں گا۔ وہ عربی لباس پہنا کرے گا۔ جب گھر میں آیا کرے گا السلام علیکم کہا کرے گا اور عبدالرحمان کو انگریزی پڑھاؤں گا۔ وہ ایم اے پاس کرے گا اور اس کے بعد وہ گھر میں آیا کرے گا تو بوت سوٹ پہنا کرے گا اور کہا کرے گا کناح رنک اس خیال میں تھا کہ شیخ چلی کو ہنسی آگئی۔ پاس دوسرا نمازی کھڑا تھا اس نے کہا کہ تمہاری نماز فوت ہوئی نہیں آئے سے۔ شیخ چلی نے کہا

کہ نماز کیا توئی میرا تو گھبرا اچڑ گیا۔ اب تم حیران ہو گے کہ وہ شیخ چلی کون تھا۔ بغور دیکھا جائے تو ہم سب شیخ چلی ہیں اور ہمارا سب کا بھی حال ہے شیخ چلی ایک نہیں بلکہ دو تھے۔ ایک تو الحمد للہ رب العالمین پڑھتا تھا۔ دوسرا شیخ چلی انڈے بچے نکلتا رہا تھا۔ ایک وقت میں ایک شخص دو کام کر رہا ہے جب تک وہ شیخ چلی بچے انڈے نکلتا ہے والا نہ مر جائے کوئی نماز کامل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ من شئ لیس الخس الذی یسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس جس کا نام شیخ چلی رکھا ہے اس کا نام قرآن شریف میں خناس رکھا ہے۔ "خناس کے دوسوں کی شرارت سے جو دوسرا ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں جنوں میں سے آدمیوں میں سے مجھے پناہ دے۔" شیخ چلی والی نماز اور حقیقی نماز میں کتنا فرق ہے۔ حضرت پیر و مرشد کے خلیفہ حضرت عبدالسیع صاحب جو اتروٹی خلیع علی گڑھ میں تشریف فرما تھے انہوں نے ایک مشغی تحت العاشین لکھی ہے اس میں دو لکھتے ہیں۔

ان کی دو رکعت تری دو صد ہزار
بلکہ بہتر اس سے ہیں اے نابکار

اور فرماتے ہیں تو دو لاکھ رکعت نماز پڑھے اور مقبول خدا دو رکعت پڑھے۔ تو ان کی دو رکعتیں تیری دو لاکھ رکعتوں سے بہتر تھیں کہ ان کی نماز حقیقی نماز ہوگی۔ تمہاری نماز شیخ چلی والی نماز ہوگی۔ اب یہ حقیقی نماز کیسے نصیب ہو؟ جب تک شیخ چلی نہ مرجائے حقیقی نماز نصیب نہ ہوگی۔ وہ شیخ چلی بچے انڈے نکالے والا خود نہیں مر سکتا۔ علم پڑھنے سے مر سکتا ہے جب تک اس کو کوئی مارنے والا نہ ہو اور کسی بندہ خدا پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی نماز پڑھنے کا سبق نہ سکے۔ اس لئے تیرہ سو برس سے لے کر اب تک جتنے مقبول خدا گزرے وہ ضرور کسی پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی نماز پڑھنے کا سبق سیکھتے رہے۔ ان میں کوئی شخص بے پیر یا بے مرشد نہیں گزرا۔

اگر در خانہ کس است
یک حرف بس است

دوسری دل کی بیماری خفرت ہیں خفرت چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) رحمانی (۲) ملکائی (۳) نفسانی (۴) شیطان۔ تیسری دل کی بیماری انقش صور محسوسات ہے۔ یعنی جو چیز ہم نے دیکھی ہوئی ہے۔ جب کوئی شخص اس کا نام لے گا تو اس کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے گا مثلاً میں نے کہا لاہور کی بادشاہی مسجد جس وقت بادشاہ شہر کا نام لوں گا اس وقت جنوں نے بادشاہی مسجد دیکھی ہے اس کا

پہرتے ہیں ہم دہر میں شام و سحر
 حرم کا کمر لے یوں در بدر
 گھر کے نہ دل دار کے گھر کے ہوئے
 ہم ادھر کے نہ ادھر کے ہوئے
 رخت عالم مجھے بلوائے
 رحم مرے حال پہ فرمائے
 رحم کیجئے آپ رخت ہیں
 آپ پشت و پناہ امت ہیں
 گو برا ہوں برسے بدتر ہوں
 آپ کا استحقاق مقرر ہوں
 نیک بندے بھی کل نہیں ہوتے
 خار ہمدوش گل نہیں ہوتے؟
 میں نے بھر پائے سارے خورد قصور
 اتنا کہ دیکھتے معاف قصور
 تم کو سب اختیار حاصل ہے
 آپ کو سہل مجھ کو مشکل ہے

اشعار بالا مولوی حافظ ذہیر احمد دہلوی کے ہیں۔

(۱۵) حدیث شریف۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کے دروازے کے آگے سے نہر بہتی ہو اور وہ پانچوں وقت اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر سیل رہ جائے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ میل نہیں رہے گی تب آپ نے فرمایا کہ جو شخص بارگاہ انجی میں حاضر ہو کر پانچ وقت نماز پڑھے گا اس کے بدن پر بھی گناہ کی سیل نہیں رہے گی۔

(۱۶) ایک دن میرے استاد حافظ عبدالوہاب صاحب نے فرمایا کہ جب ہم غسل کرتے ہیں تو ہمارے جسم سے پیرے بھر بھی میل نہیں اترتی مگر ہمارا جسم ہلکا ہو جاتا ہے تو جس کے دل کا میل اتر جائے اس کی کیسی حالت ہوگی۔

(۱۷) نماز کی قدر و قیمت۔ ایک دن حضرت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی تشریف

فتشہ ان کے سامنے آجائے گا۔ مولانا دم فرماتے ہیں۔

بچ کشد نفس راجز خل جگر
 دامن آن نفس ممل را سخت گیر

حضرت بیرو مرشد کی ایک نظر تو بے سے دل کی یہ تینوں تپاکیاں دور ہو جائیں گی اور اس کا مریض قلب۔ قلب سلیم بن جائے گا۔

اللہم ادرنا قننا وایا کھ

(۱۳) میں نماز کی معنی بیان کر رہا تھا۔ لاہور میں دو شخص بازار میں جا رہے تھے۔ آگے ایک مسجد آئی۔ ان میں سے ایک تو مسجد کے اندر داخل ہو گیا۔ دوسرا بے نمازی باہر کھڑا رہ گیا جب وہ باہر نکلا تو باہر والے نے پوچھا تو کہاں کیا تھا اس نے کہا نماز پڑھنے کو گیا تھا۔ اس نے کہا تجیس اندر سے کیا ملا۔ جواب دیا بے دین ملنا کیا تھا۔ زمینداروں کا قاعدہ ہے چھ مینے پہلے کھیت میں بیج ڈالتے ہیں۔ جس دن زمیندار کھیت میں بیج ڈالے اس کو کوئی کہے کہ تو کھیت سے لایا تو وہ کیا جواب دے گا یہی کہ ابھی تو میں بیج ڈال کر آیا ہوں جب غلہ دانے کی پیداوار کے دن آئیں گے تو تم کو بتاؤں گا کہ کیا لایا۔ تب اس بے نمازی نے کہا کہ یہ جواب تو تو نے بڑا معقول دیا اچھا یہ تاکہ تیری نماز قبول بھی ہوئی یا نہیں تب اس نمازی نے کہا کہ بے دین مجھ کو قبول فرمایا تھا تو اندر جانے کی توفیق بخشی تم کو نہیں بخشی۔ تب اس باہر کھڑے رہنے والے بے نمازی نے کہا کہ یہ بھی تیری بات بڑی معقول ہے

(۱۴) کہ شریف میں ایک دن خانہ کعبہ شریف میں باب ابراہیم سے داخل ہو رہا تھا۔ اندر سے ایک حاجی نکلا اور بڑی جلدی سے پکار کر مجھے لکے لکے کہ شاہ صاحب حج قبول۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ حج قبول کیا تھا تو گھر سے بلایا تھا ورنہ مجھ میں توفیق کہاں تھی۔

میرے گاؤں میں دو ہزار سے زیادہ آدمی ہوں گے میرا حج قبول کر لیا اپنی بارگاہ میں بلایا دوسرے سب ادھر ہی بیٹھے رہے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ حاجی ششدر رہ گیا۔

جسے چاہتے ہیں بلالیتے ہیں پاس اپنے
 پر کتے ہیں کہ حافظ کو بلایا نہیں جاتا
 چاہتے ہیں جس کو بلائے ہیں یوں
 شہوت دیدار چلاتے ہیں یوں

اونٹ اور ان پر سوداگری کا سامان تھا۔ ڈاکو آئے، اونٹ بھی لے گئے، مال بھی لے گئے۔ اب میرے پاس ایک پیڑہ بھی نہیں رہا۔ اس واسطے میں حیران ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ میں نے سمجھا تھا کہ تیری امام کے ساتھ بھیکر ادائی فوت ہوئی ہوگی۔ اس واسطے تو حیران اور گھبرایا ہوا ہے تب اس صحابی نے عرض کی کہ بھیکر ادائی کے فوت ہونے کا اتنا صدمہ ہو سکتا ہے جتنا مجھ کو ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ساری دنیا کا بادشاہ ہے۔ ساری دنیا کی بادشاہت جاتی رہی۔ اس کا اتنا صدمہ نہیں ہو سکتا جتنا مومن کو اس بھیکر ادائی کے فوت ہوجانے کا ہو سکتا ہے۔

(۱۸) ایک بزرگ سید احمد شاہ صاحب ساکن پنجاب، پنجاب سے ہجرت کر کے مکہ شریف چلے گئے۔ وہاں ترکوں کی سلطنت تھی۔ چالیس برس تک امام کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے رہے۔ چالیس برس میں ایک دن بھی امام کے پیچھے بھیکر ادائی فوت نہیں ہوئی۔ پھر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا۔ وہاں بھی امام کے پیچھے برابر چالیس سال تک پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔ ایک دن بھی بھیکر ادائی فوت نہیں ہوئی۔ ۱۳۱۰ھ میں پہلی مرتبہ فقیر مدینہ منورہ میں جا کر حاضر ہوا۔ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا تھا۔ فقیر کے حال پر بہت عنایت فرماتے تھے۔ خدائے تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

ایس دعا از من و از جملہ جمال آئین باد

یاد ہیں اے شاہ مجھ کو سب مداراتیں تری
میں نہ بھولوں گا کبھی دن تیرے اور راتیں تری

(۱۹) دوسری حدیث شریف ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ امام کے واسطے طرف کھڑے ہونے میں اتنا قیاب ہے تو تم آپس میں قرعہ ڈالو کہ تم ایک تم میں سے کسے کا مجھ کو جگہ ملے۔ دوسرے کا مجھ کو ملے۔

(۲۰) اسی زمانہ میں فقیر کو حضرت حبیب الرحمن صاحب (جن کو تمام اہل عرب قلب تصور کرتے تھے) کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ بھی فقیر کے حال پر بڑی عنایت فرماتے رہے اور فقیر کے حق میں سعادت دارین کی دعا فرمائی۔ اس زمانہ میں حضرت غلیل الرحمن صاحب کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔ جو ہندو سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں قیام فرماتے۔ یہ بزرگ دراصل رڈ کی ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور ان کے والد ہندو ساہوکار تھے۔ لاکھ روپے کے مالک تھے یہ بچپن میں کسی بندہ خدا کی محبت سے مسلمان ہو گئے۔ ان کے والد کو ان کا مسلمان ہونا سخت ناگوار ہوا۔ اس

نے ان کو تکلیف دینی شروع کی۔ یہ ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف حاضر ہوئے۔ حاجی اہل اللہ صاحب مرحوم کے مرید ہو گئے۔ ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے مدینہ منورہ میں جا کر قیام فرمایا تمام عمر وہاں قیام فرما کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رحمت اللہ علیہ ان کے شعر بھی فقیر کو یاد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ جب مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال خویش و وطن سے جدا ہوا
قاتل قاتل کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

آپ فرماتے ہیں کہ یہاں آنے سے جنسی بچتی بن جاتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ فقیر کو اور سب پیادوں کو اس دربار کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسی زمانہ میں حضرت مولانا استاذنا مولوی عبدالحق صاحب دہلوی محدث مہاجر کی کی بھی زیارت فقیر کو نصیب ہوئی۔ ان کا زہد و تقویٰ دیکھ کر اور خدمت اسلام دیکھ کر تمام اہل عرب ان کو قلب تصور کرتے تھے۔ یہ بھی فقیر کے حال پر بڑی نظر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ دلائل الخیرات شریف حرف، بحرف، فن کراس کے پڑنے کی اور قرآن و حدیث شریف کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کے قلم کا اجازت نامہ اب تک فقیر کے پاس ہے نیز پہلی مجلس میں حدیث مصافحہ اور حدیث اسودین کی اجازت عطا فرمائی اور سجود اور پائی نکو کر تحریر کر کے پائی پلایا۔ سجدوین دم کر کے کھلائیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کو حدیث اسودین کہا جاتا ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا سید علی زاہر محدث مدنی کی بھی زیارت ہوئی وہ بھی فقیر کے حال پر نظر عنایت فرماتے رہے اور فقیر کی سعادت دارین کی دعا فرمائی۔ اللہ اعفوا رحم و انت خیر الراحمین

ایک مرتبہ لاہور میں میاں محمد شفیع سابق وزیر اعظم پنجاب کے چچا اور خسر شریف لائے اور فرمایا کہ میرے حق میں دعا فرمائیے کہ میں جب تک دنیا میں زندہ رہوں میری کوئی نماز بغیر جماعت نہ ہونے پائے۔ ان کے متعلقین کی زبانی معلوم ہوا کہ جس روز انہوں نے انتقال فرمایا اس دن بھی مسجد میں جا کر جماعت نماز ادا کی۔ اللہم۔ ارزقنا دنیا کما۔

(۲۱) جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب ۲ نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور جماعت میں دس آدمی ہوں تو ہر ایک کو (۱۰۰) نماز کا ثواب ملے گا اور

(۲۰) آدمی ہوں تو (۲۰۰) نمازوں کا ثواب ہر ایک شریک جماعت کو ملے گا۔ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب بیس ہزار۔

(۲۱) نماز چھوڑنے کا عذاب اسی عتبہ دروغ میں رہتا ہوگا۔ ایک عتبہ چار ہزار سال کا ہوگا۔ ایک دن قیامت کا چار ہزار دن کا ہوگا۔

(۲۲) جو لوگ سینہ پر ہاتھ پاندھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ قدرت کے قانون کے خلاف کرتے ہیں چنانچہ بچہ پاں کے پینٹ میں ناف کے نیچے ہاتھ پاندھ کر دو زانو ہو کر رہتا ہے۔

(۲۳) حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ ایک نماز کی قضا کرنے والے کو قید میں رکھنا چاہئے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک نماز کی قضا کرنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔

(۲۵) مقدمہ فیصلہ کرنے کے لئے دنیادی حاکم کے پاس دو گواہ پیش ہونا ضروری ہیں۔ مسلمان ہونے کے متعلق یہ کہ دنیا کے میں مسلمان ہوں ایک گواہ ہے دوسرا گواہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔

نماز پراستیوں سے بچائی ہے اور نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور گناہ بخشواتی ہے۔

روزہ

(۱) خدائے تعالیٰ نے ہم پر روزے سال بھر میں ایک مہینے کے فرض کئے مہینے کے (۳۰) دن ہوتے ہیں یا (۲۹) دن ہوتے ہیں۔

(۲) اگلی اگستوں پر بھی روزے فرض تھے کسی پرچہ مہینے کے کسی پر ہر مہینے کی پہلی دوسری تاریخ کے کسی پر تہہ چودہ پندرہ تاریخ کے کسی پر ایک دن آڑے روزے فرض کئے گئے تھے۔

(۳) ہم پر روزے ایک مہینہ رمضان شریف کے فرض کئے اس کے بعد چھ روزے شوال کے مہینے کے مسلسل یا متفرق جملہ (۳۶) روزے رکھنے کا ثواب تین (۳۶۰) ساتھ روزوں کا ہوگا۔

(۴) روزوں کے رکھنے میں جو عکسیت ہوں وہ خدائے تعالیٰ غریب جانتا ہے لیکن ظاہر میں یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ڈاکٹروں کے ایک کمیشن میں تجویز کیا گیا کہ جس بیماری کا کوئی علاج نہیں اس کا علاج روزہ ہے چنانچہ ڈاکٹر اکثر بیماریوں کا علاج مثلاً نائفاؤنڈ، بخار وغیرہ کے علاج میں کئی کئی دن تک ایک دانہ بھی بیمار کو نہیں کھلاتے جو مواد سال بھر معدہ میں جمع ہوتے ہیں وہ ایک مہینے کے

روزوں کی وجہ سے سب خارج ہو جاتے ہیں۔

(۵) روزہ رکھنے والوں کی دو فرحتیں ہوتی ہیں۔ ایک روزہ انظار کرتے وقت یہ اس وجہ سے نہیں کہ دن بھر بھوکا رہنے کے بعد کھانا مل گیا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر فرض فرمایا تھا اس کو میں نے ادا کر دیا۔ دوسری فرحت خدائے تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(۶) خدائے تعالیٰ کا دیدار روزہ داروں کو ہوگا پے روزہ داروں کو نہ ہوگا۔

(۷) جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان (تردناہ) ہے اس دروازہ سے روزہ دار جنت میں جائیں گے۔

(۸) ایک بزرگ نے ایک یہودی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے۔ اس سے دریافت کیا کیا بات ہے اس نے کہا رمضان شریف کا مہینہ قضا میرا پچھ روٹی کھاتے ہوئے باہر آیا میں نے اس کو تھپہ بارتے ہوئے کہا کہ رمضان کا مہینہ ہے مسلمان روزہ رکھتے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں ہم کو تعظیم کرنا چاہئے اس لئے اندر جا کر کھا۔ تعظیم رمضان شریف کی وجہ سے غیر مسلم کو بھی درجارت ملنے ہیں۔

(۹) رمضان کے زمانہ میں روزہ داروں کے سامنے کھانا نہیں چاہئے۔

(۱۰) عید رمضان کی روزہ داروں کے لئے ہے نہ کہ روزہ خوروں کے لئے جو لوگ روزہ خور ہیں ان کو کیا حق ہے کہ عید گاہ میں عید منانے کے لئے آئیں۔

(۱۱) ایمان و اعتقاد کے بعد جب اس میں کامیاب ہو جائے گا تو پہلے پر شش نماز کی بابت ہوگی اس کے بعد روزہ کی۔

(۱۲) مردوں کے لئے لازم ہے کہ وہ خود بھی روزہ رکھیں۔ اپنی بیوی بچوں کو بھی جو بالغ ہوں روزہ رکھوائیں۔ اگر بچہ روزہ نہ رکھے تو اس پر سختی کی جائے۔ حتیٰ کہ اس کو سزا دے کہ روزہ رکھوائے۔ اس میں غفلت کی جائے گی تو خدائے تعالیٰ ماں باپ سے اولاد کے بارہ میں مواخذہ فرمائے گا۔

(۱۳) کسی کی بیوی روزہ نہ رکھے تو اس کو کہہ دے کہ تو ہمارا کھانا بھی نہ پکا۔

(۱۴) میں ایک دلچسپ حدیث نقل خیرت بیمار تھا۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رمضان شریف قریب آگئے۔ مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ کیسے رکھ سکوں گا۔ مگر چاند رمضان کا دیکھ کر ہمت کر لی۔ روزہ رکھا۔ پہلے روزہ کی طاقت کے مقابلہ میں آخری روزہ کی طاقت کئی گنا فرق پایا۔

اس مال میں سے (۳۰) روپے کے پیچھے ایک روپے حساب کر کے سو میں سے ڈھائی روپے مسکینوں غریبوں کو دے دیا کرو۔

اس کے یہ معنی کہ جس طرح آج کل انگریزی حکومت میں کمپنیاں بنی ہیں۔ کمپنی میں حصے والے گئے ہیں۔ کسی کا سو روپے کا حصہ کسی کا پانچ روپے کا کسی کا ڈھائی روپے کا۔ تو خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہم نے تم کو مال دیا اور ہم یہی حکم دیتے ہیں کہ یہ سارا مال تمہارا نہیں ہے۔ اس مال میں تمہارا ایک اور حصہ دار مسکین غریب بھی ہے اس کا حصہ سال کے بعد نکال کر اس کو دے دیا کرو اس سے ایک تو تمہارا مال پاک ہو جائے گا۔ دوسری تمہارے حصہ دار کو نفع ہو جائے گا۔ اس غریب کا کام نکل جاوے گا۔ تمہارے مال میں برکت ہوگی اور اس کو چور نہیں لے جائے گا ڈاکو نہیں لے جائیں گے۔ آگ نہیں جلائے گی اس کے معنی یہ کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اپنے بندوں کو مال دیا اور پھر آپ ہی حکم فرمایا انفتوا احما و انفقوا میں قتل ان یا ان احلکم الموت۔ فرمایا موت سے پہلے ہم نے جو مال تم کو دیا ہے ہم حکم دیتے ہیں تم خرچ کرو۔ تم ذرا سوچو تم یہ مال کہاں سے لائے اگر کوئی اپنے غلام یا نوکر کو حکم دے یہ مال لے جاوے اور اس کو مسکینوں اور غریبوں میں بانٹ دے۔ وہ غلام یا نوکر مسکینوں یا غریبوں میں نہ بانٹے بلکہ خود رکھ لے تو وہ نوکر یا غلام کس درجے کا دینے والا نافرمان سمجھا جائے گا سارا قرآن شریف شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ کسی جگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا اجمعوا اجمعوا یعنی جمع کرو۔ جمع کرو۔ کیا فرمایا "انفتوا۔ انفقوا۔ خرچ کرو۔ خرچ کرو۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دینے والے ہم ہیں ہم ہی حکم دیتے ہیں کہ خرچ کرو تم اگر خرچ کرو تو ہم جس سات سو دین گے چودہ سو دین گے۔ اٹھائیس سو دین گے دوسرا یہ کہ مال تم کہاں سے لائے تھے۔ ہم نے یہی تم کو دیا تھا کہ خرچ کرو۔ خرچ کرو کہ تو تم کو اور دیں گے۔ ہمارے خزانوں میں کچھ کی نہیں ہے میرے حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ ایک دن ایک بزاز نے مجھے سنایا تھا کہ ایک روپے کے مال کے پیچھے ایک چبڑ نفع لے تو بیچ دیتے ہیں ایک روپے کے اٹھائیس سو لیں تو وہ سودا کوئی نہیں کرتا۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن شریف پر ایمان ہے ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہم مسلمان ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپ ہی اپنے بندوں کو مال دیتے ہیں اور پھر ہی حکم دیتے ہیں کہ اس کا چالیسواں حصہ غریبوں مسکینوں کو جو اس کے مستحق ہیں دے دیا کرو جن کو رب نے مال دیا انہوں نے بندہ کی طرح سمجھا کہ اب ہمارے ہاتھ میں گھیا ہے ہم اس میں سے ایک چبڑ نہ دیں گے۔ خواہ ہماری جان بھی جائے ایک بندہ پکڑنے والے نے مجھے سنایا کہ جب ہم بندوں کو پکڑتے ہیں تو کئی کے بہت سارے دانے

خدا کی باتیں خدا ہی جانے

(۱) لفظ زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے کے ہیں جس طرح پلید اور میلہ کپڑا کر ہم پانی اور صابن لگا کر دھویا جائے تو وہ پاک اور سفید ہو جاتا ہے۔ اس کی ساری میل بیکل دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس مال کی زکوٰۃ نکال جائے وہ مال بھی پاک ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے آج تک زکوٰۃ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔

(۲) خدائے تعالیٰ نے مومن پر پانچ فرض مقرر کئے۔ سب سے پہلا فرض کلہ شریف کا پڑھنا یعنی خدائے تعالیٰ کی توحید اور حضرت کی رسالت پر بے دل سے ایمان لانا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا۔ کلہ شریف کا پڑھنا ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض کیا گیا ہے۔ حضرت ابو الخیر صاحب نقشبندی مجددی دہلوی ایک دن میں ۲۵ ہزار مرتبہ کلہ شریف پڑھتے تھے۔ مگر فرض ایک ہی مرتبہ ہے علیٰ ہر پنج بھی ساری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اس کا ذکر بھی قرآن شریف میں ایک مرتبہ ہے۔ بانی دہ گئے دو فرض نماز و زکوٰۃ اس کی بار بار اپنی تاکید فرمائی کہ چھپاسی مرتبہ قرآن شریف میں اس کا ذکر آیا ہے بادشاہ اپنی رعیت کو ایک مرتبہ کسی امر کے متعلق حکم فرمادے تو رعیت پر اس کی فرماں برداری واجب ہو جاتی ہے۔ اگر رعیت کا کوئی آدمی بادشاہ کے حکم کی فرمائنداری نہ کرے تو اس کو باقی قرار دیا جاتا ہے۔ باقی کی سزا کیا ہے؟ قتل اس سے سمجھ لو۔ ولایت میں ولایت کی پارلیمنٹ کے چند آدمی آئے ہو کر ایک قانون پاس کرتے ہیں پھر تمام سلطنت میں وہ حکم جاری کر دیتے ہیں۔ جو شخص اس حکم کی فرماں برداری سے انکار کرے تو اس کو باقی قرار دے کر پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے جو بندوں کے بنائے ہوئے قانون کا انکار کرے وہ باقی اور اس کی سزا قتل اور جو اس احکم الحاکمین و مالک الملک کے حکم کی نافرمانی کرے وہ کس درجہ کا باقی و مجرم ہوگا بادشاہ ایک مرتبہ حکم دے اور رعیت کا کوئی فرد اس حکم کو نہ مانے دوبارہ بادشاہ حکم دے پھر بھی نہ مانے تیسری مرتبہ حکم دے اور نہ مانے اس طرح اگر بادشاہ متواتر چھپاسی مرتبہ حکم فرمائے اور وہ شخص نہ مانے تو آپ خود اندازہ لگا لو کہ چھپاسی مرتبہ بادشاہ کی حکم عدلی کرنے والے کو کس قدر سزا ملنی چاہئے اور وہ کس درجہ کا مجرم ہوگا۔ اس سے یہ مسئلہ سمجھ لو زکوٰۃ کے کیا معنی ہیں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو مال دیا۔ ہم تم کو دیتے ہیں کہ جہاں چاہو اس کو خرچ کرو جب پورے (۳۶۰) دن تمہارے پاس اس مال کو گزر جائیں تو تمہارے خرچ کرنے سے جتنا مال بچ جائے اس مال کا چالیسواں حصہ یعنی

پرمی۔ محرم میں بڑا حیران تھا کیا کل آپ نے ڈوبنے کے دو رکعت پڑھے تھے۔ اب سینہ صاحب نے جواب دیا کہ تم نے کہا تھا کہ زکوٰۃ ادا کی ہوئی ہے میرے دل میں ایک تو اس بات کا یقین تھا کہ حضرت کافران سچا ہوتا ہے جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کو نقصان نہیں پہنچتا۔ دوسرا میں نے دل کی طرف خیال کیا تو میرے دل پر اتنا صدمہ بھی نہیں پہنچا جتنا ایک بچے کے جانے کا صدمہ پہنچتا ہے تو کل اس بات کے شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھی تھی کہ اللہ اللہ کہ خدا نے تعالیٰ نے میرے دل میں مال کی محبت نہیں رکھی اور آج کی دو رکعت جو پرمی تو وہ شکرانہ میں کہ رب نے اس مال کو صحیح و سالم پھیلایا الحمد للہ علی ذالک۔

نفس کے لیے ناسل ہے۔ ہاتھ سے دنیا مشکل۔ میرے حضرت قبلہ والد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ لوگ لے کر خوش ہوتے ہیں ہم دے کر خوش ہوتے ہیں۔ لوگ کھا کر خوش ہوتے ہیں ہم کھلا کر خوش ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے فقیر کو بھی ایسا پاک دل نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔

زکوٰۃ نہ دینے کا جرم کتنا ہے

خدا تعالیٰ فرماتے ہیں دسویں پارہ کے تیسرے رمل پہلے کروغ میں والذین یکنزون الذهب والفضة ولا یفتقروا فی سبیل اللہ فخرہم بدجذاب الیم۔
خدا نے تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ جو چاندی اور سونے کو چھپا رکھتے ہیں۔ راہ خدا میں کو اس کو خرچ نہیں کرتے یعنی اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جو اس کے مال میں خدا نے تعالیٰ کا حق ہے اور خدا نے تعالیٰ نے فرض کیا ہے ان کو بشارت دید و سخت عذاب کی اور ان کو یاد دلا وہ وہ دن کہ جب ان کے روپیہ پیسوں کو دوزخ کی آگ میں سرخ کر کے ان کی پیشانیوں پر داغ دینے جائیں گے۔ ان کے دونوں پہلوؤں پر ان کی پشت پر اور ان کو فرشتے کہیں گے کہ یہ تمہارا ہی مال ہے جس کو تم نے جمع کر کے رکھا تو اس جمع کرنے کا آج مزہ چکھ لو۔ اس آیت شریف کو غور سے پڑھیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں۔ اور اپنے مال کو بھی پاک کر لیں۔ اور داغ لگنے سے بھی جانوں کو بچا لیں۔

امام اعظم صاحب کے مذہب میں زیور کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ جو مال عورتوں کے قبضہ میں ہو اس کی زکوٰۃ عورت کو ادا کرنی چاہئے یعنی اس کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت کے ذمہ فرض ہے۔ جو مال مرد

بھون کر جنگل میں جہاں بندر ہوں چھینٹ دیتے ہیں اور مٹی کی ایک ٹھیلیا زمین کھود کر خوب مضبوط کر کے گاڑ دیتے ہیں اور اس ٹھیلیا کو مٹی کے دانوں سے بھر دیتے ہیں۔ جو دانے زمین پر پڑے رہتے ہیں دوسرے بندر کھاتے ہیں ایک بندر ٹھیلیا میں سے لے کر کھاتا ہے جب تھوڑے دانے رہتے ہیں تو بندر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر دانوں کی مٹی بھر لیتا ہے ٹھیلیا کا منہ تنگ رہتا ہے خالی ہاتھ اس میں جاتا ہے لیکن بھرا ہاتھ نہ جاتا ہے نہ اس میں سے نکلتا ہے اس کا ہاتھ پھنس جاتا ہے مگر وہ بندر مٹی نہیں کھوڑا۔ مٹی کھولے تو اس کا ہاتھ نکلے وہ کہتا کہ مٹی میں دانے آئے اب تو ہاتھ نہیں کھولوں گا دانے نہیں پھوڑوں گا ناچار ہو کر چٹنا ہے چلا آئے شکاری جو چھپ کر کہیں بیٹھا ہو اسے اس کا چٹنا سن کر بندر کے پاس آکر اس کے گلے میں رسہ ڈال کر پکڑ لیتا ہے تو جن لوگوں کو رب نے مال دیا ہے انہوں نے بندر کی طرح پھنس کر جان دے دی لیکن مال نہ دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دھندہ کسی ترکیب سے مال ہاتھ آگیا تو اس کی مٹی نہیں کھولیں گے اب ذرا سوچو تو اس مسئلہ کو مالک خداوند تبارک و تعالیٰ خود تو مال دیتے ہیں اور آپ ہی حکم دیتے ہیں کہ اس میں سے چالیسواں حصہ دے دو ان کو اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ان کو کوئی فیکر بنتا ہے کہ لے کر اس میں جمع کرتے جائیں جو کچھ حکم دیتے ہیں ہماری ہمتی اور ہمارے ہی پاک کرنے کے واسطے حکم دیتے ہیں۔

حضرت شیخ علی سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ حضرت سو روپیہ جمع ہو جائیں تو اس کی کتنی زکوٰۃ دوں آپ نے فرمایا کہ وہ سو کا سو بھی غریبوں اور مسکینوں کو دے دو اور اڑھائی روپیہ اور دے دے سا کل نہ کہا کہ اس کے کیا معنی فرمایا کہ یہ اس بات کی سزا ہے کہ تو نے جمع ہی کیوں کیا تھا پہلے ہی تقسیم کیوں نہ کر دیا ہمیں میں ایک سینہ نے تجارت کا مال لا کر ہمازوں میں بیچا ہوا تھا اس میں سات لاکھ روپے کا مال تھا کھتان آگ بوٹ نے ہوائی تار کے ذریعہ اس کو اطلاع دی کہ آگ بوٹ طوفان میں آگیا ہے اس کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ اگر چند منٹ یہی حالت رہی تو ہم بھی اور تمام مال بھی آگ بوٹ بھی غرق ہو جائیں گے۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ جب تار پٹی تو سینہ صاحب نے معتدوں سے پوچھا کہ دیکھو اپنے دفتر میں مال کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں انہوں نے کہا ادا ہوئی ہے۔ سینہ صاحب نے کہا پھر تو کوئی خطرہ نہیں۔ جب کہ آنحضرت کافران ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا ہو تو اس میں نقصان نہیں ہوتا۔ پھر ہم کیوں فکر کریں سینہ صاحب نے اسی وقت دعو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ دوسرے دن پھر تار آئی کہ الحمد للہ آگ بوٹ غرق ہونے سے بچ گئے۔ جب دوسری تار آئی تو سینہ صاحب نے پھر خود کیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھی ایک نوکر نے عرض کی کہ سینہ صاحب آج تو میں سمجھ گیا کہ آپ نے شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل

کے قبضہ میں ہو اس کی زکوٰۃ مرد پر فرض ہے۔

ایک شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا ہے قرض دینے والے پر واجب ہے کیونکہ درحقیقت اس روپے کا مالک تو یہی قرضہ دینے والا ہے۔ وہ ملک اسی کی ہے۔ جب حضرت نے دنیا سے سڑ کیا تو عرب شریف میں ایک قوم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تب حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ خواہ وہ بت تھوڑی مقدار میں کیوں نہ ہو مجھے ایک پاشت رسہ جس سے اونٹ کے نوڈے باندھے ہیں آپ کے زمانہ میں تم لوگ ادا کرتے رہے تھے۔ اب بھی دیدو تو بہتر ورنہ تمہارے ساتھ جنگ کر کے تم کو ہلاک کیا جائے گا اس بنا پر یہ حکم ہوا کہ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کریں وہ کافر آج کل مسلمانوں نے بجائے زکوٰۃ دینے کے التناؤ لیتا شروع کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے تو سود حرام کر دیا تھا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ مال کے ساتھ زنا کرنا ایک حصہ گناہ ہے اور سود کھانا مال کے ساتھ زنا کرنے سے ستر درجہ بڑھ کر گناہ ہے کسی مسلمان کو یہ کہ دو کہ تیرے منہ میں خنزیر تو وہ کتا ہے کہ اس کو جان سے مار ڈالوں اس نے مجھے اتنی سخت بات کیوں کہی اور جو دن رات خنزیر کھاتے رہے ہیں درحقیقت کتنا برا مانتے ہوں گے سود کھانا سود کھانے سے بھی بدتر۔

ایک بزرگ کے حال میں لکھا ہے کہ ابتدا میں سود کھاتے تھے۔ ایک قصاب سے اسی سود میں سے گوشت لے آئے۔ گھر میں لا کر دیا کہ اس کو پکاؤ بہت دیر پکاتے رہے۔ آخر کو دیکھا اس میں گوشت نہیں تھا۔ ساری ہڈیاں خون سے بھری ہوئی تھیں۔ خاندان سے پوچھا کہ یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے۔ اس نے کہا کہ قصاب کو جو روپیہ دیا ہوا ہے اس کے سود میں لایا تھا اس عورت نے کہا دیکھو سارا گوشت خون بن گیا۔ ہڈیاں ساری خون سے بھر گئی تھیں تب اس عورت نے ادھر ہڈیاں اٹھا کر زمین پر دے ماری۔ ادھر اس کے خاندان نے چے چل سے تو بہ کر لی کہ آئندہ سود نہیں کھاؤں گا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہدایت نصیب فرمادی۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھی ہدایت نصیب فرمادے۔ جیسے حضرت حبیبؓ بھی گوہر ہدایت نصیب فرمائی تھی اور مسلمانوں کو سود خوری سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ وہ دہرائے ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک ایک دانش پر مہر لگائی ہوئی ہے۔ رب حرام نہیں کھاتا تو یہ حلال کو چھوڑ کر حرام کیوں کھاتے ہیں۔ جو جسم گوشت حرام کھا کر پرورش پائے گا وہ جسم اس قاتل ہو گا کہ دو روز کی انگ میں جلا یا جائے اور جو جسم حلال طیب مال کھا کر پرورش پائے گا وہ اس قاتل ہو گا کہ اس کو جنت میں داخل کیا جائے۔ اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

۲۷
انہ کے پیش تو کنتہم غم دل ترسیدم
کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است

دلی میں کسی نادان مولوی نے یہ فتویٰ دیا کہ بیک کا سود جائز ہے۔ جو دلیل کہی ہے وہ یہ ہے کہ بیک والے جو سود دیتے ہیں اور مسلمان وہ سود کا روپیہ نہیں لیتے تو بیک والے کیا کرتے ہیں اس روپیہ کو عیسائی مشین کو دے دیتے ہیں وہ عیسائی مشین والے اسلام کے برخلاف اس روپیہ کو خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مسلمان اس روپے کو لے لیا کریں اور کھالیا کریں فقیر نے اس کے معنی جو سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ خنزیر کا گوشت عیسائی کھاتے ہیں۔ بڑے مومن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ مسلمان بھی خنزیر کا گوشت کھالیا کریں۔ عیسائی کھاتے ہیں۔ مومن تازے ہوتے ہیں۔ مسلمان بھی کھانا شروع کریں۔ دوائے مولوی نے اتنا نہیں سمجھا کہ جب اس کا نام سود ہے تو پھر بیک کا سود ہو یا کسی اور جگہ کا سود کو خدائے تعالیٰ نے حرام کیا۔ یہ نادان مولوی جائز کرتا ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کے حرام کو حلال سمجھے وہ کافر اس فتویٰ دینے سے تو مولوی خود کافر ہو گیا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یولم منکم فانه منکم ۴۔ سورہ مائدہ (۳) ربیع جو کافروں کے ساتھ تعلق رکھے گا وہ کافر ہے۔ یہ کفر کا فتویٰ خود اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہی اس نادان دشمن دین کو مولوی پر لگایا ہوا تھا۔ اب سود کے کھانے کو جائز کر کے اس کفر کے فتوے کو اس نے خود اپنے اوپر عائد کر لیا۔

ج

- (۱) ایک موت کا سفر ہے۔ ایک حج کا سفر ہے۔
- (الف) ملک الموت آئے گا ایک تھپڑ مار کر جبراً تو اس سب رشتے ناستے تعلقات و کاروبار چھڑائے گا اس کا نام موت کا سفر ہے۔
- (ب) جو شخص اپنے ارادہ سے موت کے سفر سے قبل سب رشتہ ناستے تعلقات و کاروبار چھوڑ کر اللہ پاک کے گھر کی طرف چلا وہ حج کا سفر کر رہا ہے اس سفر کرنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔ اس کو ایک ایک قدم کے بدلے سو سونگی ملے گی۔
- اصل یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کی محبت کو دل سے نکالنا اور خدا کی محبت کو دل میں لینا حج ہے۔ حاجی اگر سفر میں مرکباً تو اللہ تعالیٰ قیامت تک فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کی جانب سے ہر سال حج کرتے ہیں اور اس کا ثواب اس حاجی کو ملے گا۔

طریقے تفصیل سے کتابوں میں درج ہیں احرام اصل میں کفن ہے موت کا لباس ہے۔

مقام عشق میں شاہ و گمراہ کا ایک رتبہ ہے
نظر ہر گلی کوچہ میں ہے توقیر پھرتی ہے

خانہ کعبہ مجلس شامی، عرفات دریا شامی کی حاضری کیلئے سب سے پہلے حج کی نیت فرض ہے۔
(۱۰) شیطان اور نفس دو دشمن ہمارے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم بارگاہ ایزدی میں نیچے سرنگے پاؤں جاتے ہیں یعنی احرام باندھ کر فریادی بن کر کہہ رہا ہوں دووں دشمنوں نے ہمیں تباہ کر دیا۔ ہمیں بچاؤ۔ اس میں رب کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمارا ہی فائدہ ہے رب ہم کو پاک کرے گا۔ بڑی سہولتی ہے کہ مالداروں کی کو حکم ہوا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا وہاں من استطاع کی قید لگائی مگر حاضری مدینہ شریف کے لئے ہر ایک کو حکم دیا ہے خواہ امیر ہو یا غریب جس طرح حج کو جانا فرض ہے اسی طرح ہر ایک کو مدینہ جانا فرض ہے۔

(۱۱) کئی سال کا واقعہ ہے کہ میں کابل گیا تھا۔ حاجی ترنگ زنی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔
(۱۲) تم جارہے ہو اپنے چھلے کناہ بخشنا کے لئے نہ کہ گناہ کرنے کے لئے اس راستہ میں درود شریف ہی پڑھتے رہو حاجی کا کھانا پینا سونا سب عبارت ہے اور ایک ایک قدم کے بدلے سوسو گنگی لکھی جائے گی۔ خواہ سواری پر ہی جائے۔

(۱۳) حاجی جب گھر سے پہلے ہیں تو ان کا یہ سفر موت کا سفر ہے وہ خوشی سے اپنے ارادہ سے سب گمراہوں کے تعلقات کو چھوڑ چلے ہیں پس ایک گھر سے کیا کام اسی کا نام حج ہے۔
(۱۴) حاجیوں کو چاہئے کہ جس دربار میں جارہے ہیں۔ اس دربار کا خیال رکھیں کوئی فضول بات زبان سے نہ نکالیں۔ جو بات تم زبان سے نکالتے ہو اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے اس کا جواب تم کو دیتا ہے۔ ایک بزرگ نے ایک نئے مکان کی نسبت حج کے زمانہ میں دریافت کیا کہ یہ کس کا مکان ہے پھر خیال آیا تو اپنے نفس کو جواب دیا کہ مجھے اس سوال کے جواب سے کیا مطلب۔ کیوں میں نے ایسی بات دریافت کی جو فضول ہے۔ اس لئے اس جرم میں نفس پر ایک سال کے روزے رکھے

(۲) جتنی مخلوق ہے۔ وہ سب جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ مخلوق میں سے وہ بڑا شہر ذر ہو گا جو اس جال کو توڑے گا۔ جال کے توڑنے کا نام حج ہے۔ اس توڑنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔

(۳) انگریز خطاب دیتے ہیں۔ خان ہمدان۔ خان صاحب وغیرہ۔ جو اس جال کو توڑنے والا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حاجی کا خطاب دیا ہے اس کی قدر نہیں کرتے۔

(۴) نتیجہ حج کا کیا ہے۔ حج کرنے والا ایسا ہوا جیسے کہ آج اس کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(۵) مکہ شریف کی زمین کیوں واجب تنظیم ہے۔ ۳۰ پارہ۔ سورۃ بلد لا اقام یھذا البلد وانیل یھذا البلد خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ہم قسم کھاتے ہیں۔ اس شرکی۔ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں کعبہ ہے یا میزاب رحمت ہے۔ یا مقام ابراہیم ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ آپ کے قدم پاک اس زمین پر ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے یہ زمین بھی واجب تنظیم ہوئی اس لئے اس زمین کی قسم کھاتے ہیں۔

(۶) حاجی کا بڑا درجہ ہے جتنے حاجی ہیں مگر سے نکلتے ہی سب رب کے مہمان ہیں جو شخص کسی کے مہمان کی خدمت کرے وہ میزبان کا دل خوش کرتا ہے اور جو کسی کے مہمان کو تکلیف دے یا ستائے گویا وہ میزبان کو تکلیف دیتا ہے یا ستاتا ہے۔ اس لئے حاجیوں کی خدمت عین موجب خوشنودی اللہ تعالیٰ ہے۔

(۷) حاجی جب خدا کا مہمان ہے تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ وہ شمشاد کے خزانے میں ہاتھ رکھے ہوئے ہے پس حاجی کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے۔ دل کھلا رکھے غور و خوض کھائے خرچ کرے۔ تنگ دل نہ کرے اس وجہ سے کہ اس کا ہاتھ خدا کے خزانے میں ہے۔ وہ خدا کا مہمان ہے۔ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خدا کے دسترخوان سے ہی ہے اور جو ضرورت کے وقت ملے گا۔ وہ خدا کے خزانہ ہی سے ملے گا خدا کا خزانہ کم نہیں ہو سکتا۔

(۸) جتنی عبادتیں رب نے مقرر کیں۔ ان سب میں ایک چیز کا خرچ ہے۔ مثلاً روزہ نماز، زکوٰۃ یعنی اس میں ایک چیز صرف جان یا مال کا خرچ ہے۔ گرج میں جان کا بھی خرچ ہے۔ اور مال کا بھی خرچ ہے۔ دونوں چیزیں انسان کو عزیز ہیں۔ اس لئے اس کا درجہ بڑا ہے۔ جتنی تکلیف حاجی کو زیادہ ہوگی۔ اسی انداز سے ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ اس میں تکلیف کو تکلیف نہ سمجھنا چاہئے۔

(۹) ہر عبادت کے طریقہ اور آداب ہیں۔ بغیر آداب کے عبادت درج قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ حج کے لئے بھی بعض آداب ہیں اور ضروری ہیں سب سے پہلا ادب مقام مقررہ (جس کی صراحت کتابوں میں ہے) پر پہنچنے ہی احرام باندھنا یعنی ایک چادر باندھنا اور ایک چادر اوڑھنا۔ اس کے

زبان اللہ تعالیٰ نے ایک دہی دو بھی دو کو اڑوں کے درمیان اس لئے اس کو دونوں کو اڑوں کے اندر بند ہی رکھو۔ جب ضرورت ہو یا ہر نکالو۔ بے ضرورت اس سے کام نہ لو۔

دروہ شریف کو کم از کم ہزار مرتبہ ہر روز زمانہ حج میں پڑھا کرو۔ استغفار روزانہ کم از کم ایک تسبیح پڑھا کرو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے توفیق بخشی جو کہ جانے کی خانہ کعبہ کے ادب کا خیال رکھو۔ حرم شریف میں لوگ سوئے ہیں۔ کس قدر بے ادبی کی بات ہے۔ حرم شریف کے لوگ جاگتے ہیں اور خادم غلام سوئے ہیں یہ کس قدر توفیق نیک کے عطیہ کی ناشی ہے۔ میرے نزدیک تو اس سے بدتر کرنا ہی نہیں کہ رب کی بارگاہ میں غافل ہو کر اور نیک لگا کر سو رہیں۔ مکہ اور مدینہ کی زمین کا بھی ادب کرو ایک بزرگ تھے سید ولی صاحب نقشبندی لاہور کے رہنے والے انہوں نے حج نہیں کیا تھا۔ فرماتے تھے کہ مکہ اور مدینہ کی زمین کا ادب مانع ہو رہا ہے۔ جس زمین پر حضورؐ چلے پھرے بیٹھے ہوں وہاں میں کس طرح پیشاب پاخانہ پھروں۔ اس کے لئے یہ تدبیر انہوں نے اپنے نزدیک اختیار کی کہ میں مکہ اور مدینہ کی زمین میں نہ لکھاؤں نہ پیوں۔ اس کے لئے کم از کم پندرہ روز بھوکے اور پیاسے رہنے کی مشق کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس شریک میں انہوں نے تین دن تک کی مشق کر لی تھی۔ کہتے تھے کہ جب پندرہ روز تک بھوکے پیاسے رہنے کی مشق ہو جائے گی تب جاؤں گا۔

جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے کہا کہ بھوکے پیاسے رہنے کی کیا ضرورت ہے اونٹ پر دو کنٹر رکھ لو اور اونٹ کے دونوں بازوؤں پر لٹکا دو۔ ایک میں پیشاب کرو دوسرے میں پاخانہ جب وہ بھر جائے تو سمندر میں پھینک دیا کرو اس طرح سے ادب بھی کمال ہو جائے گا اور حج کی زیارت بھی نصیب ہوگی غرضیکہ بعض اللہ والے لوگ اس طرح کا شدید ادب غلط رکھتے ہیں۔

حقہ بیڑی پٹی کر دہار شای اور مجلس شای میں یعنی عرفات و خانہ کعبہ و حرم شریف میں مت جاؤ۔ منہ میں بدبو لے کر شمشاد کی بارگاہ میں جاؤ گے تو نکال دیئے جاؤ گے۔ کوئی دعا اس بدبو دار منہ سے نکلی ہوئی قبول نہ ہوگی۔

داڑھی منڈا کر شمشانی دربار میں مت جاؤ۔ داڑھی منڈے بخشنے نہ جاویں گے جب تک کہ نمونہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بنائیں۔

حاجیوں کا دل کیوں سخت ہوتا ہے؟ جن حاجیوں کا دل سخت ہوتا ہے وہ کسی کی صحبت میں نہیں رہے یعنی پیر کی صحبت ان کو نہیں ملی۔

حج کے لئے اہلیت و لایقت ہونی چاہئے۔ خرمیسی اگر بمکہ رو پانچوں بیاید بنو خرباشد۔ سارا دارودار شریعت کا دل کے نرم ہونے پر ہے۔ اور دل خود بخود نرم نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے پیر کے پاس جانا ضروری ہے۔ یہ بھی دل کی ایک بیماری ہے جس طرح ظاہری بیماریوں کے لئے حکیم

طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ اسی طرح دل کی بیماریوں کے لئے بھی طبیب روحانی یعنی پیر کے پاس جانا ضروری ہے۔

لاہور میں ایک بڑھیا اندھی تھی۔ باگ رہی تھی۔ یہ کہہ کر کہ کچھ اللہ کے واسطے دو ایک حاجی راستہ والے نے کہا لے۔ بڑھیا نے جھولی آگے کر دی۔ راستہ والے نے جھولی میں سے سب لے لیا۔ بڑھیا نے پکار کر کہہ کہا کہ بابا حاجی۔ بابا حاجی۔ راستہ والے نے کہا اس کو میرا حاجی ہونا کیا معلوم۔ اس سے یہ مطلب کہ جن کو ظاہری آنکھ سے نہیں نظر آتا ان کی اکثر دل کی آنکھ روشن رہتی ہے۔ راستہ والے حاجی ہونا بڑھیا نے اپنے دل کی آنکھ کی روشنی سے معلوم کیا تھا۔ بعض حاجی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ ان کا یہ مرض بغیر پیر کی صحبت کے نہیں جاتا۔

ست گر ایسا چاہئے جو متل گر سا ہوئے
جنم جنم کے مورچے پل میں دیوے کھوئے

قربانی کے معنی

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے صبح اٹھ کر سو اونٹ قربانی کئے۔ دوسری رات ٹھیک خواب دیکھا۔ پھر صبح اٹھ کر سو اونٹ قربانی کئے۔ تیسری رات بھی پہلی رات کی طرح خواب میں دیکھا تو تیسرے دن اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پر تیار ہوئے بیٹے کو لے کر مکہ سے چلے منی کے مقام پر پہنچے۔ راستہ میں شیطان نے تین جگہ باپ بیٹے اور ماں کو بھٹکا پایا۔ مگر تینوں نے حکم خداوندی کی قیبل پر بخوشی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے شیطان کو دھککا مارا اس لعنت میں منی میں تین شیطانوں پر سات سات ٹکڑیاں مارنے کا حکم ہے۔ جب شیطان کے بھٹکانے میں نہ آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرزند پر تیار ہو کر ان کو ذبح کے لئے لٹایا چھری طعن پر نہ چلی اللہ تعالیٰ نے ایک ذبیحہ جنت سے حضرت اسماعیلؑ کا ذبیحہ جبرئیل کے ذریعہ بھجوا کر اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ذبیحہ ذبح کیا گیا اس کا قصہ عام ہے اس سنت کی پیروی میں قربانی جاری ہوگی ہے۔

اس کو مزمز کما یعنی (مصر مصر) پس وہ پانی مصر گیا اب ایک کنوئیں کی شکل میں موجود ہے تفصیل کتابوں میں دیکھ لو۔ اس دوڑنے کی یادگار میں سنی یامین صفا و مروہ سب پر واجب ہے۔

زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ جانے کی نسبت انکار کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں جانے سے آدمی قبر پرست بن جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ۵ بارہ ۲ رطل ۲ کوع۔

ولوا لہم اظہار الفہم جاؤ کہ فاستغفر اللہ واستغفر لہم للرسول لوجود اللہ تعالیٰ اذیجا۔ یہ حکم حضرت کے دنیا میں رہنے تک کا ہی نہیں ہے بلکہ قیامت تک کا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے لکھ دیا ہے کہ وہاں جانا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس جگہ فرض کیا ہے وہاں من استطاع کی شرط لگائی محمدیہ شریف کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی بلکہ ہر ایک امیر غریب کے لئے حکم دیا کہ اگر انہوں نے گناہ کئے ہوں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔

(۱) غلیل الرحمان صاحب ایک بزرگ تھے مدینہ شریف میں انہوں نے اشعار ذیل میں مدینہ شریف کی حاضری کی نسبت بہت خوب و درست اظہار فرمایا ہے۔

اشعار

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش وطن سے جدا ہوا
قابل تھا تار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

یہاں کی حاضری سے جنتی بھی جنتی بن جاتا ہے۔

(۲) حدیث شریف میں آیا ہے من زادنی دجبت لہ شفاعتی۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اگر قبر پرستی کا الزام مدینہ جاکر زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اگر قبر پرستی کا الزام مدینہ جاکر زیارت رسول اکرم کرنے سے عام

حجرا سود کو بوسہ دینا

حجرا سود ایک پتھر ہے جنت سے حضرت آدم کے ساتھ آیا ہے۔ جب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک میں رکھ کر قریش کے چاروں قبیلوں کو ایک ایک کوٹنا چادر کا پکڑوا کر خود اپنے ہاتھ سے خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب فرمایا اور پھر اس کو بوسہ دیا۔

کہاں تھے یہ نصیب اللہ اکبر سنگ اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

میں قربان مکہ کی گھیاں جن پر لائیاں دل بھر کلیاں
کچھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے

حجرا سود اللہ تعالیٰ کے پاس حاجی کا گواہ ہوگا۔ اور یہ کسے گاہ کہ یہ تبرہ در پر حاضر ہوا تھا۔ اور اس نے مجھے بوسہ دیا تھا اس کو یارب بخش دے جس چیز پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عضو مس کرے اس کو الگ نہ جلائے گی۔ حضور نے حجرا سود کو بوسہ دیا حضرت کے لب مبارک حجرا سود کو لگے ہیں پس جو شخص حجرا سود کا بوسہ لے گا وہ برکت مساس لب مبارک سے دوزخ کی آگ سے بچا رہے گا

حج میں حلق یا قصر

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بال گناہ کی حالت میں آگے ہوئے ہیں ان کو نکال دو اب تمہاری نئی زندگی شروع ہے۔

سعی صفا و مروہ اور زمزم

بہ بی ماجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کی شدت پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو کر پانی کی تلاش میں صفائی پہاڑی سے مروہ کی پہاڑی تک دوڑ دوڑ کر قافلہ کو پہنچتی تھیں بانہ خرساتوین دفعہ دوڑ کر واپس بیٹے کے پاس آئیں تو ان کے قدموں کے نیچے زمین میں سے پانی بننے کا حضرت موصوف نے

ہوتا تو کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث شریف بالا فرماتے۔ پھر فرمایا (حدیث شریف) نبی صبح البیث والحدیز ذی فتنہ جنانی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔
(۳) حج و زیارت میں جو تکلیف ہو اس کو تکلیف نہ خیال کرنا چاہئے بلکہ اس کو خوشی و خرق سے برداشت کرنا چاہئے۔ حضرت فصاحت جنگ طیل لکھنوی نے جو حضور نظام خلد اللہ کے استاد ہیں کیا اچھا کہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

زیارت کی تمنا میں خیال رنج و راحت کیا
کڑی جو راہ میں پڑی اٹھاے اپنی آنکھوں سے

ان کے اس شعر نے بار بار میری ہمت بڑھائی اور ان کا یہ شعر میرا رفیق سفر بنا رہا۔
(۴) حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے رسول پاکؐ کے مزار کی زیارت کی تو اسے درے لگاؤ اس نے کیوں ایسا کہا اس کو کہنا چاہئے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔

(۵) مدینہ شریف کی حاضری کے زمانہ میں آپ کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ جس زمین پر حضورؐ چلے پھرے ہوں۔ تشریف رکھی ہو وہ کسی واجب التقظیم ہوگی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بہت ادب سے حاضر ہونا ضروری ہے چٹ تیزی ہرگز نہ۔ ہتھیں۔ آواز سے چلا کر نہ بولیں۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند آواز نہ کرو۔ ورنہ اعمال خبط ہو جائیں گے۔ یہ حکم حضرت کی زندگی میں تھا اور تاقیامت ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے کتے بھی آواز سے نہیں بھونکتے۔ انسانوں کو ان سے زیادہ پاس ادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔ بالادب بالانصاف بے ادب بے نصیب۔

ادب تاجیت از فضل الہی
نیر بر سر برادر جا کہ خواہی

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس دائرہ کی آواز سنتے ہیں جو مزار پر انوار پر حاضر ہوتا ہے۔ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس کے مطالب کو پورا فرماتے ہیں۔

(۸) حدیث شریف

من زارنی بعدہ جاز فتنہ زارنی فی حیاتی

جس نے میرے بعد میری زیارت کی اس نے گویا زیارت کی میری زندگی میں۔ یہ دولت جن کو ملی وہ

خوش نصیب ہیں۔

حدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آج کل ایک عام بات مشہور ہے کہ حضرت کی ذات کو حد سے نہ بڑھاؤ۔ حد سے وہی بڑھا سکتا ہے جس کو حد معلوم ہو جس کو حد ہی معلوم نہ ہو وہ کیا بڑھائے گا آپ کی حد سوائے خدا کے تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں ایک بار کلمہ شریف پڑھنے سے تمام عمر کے گناہ بخشے جاتے ہیں اس قدر تو ہم کو معلوم ہے۔

محمد مصطفیٰ اے کیف محمود الہی ہیں
بشر کیا کوئی بھی ان کا ثنا خواں ہو نہیں سکتا
محمد سر قدرت ہیں کوئی رمز ان کا کیا جائے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جائے

(۱) معراج شریف میں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی پر پہنچے ہیں جبرئیل نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنا جسم آپ کو دکھاؤں۔ میرے چہ سو پر ہیں ایک ایک پر اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین اس کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔

جبرئیل نے اتنے بڑے بڑے چہ سو پر کھول کر دکھائے مولانا دوم شتوی شریف میں فرماتے ہیں اگر حضرت روحی لذہ اپنے بڑے بڑے دکھا دیتے تو قیامت تک حضرت جبرئیل بے ہوش پڑے رہ جاتے۔

احمدار بکشاہد آں پر جلیل
تابہ ہے ہوش ماندے جبرئیل

اس پر سے قیاس کر لو کہ حضرت کی حد کتنی بڑی ہے۔
(ب) جب سدرہ المنتہی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ انجی جبرئیل آگے چلے تو جبرئیل نے فرمایا کہ یا حضرت میری حد یہاں ختم ہو چکی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا تو یہاں سے اب پہلا قدم شروع ہوا۔ اس پر جبرئیل نے عرض کی اگر اس سے بڑا کر ایک بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو تجلیات باری تعالیٰ مجھے جلا دیں گے۔

اگر یک سوئے برتر ہم
فروغ جلی بسوزد ہم

میں اس سے آگے ہرگز نہیں جاسکتا۔ جب بارگاہ الہی کے سب سے زیادہ مقرب فرشتے یہ کہتے ہیں کہ میں اس سے آگے ذرہ برابر بھی نہیں جاسکتا تو اب کون ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حد جانتا ہو۔

(ج) معراج کی رات میں حضورؐ خدائے تعالیٰ سے اتنے نزدیک ہوئے کہ اس کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتے۔ قرآن شریف سورہ الانجم میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قلاب تو میں اوادئی یعنی دو کمان کے گوشے یا اس سے بھی نزدیک۔

آپ کا نام مبارک زبان پر آجانے سے تمام عمر کے کفر و شرک و گناہ مٹ جاتے ہیں اللہم ارزقنا دینکام خدائے تعالیٰ کلہ شریف کا پادشاہ کو آخر وقت میں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) جسم اور روح دو چیزوں سے انسان زندہ کلاتا ہے جب تک جسم میں روح ہے تو کہتے ہیں کہ انسان زندہ ہے۔ اور جب روح جسم سے نکل گئی تو کہا جاتا ہے کہ مردہ ہے۔ مثلاً ہجرے میں طوطا جب تک ہے وہ متیہ ہے ہجرے سے طوطا جب پاہر ہو جائے گا تو وہ ہر طرح سے آزاد ہے اسی طرح روح اپنے جسم کے ہجرے سے نکلنے کے ساتھ ہی آزاد ہو جاتی ہے اور ہزار ہا درجہ اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

(۲) روح کے متعلق کفار نے سوال کیا تھا اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ کہدوا لہم محمدؐ روح خدا کا حکم ہے قل الروح من امر ربی۔ امر رب کے لئے موت نہیں ہے۔

(۳) کہتے ہیں کہ جس طرح دوسرے لوگ دنیا سے سفر کر گئے اسی طرح رسول پاکؐ بھی سفر کر گئے۔ اگر رسول پاکؐ معاذ اللہ مر جاتے تو ازواج مطہرات کیوں دوسروں پر حرام ہوتیں۔ زندہ کی عورت دوسرے پر حرام ہوتی ہے نہ کہ مردہ کی۔

(۴) جس قدر روحیں ہیں وہ مرنے نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتی ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”مرعے“ ”کناخت“ منع ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو

گئے ہیں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تقولین لیقل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔ شہیدوں کی نسبت زبان سے مت کہو کہ مر گئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم سمجھ نہیں سکتے۔ ولا تختبن الذین تناوا فی سبیل اللہ امرنا بل احياء عند ربهم برزق حین بما اتھم اللہ من فضلہ ویتبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ شہیدوں کے متعلق خیال تک مت کرو کہ وہ مر گئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ ہر وقت خوش رہتے ہیں۔ اس چیز سے جو رب نے اپنے فضل و کرم سے ان کو عنایت فرمائی ہے اور ان کو بشارت دی جاتی ہے۔ خوشخبری سنا کی جاتی ہے ان کے لواحقین کی ان کے متعلقین کی۔ ان کو کوئی خوف نہیں اور کوئی غم نہیں۔ خدائے تعالیٰ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے مردہ ہونے کا گمان نہ کرو یعنی مردہ ہونا تو ایک طرف تمہارے خیال میں بھی یہ بات نہ مگرزے کہ وہ مردہ ہیں مقام غور ہے کہ شہیدوں کے متعلق خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو اور نہ گمان کرو پھر الجوس کا مقام ہے کہ حضرت رسول پاکؐ کو کوگ مردہ کہیں۔

حدیث شریف میں ہے جہاد میں قتل ہونا شہادت مفری ہے نفس کے ساتھ جہاد کرنا شہادت کبریٰ ہے مقام غور ہے کہ شہادت مفری پانے والوں کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو ”مردہ“ مت کہو بلکہ دل میں ”مردہ“ گمان بھی نہ کرو چہ جائے کہ حضرت رسول پاکؐ کی نسبت کہا جائے کہ وہ مردہ ہیں نبی کا درجہ بلند ہے نبی کے بعد صدیق۔ صدیق کے بعد شہید۔ شہید کے بعد صالحین کا درجہ ہے۔ دیکھو قرآن شریف۔ فَاُولَئِکَ یَحْبِبُ اللّٰہُ الذِّیْنَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِّیْنٍ وَالسَّالِحِیْنَ وَالتَّحَدُّاۗءُ السَّالِحِیْنَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ جن کو اللہ تعالیٰ نے نعت عطائی اسی نعت کے لئے پانچوں وقت نماز میں کہتے رہتے ہیں۔ ابدنا المراد المستقیم صراط الذین انوت علیم۔ یعنی ان کا رستہ نصیب فرما جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی ان پر انوں کا رستہ۔ اب جو لوگ پر انوں کا رستہ چھوڑ کر نیت فیشن اختیار کرتے ہیں وہ ذرا اس آیت شریف کو غور سے پڑھیں۔ وہ پر انوں کا رستہ تمہارا جدی ورثہ ہے دنیا میں کوئی جاہل سے جاہل بھی اپنا جدی ورثہ نہیں چھوڑتا تو ہم کیسے اپنا جدی ورثہ چھوڑیں مثلاً سنیت ہمارا جدی ورثہ ہے۔ ہمارے والدین بھی خفی۔ پھر استادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی خفی۔ حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی خفی۔ ہم کو تو تین طرف سے جدی ورثہ پہنچتا ہے۔ ہم کس طرح یہ تین جدی ورثہ چھوڑ سکتے۔ ہیں بڑی سخت غلطی پر وہ لوگ ہیں جو اپنا جدی ورثہ صراط المستقیم چھوڑ کر گمراہ ہو کر گنڈنڈیوں میں ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ اللہم احفظنا

(۵) ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ایک شخص کرم بخش نامی لاہوری جو بارہ سال سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم تھا مراجعہ شریف کے سامنے سلام پڑھ کر کھڑا تھا۔ فقیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لا کر اسے ایک کمرہ دیا میرے ایک رفیق نے اس کو ایک تیشی کوٹ دیا۔ ایک نے گھڑی دے دی۔ اور ایک نے پاجامہ دیا۔ ایک نے چادر دی۔ اس نے سارے کپڑے چادر میں لپیٹ لئے۔ اور کپڑے لپیٹتے وقت کہا کہ جب آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اس وقت میں حضورؐ میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت کپڑے پھٹ گئے ہیں اس نے کپڑے لپیٹ کر حرم شریف میں جا کر مراجعہ شریف کے سامنے رکھ دیئے۔ اور یہ عرض کی کہ حضرت مل گئے ہیں۔ پھر اس نے اپنے مکان پر جا کر غسل کر کے وہی کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر دربار میں حاضر ہو کر دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضور کپڑے مل گئے ہیں دیکھ لو۔

فقیر دوسرے سال پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا وہی کرم بخش ملا۔ فقیر کو پہلی بات یاد تھی۔ پھر میں نے آدی کو کہا کہ اس کو کپڑے دے دو۔ کپڑے نکالے تو اس میں ایک کشمیری ٹوپی نکل آئی۔ میں نے کہا یہ بھی دے دو تو اس اللہ کے بندے نے کہا کہ آج میں نے حضورؐ میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ ٹوپی پھٹ گئی ہے۔

پھر میں کرم بخش لاہوری نے کہا کہ مجھے مدینہ منورہ میں حاضر ہونے بارہ سال ہوئے پہلے سال مجھے علم نہیں ہوا۔ پورے سال کے بعد یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ رحمتہ للعالمین کا دربار موجود ہے اور حضرتؐ نے فرمایا ہے انما اتانا مسلم واللہ علی (حدیث بخاری) یعنی خزانہ فی میں ہوں اور دانا رہا ہے۔ اس کے بعد گیارہ برس گزر گئے۔ میں نے کسی انسان کے پاس کسی معاملہ میں کوئی سوال نہیں کیا۔ جب ضرورت ہوئی حضرتؐ کی جناب میں جا کر عرض کی پانچ منٹ نہ گزرتے کہ میری مراد پوری ہو جاتی۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا

قابل تھا تار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

دہاں حاضر ہوئے سے جنہی جنتی بن جاتے ہیں۔ اور قسمت بدل جاتی ہے۔

(۸) پچاس سال پہلے میرا ایک رفیق پنجاب کے رات کو حرم شریف میں شب ہوا۔ اس طرح کہ ترکوں کے زمانہ میں رات کو کسی کو حرم شریف میں اندر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ جب تک کہ شیخ الحرم حکم نہ دیں۔ مجھے چار آدمی اپنے ساتھ حرم شریف میں رکھنے کی اجازت تھی۔ میرے ساتھ تین آدمی تو موجود تھے میں نے اس کو کہا تھا کہ چوتھا تو رہا جا۔ اس دن وہ روزے سے تھا۔ روزہ کھولنے کے بعد اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد میرے ساتھ حرم شریف میں گیا۔ اندر رات گزار دی۔ فجر کو میرے ڈیرے میں آکر کھنے لگا کہ رات کو بڑا عجیب کرتاشا ہوا کہ پچھلے رات ہوئی تو میں نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرتؐ بھوک سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے اتنے میں ایک سفید لباس والے بزرگ تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ جموں کی میں نے جموں کی تو انہوں نے میری جموں میں سمجھو میں جو میرے ہوں گی ڈال دیں کھنے لگا کہ میں نے نہایت بھر کر کھالیں۔ میں نے کہا کہ کہیں میرے لئے بھی دو چار سمجھو میں رکھنا کھنے لگا کہ سمجھو میں کھانپنے کے بعد یاد آیا چشم دید واقعہ کا انکار کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ حضورؐ نبوی کے دربار کی سمجھو میں تجھ کو مبارک ہوں۔

ایک مرتبہ فقیر مصر کی راہ سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا یہی ہے لے کر مصر تک وضو کے لئے بیٹھا پانی نہیں ملا۔ سمندر کے کڑوے پانی سے وضو استسجا کرتا رہا۔ کڑوے پانی کے گتے سے چوتروں وغیرہ میں رانوں میں زخم ہو گئے۔ اور اوپر کا چڑا ہوا ایک اتر گیا۔ اور اندر سے خون کا بہنا شروع ہوا۔ اور خون لگ لگ کر کپڑا پلید رہتا تھا۔ مدینہ منورہ میں دربار میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس دربار میں حاضری دینے کے قابل نہیں تھا۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھ کو حاضری نصیب ہوئی۔ مگر بے وضو میں یہاں حضورؐ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ زخم ہر وقت جاری رہتا ہے۔ مجھے فرمایا کہ ان زخموں کو آب کوثر سے دھو ڈال (آب کوثر ایک چھوٹی سی بادی ہے جو حرم شریف کے اندر حیرانہ طور کے نام سے موجود ہے) فقیر ادھر گیا۔ پانی پلانے والے چھوٹی چھوٹی ٹھیلیاں رکھتے تھے۔ اس میں سے ایک ٹھیلی لی۔ (پہلے تو خیال آیا کہ یہ پیا پاک پانی اور زخم غلط ہے۔ پھر خیال آیا کہ یہ تو میں ٹھیک کر رہا ہوں) اور ذرا پرے ہٹ کر ایک ران پر ایک چلو اور دوسری ران پر ایک چلو لپ کر دیا۔ اور نماز عشا کے بعد گھر جا کر لیٹ گیا۔ فجر کو اٹھا تو زخم کا کہیں نام و نشان نہیں تھا بدن آئینہ کی طرح چمک رہا تھا۔ اس وقت سے آج تک ہاتھ برس ہوئے کوئی پھوڑا پھنسی اعضا میں نہیں ہوئی۔

(۱۰) میرے استاد حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب جو محدث مفسر کے علاوہ مکہ شریف

جاتی تھیں۔ کسی کو اندر رہنے کی اجازت نہیں ہوتی حضرت امجد صاحب حیدر آبادی فرماتے ہیں۔

ہے فیض کی بجلی مسمی اندھیروں میں
بکما ہے رات ہی کو سودا تیری گلی میں
کس چیز کی کسی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقیلی تیری گلی میں

ایک بچے رات کو جب میں دلائل الخیرات پڑھ رہا تھا تو حضرت خواجہ ضیا مصوم صاحب سلمی نے جو قائم اللیل اور صائم الہر تھے اور ان کو اندر رہنے کی اجازت تھی مجھ سے فرمایا کہ کل رات ریاض الجنہ میں دلائل الخیرات شریف پڑھ رہا تھا تو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لائے مجھے فرمایا کہ شویہ شویہ یعنی آہستہ آہستہ پڑھو۔ پس میں تم کو کہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ پڑھو۔

(۱۲) میرا رفیق حاجی متاب الدین صوبدار جو گھر سے ہی میرے ہمراہ آیا قاعدینہ شریف پہنچ کر اس کے پیر پر چوڑا نکل آیا۔ اس کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور تھا۔ ساری ٹانگ سوچ گئی تھی۔ بزرگ آدمی تھا قیام دن میں نے اس کو کہا کہ اگر تو بھی رات کو حرم شریف کے اندر رہنا چاہے تو تیرے لئے بھی اجازت دے لی جائے اس نے کہا مجھے چلنے کی استطاعت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ دو آدمی اٹھا کر لے چلے گئے۔ دو آدمی اس کو اٹھا کر حرم شریف میں لے آئے رات اس نے وہاں گزار دی اس کے ایک دن بعد مدینہ شریف سے رخصت ہوئے تو رفیق نے کہا کہ میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ مجھ کو رات گزارنے کے لئے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ میری ٹانگ اچھی ہو گئی۔ رحمتہ للعالمین کے حضور میں نے عرض کی تھی کہ حضور میں گھر سے دو ٹانگ لے کر چلا تھا۔ اب ایک ٹانگ لے کر واپس جاؤں گا دوسری ٹانگ کالی جائے گی۔ فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور مجھے کہا کہ میرے ساتھ بازار چل۔ مرہم دلا دوں گا تو اس کو پھوڑے پر لگا دیتا۔ میں نے کہا میں چل نہیں سکتا اس وجہ سے کہ ٹانگ سوچ گئی ہے۔ اس نے کہا کہ تو بیس ٹھہر جا۔ میں خود مرہم لا کر دوں گا۔ وہ گیا تو تھوڑی دیر کے بعد مرہم لے کر آیا اور کہنے لگا کہ پہلے جس جگہ پھنسی تھی اسی جگہ لگاؤ۔ میں نے حرم شریف میں ہی مرہم لگا دیا اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ اس عرصہ میں میرے بدن کی سوچ بالکل جاتی رہی اور پھوڑا بھی بالکل چنگو ہو گیا۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے اور یہ سارے چشم دید واقعے ہیں۔

والے کہتے تھے کہ یہ قلب زندہ ہیں نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا عمر کی نماز پڑھ کے میرے دن میں خیال آیا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان ہوں۔ حضرت نے میری دعوت نہیں کی۔ یہ خیال اس وقت آیا جب کہ میں مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اور حرم میں خیال آیا اور پانچ صوف نہ گزرے کہ ایک بدو آیا اور کہا کہ رات کو مولوی صاحب آپ کی دعوت ہے۔ میں نے کہا کہ میں کسی کی دعوت نہیں کیا کیا کر اس بدو نے کہا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا۔ حضرت آپ کی دعوت کرتے ہیں۔ وہ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ وہ بدو مغرب کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر بارہ میل تک مدینہ منورہ سے شمال کی جانب پڑا میں لے گیا۔ مولوی صاحب کی اسی برس کی عمر تھی۔ بدو نے وہاں اپنے مکان میں اپنی عورت سے پوچھا کہ کیا کھانا تیار ہے اس نے کہا نہیں۔ مولوی صاحب نے دل میں خیال کیا روزہ رکھا ہے اتنی دور سے آئے ہیں صرف انتظار کیا تھا۔ یہاں پہنچے تو کھانا نہ ملا معلوم نہیں کیا حال ہو گا اتنے میں بدو ابھر گیا اور ایک پیالہ شہد کا بڑا کر اس میں دودھ گھی تھا شرابی اور کوئی نوت اور بھی تھی مجھے دیا اور میں نے لی ہاں مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو لذت اس کے پینے سے مجھے ملی ساری عمر اس سے پہلے یا بعد کبھی نصیب نہ ہوئی اس کے بعد بدو نے کہا کہ میں بھی کچھ کھاتا ہوں۔ اور پانچ آدمیوں کا کھانا حرم شریف لے جاتا ہے۔ لے کر آپ کو ساتھ لے کر چلا ہوں۔ پھر وہ حرم شریف کو مولوی صاحب کو ساتھ لے کر چلا۔ حرم شریف میں مولوی صاحب کو داخل کر کے دوسروں کو کھانا پہنچانے کے لئے وہ بدو چلا گیا حرم شریف میں روشنی بہت سی موم تیلوں کی تھی فانوس جل رہے تھے مولوی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اچھی دعوت ہوئی بارہ میل گئے بارہ میل آئے۔ چوبیس میل کا سفر ہوا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان جو وظائف پڑھتا تھا وہ فوت ہوئے۔ عشا کی نماز باجماعت ترک ہوئی۔ تراویح کی جماعت بھی جاتی رہی۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا وقت ہے لوگوں نے کہا ابھی تو مغرب کی نماز سے فراغت ہوئی ہے۔ عشا کی تیاری ہو رہی ہے۔ چوبیس میل کا سفر کیا۔ ایک گھنٹے تک بدو کے مکان میں ٹھہرے رہے۔ واپس ہوئے تو وہی وقت حجاب کے چلے ہیں۔ مولوی صاحب بڑے حیران ہوئے۔ دعوت کا خیال آیا یہی تھا کہ دعوت بھی ہوئی اور اس طور پر کہ جس کی اوپر تفصیل ہے۔

(۱۱) کوئی پچاس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر رات کو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں شیخ الحرم کی اجازت سے شب بائ ہوا۔ اس رات کو دلائل الخیرات شریف اور موم بتی جو سرکاری طور پر اندر رہنے والوں کو ملتی ہے مجھے دے دیں۔ کیونکہ رات کو عشا کی نماز کے بعد حرم شریف میں قیام بجادی

(۱۳) حضورؐ نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں نے موسیٰ کو چھتے آسمان پر دیکھا آدم کو پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیمؑ کو بھی دیکھا۔

(۱۴) انبیاء کے جسم کو زمین میں نکالتی ہے اور نہ چھوٹی ہے۔

(۱۵) انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں سردارانِ انبیاء کی نسبت خیال کرو کہ کیا درجہ ہوگا۔

(۱۶) رسول پاکؐ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو بچھ پر سو بار درود شریف بھیجے گا اس کی سواحتیں پوری ہوں گی۔ ستر آخرت کی تیس دنیا کی۔ پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرے گا جو اس خند کو میری قبر میں پیش کرے گا۔ جس طرح کہ تم پر حقے پیش کئے جاتے ہیں۔ جینگ میرا علم میری وفات کے بعد بھی دینا ہی ہوگا جیسا کہ میرا علم میری زندگی میں ہے وہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام و نسب مجھے بتائے گا۔ میں اس کو اپنے پاس روشن میچ میں ثبت کروں گا۔

(۱۷) رسول پاکؐ نے فرمایا کہ جو شخص محبت سے درود شریف پڑھے اس کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

(۱۸) حضورؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۱۹) حضورؐ اس دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی بیچک زندہ ہیں اور اپنی نبوت پر قائم۔ اپنی امت کی طاعت و شکی سے خوش ہوتے ہیں اور گناہ و نافرمانی سے عنکبن۔

(۲۰) حضور کا مٹی و زندہ ہونا قبر شریف میں اور استماعِ حالتِ حیات و ممات میں اور واقف ہونا احوالِ زائرین سے بلکہ تمام امت کے احوالِ خیر و شر کا پیش ہونا حضورؐ میں۔ خصوصاً جمعہ کے دن۔ درود شریف۔ اہل محبت کو سب شریف سے سنتا اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر یا اپنے مقام سے جو مرادو مطالب حضورؐ سے مانگی جائیں وہ پوری ہوتی ہیں حیاتِ الہی کے لئے مذکورہ بیانات کافی ہیں۔

معراج شریف

جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف میں تشریف لے گئے ہیں۔ اس کے نسبت دو فرق ہو گئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ خواب میں گئے۔ دوسرا کہتا ہے کہ جسم پاک کے ساتھ حالت بیداری میں گئے جو فرق یہ کہتا ہے کہ خواب میں گئے وہ اپنی دلیل میں کششِ قفل بیان کرتا ہے۔ یعنی جو چیز وزن رکھتی ہے وہ اوپر سے نیچے زمین کی طرف گر جاتی ہے۔ نیچے سے اوپر جاکر ٹھہر نہیں سکتی۔ اس دلیل کو جرمن نے غلط ثابت کر دیا۔ جرمن نے ایک ہوائی جہاز ایجاد کیا ہے۔ جو کھٹے میں

نی سو میل کا سفر طے کرتا ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرتا اور انکار کیا جاتا ہے کہ کیسے ہوا پر چلے گئے۔ اتنی جلدی کیسے چلے گئے اور پڑتے ہیں کہ ان اللہ علیٰ کل شیء قدير۔ جرمن کی قدرت کے تو قائل ہیں کہ جرمن ایک ٹھنڈ میں کئی سو میل سفر طے کر سکتا ہے۔ مگر حضرت کی نسبت قائل نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ نیز ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مائی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ فرماتی ہیں کہ آپ کا جد مبارک ہم سے جدا نہیں ہوا۔ ہاقد جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر کا گواہ ہی یہ کہتا ہے کہ آپ کا جسم میرے پاس سے جدا نہیں ہوا۔ تو جسمانی معراج کیسے ہوا۔ جو لوگ جسمانی معراج سے انکار کرتے ہیں وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں حدیث بالا پیش کرتے ہیں یہ حدیث بالکل غلط ہے کیونکہ معراج شریف کے میں ہوا۔ اس وقت مائی صاحبہ کی عمر اربع برس کی تھی ابھی نکاح نہیں ہوا تھا۔ تین سال کے بعد مدینہ منورہ میں نکاح ہوا۔

نوٹ۔ ابو جہل بھی روح کے جانے کا انکار نہیں کرتا جسم کے جانے کا انکار کرتا ہے نیز دیکھو قرآن شریف پندرہواں پارہ سورہ نساء اسرا ائیل سبحان الذی سرّیٰ عبیدہ لیلۃ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ اس آیت شریف کو خدا نے تعالیٰ نے سبحان کے لفظ سے شروع کیا ہے۔ عرب شریف کا یہ عمارہ ہے کہ رات استعمال کے لئے جب کوئی اہم مضمون بیان کرنا ہو تو اس کے پہلے وہ لفظ لے آتے ہیں جیسے سبحان اس کے معنی کیا ہیں بہت پاک وہ ذات اس کلمہ کے معنی سے یہ ثابت ہوا کہ اس کے بعد کوئی متمم بالشان امر ہونے والا ہے۔ وہ کیا ہے جو متمم بالشان امر ہے۔ الذی اسرّیٰ وہ پاک ذات جس نے رات کو میر کرائی دن کو میر کو اسرّیٰ نہیں کما جاتا اسرّیٰ کے معنی رات کو میر کرنا ہیں۔ رات کو میر کرائی کس کو۔ اپنے عہد کو اس لفظ ”عہد“ کے آنے سے دونوں فرق کی بحث ختم ہو گئی۔ ”عہد“ نہ تو صرف جسم کو بولا جاتا ہے اور نہ صرف روح کو بلکہ دونوں کے مجموعہ کا نام ”عہد“ ہے۔

اس آیت شریف سے ثابت ہو گیا کہ آپ اسی جسم کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے۔ معراج شریف خواب کا نام ہوتا تو بتائے ”عہد“ کے روح ہونا چاہئے تھا۔ خواب جو دیکھی جاتی ہے وہ روح کے ساتھ ہوتی ہے جسم کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ جد اقدس کے ساتھ تشریف لے گئے نہ کہ خواب میں۔

خدا رازق مطلق ہے

(۱) قیامت کے دن نو حصہ مخلوقات اس عذاب میں پکڑی جائے گی کہ اس کو خدا نے تعالیٰ کی

ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ اس بات پر اعتقاد کرے کہ میرا ایک رزاق ہے۔ رب کے معنی عملی میں پالنے والا رزاق کے معنی رزق دینے والا۔ رب نے جو رزق مقرر کر دیا ہے یہ ہر عمارت کو شش کرے ایک دن نہیں بڑھتا اور بغیر عتد کو شش کے ہمارے تو ایک دانہ کم نہیں ہوتا۔ مال بڑھ سکتا ہے۔ مگر رزق نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔ جتنا قسمت میں لکھا ہوا ہے اتنا ضرور پہنچے گا۔

بر سر ہر دانہ بنوشتے عیاں
کیس فلاں ابن فلاں ابن فلاں
مولانا رومؒ فرماتے ہیں
رزق تو بر تو عاشق تراست

(۲) صبح سے شام تک لوگ توبیخ کرتے ہیں کہ ہمیں رزق کی تکلیف ہے کافی نہیں ہوتا۔ اس کے کیا معنی کیا وہ رزاق قادر نہیں جو اس کے پیٹ میں دستارِ بادشاہ لرا کر لیا جھول جائے گا۔ مکہ شریف میں وہ بزرگ آئے بخارا شریف کے۔ مکہ شریف کے بزرگوں نے ان سے بخارا کے بزرگوں کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ مل جائے تو کھاتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں۔ مکہ شریف والوں نے کہا امارے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مکہ شریف والے مل جائے تو دوسرے کو دے کر کھاتے ہیں نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔

بخارا کے بگڑوں نے کہا کہ ساری زمین پر کچھ نہ پیدا ہو تو ہم کو کچھ کر نہیں کے والوں نے کہا کہ تمہارا ایمان پورا نہیں تم زمین اور تردد پر ایمان رکھتے ہو اور خدا نے تعالیٰ کی زبان پر مجھوسہ نہیں کہ فرما ہے وَفِي السَّاءِ رُحُكُمَا اللَّهُ هُوَ الرِّقُّ ذُو الْعَرْقِ الْبَيْنِ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا فِي رِجْلِ اللَّهِ رُحُكُمَا پھر ہم کو رزق کا ٹکڑو غم کیوں کر چاٹے غم ہو کر ہے جس کا رب نہ ہو۔ زبان ہے تو کتا ہے کہ میرا رب ہے۔ دل بھی اس کا یقین ہو جائے تو پھر کیا ہی بات ہے۔

(۶) پنجاب میں ایک بزرگ مگرے ہیں فرماتے ہیں کہ دیا ہوا تو مالک کا کھاتے ہیں اور کتے ہیں کہ ہم محنت کرتے ہیں، کھاتے ہیں تو کھاتے ہیں۔ مالک کی رزاقیت پر ایمان نہیں۔

(۷) مشرک وہی ہے جس نے خزانچی کو دانا سمجھ لیا۔ دانا داتا ہے۔ خزانچی خزانچی۔ دانا رب ہے حضرت خزانچی، حدیث انما اتا قاسم واللہ - غلطی۔

(۸) میرے استاد نے پڑھا
 رزق ہر چند بے گماں برسد۔ شرط عقل است
 ان کے بڑے بھائی نے کہا معنی غلط ہیں۔

عقل کا یہ تقاضا ہے کہ مخلوق کے دروازے کو دجائے۔
 ہے۔ اس کا ایمان پورا نہیں۔

(۹) حضرت بمالہ الدین آئی ایک بزرگ کامل کز رہے ہیں۔ دو کتے ہیں ایک بزرگ تھے غار میں جا کر بیٹھ گئے۔ ان کو خدا نے تعالیٰ کی بارگاہ سے دونوں وقت کھانا آجاتا تھا۔ شیطان نے اگر کہا کہ مجھ سے مر جاؤ گے وہ بجا ہر گئے۔ سوال کیا وہ روئیاں ملیں کتا پیچھے گیا۔ ایک روئی ڈال دی پھر پیچھے لگا۔ دوسری بھی ڈال دی۔ بزرگ نے کہا تو بڑا ہے جا ہے۔ وغیرہ وغیرہ کتے نے کہا کہ تو بے حیا ہے یا میں۔ تجھ کو تو رب روزانہ کھانا دیتا ہر تو قوس کے دروازے پر ڈال رہا۔ ایک دن نہ دیا تو اس کا دروازہ چھوڑ کر دوسروں کے دروازے پر گیا۔ مجھ کو دیکھ کہ جس مالک کے گھر پر ڈال رہا ہوں۔ دو اگر کئی کئی دن بھی نہیں دیتا ہے تو میں اس کا دروازہ چھوڑ کر دوسرے کے دروازے پر نہیں جاتا۔

(۱۰) خدا نے تعالیٰ نے ہم کو ماں کے پیٹ میں بھی غذا دی ہے۔ غذا منہ کے راستہ میں دی نہیں بلکہ

(II) اولاد کا کیا رب رازق نہیں ہے اولاد کا فکر تمہیں کرتے ہو۔ ایک بزرگ مرنے لگے۔ ان کا تین برس کا ایک فرزند تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ فرزند کے لئے کیا کرتے ہو۔ جواب دیا ان کا مالک میں نہیں ہوں۔ ان کا مالک اللہ ہے۔ وہی ان کا رازق ہے۔ رب کی رزاقیت پر ایمان ہے تو پھر فکر کس کا ہے۔

نادران	آشناں	روزی	رسانہ
دانا	اندراں	حیراں	بمانہ

بشرمحلکم

آج کل کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم جسے شہید کر لیں گے، اس نے حضور کو ذات

پاک کو ظاہر قیاس کر لیا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے و تراحم بطون الیک و هم لا یسمونک ۹
آخری رکوع اعراف یعنی ظاہری آنکھوں سے تو وہ آپ کو دیکھتے ہیں۔ لیکن دل کی آنکھیں ان کی
اندھی ہیں۔ وہ دل کی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔

ابو جہل اشد اندھا کہاں دیکھا محمد کو
جو صدیقیوں نے دیکھی ہے وہ صورت مصطفیٰ کی ہے

(۲) کافروں نے آپ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اپنے اوپر قیاس کر کے آپ کو اپنا ہم مثل
سمجھا اور یہ کہا و قالوا لنجد الرسول یا بلک الطعام و بیش فی الاسواق ۱۸ سورہ فرقان کا پہلا رکوع
ترجمہ کیا ہے اس رسول کے لئے جو کھا پاتا ہے کھانا۔ اور پھرتا ہے بازاروں میں۔ اس پر خدا تعالیٰ
اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

انفلکیت صر یولک لا یشاں ترجمہ۔ دیکھو یا رسول اللہ! یہ کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ ان
کافروں نے اپنے پر قیاس کر کے آپ کو اپنے ہم مثل سمجھ رکھا ہے۔ کافروں کے اس کئے پر پارگاہ
الہی سے کیا حکم ہوتا ہے؟ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں فقلوا یعنی جنوں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم آپ کو اپنے مثل سمجھ لیا وہ ہمیشہ قیامت تک گمراہ ہو گئے آگے خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں
فلما استمعوا لہ یعنی ان کی راوا راست پر آنے کی ان سے استعانت چھین لی گئی وہ تو یہ کریں تو ان
کی تو یہ قبول نہیں وہ مرتد ہو گئے بشر شکم کے متعلق رسالے لکھنے والے اس آیت شریف کو غور
سے پڑھ لیں۔ کافروں نے کہا۔

(۱) ماھذا الا بشر شکم یا کل مما یاکون منہ ۱۸ ذلذب مما تشہون ۱۸ مومنون رکوع (۳)

نہیں ہے یہ مگر تم جیسا بشر۔ وہ کھا پاتا ہے جیسا تم کھاتے ہو۔ وہ پیتا ہے جیسا تم پیچتے ہو۔

(ب) فقلوا للذین کفروا من قومہ ماھذا الا بشر شکم ۱۸ مومنون رکوع ۴

ترجمہ۔ کافر اوروں نے جو کافر ہوئے تھے تو اس قوم کی سے نہیں ہے یہ مگر آدمی تمہارے جیسا
فقلوا للبشر عہد و نسا

ترجمہ۔ انہوں نے کہا کہ یہ بشر ہو کر تم کو ہدایت کریں گے۔ توضیح

جنوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ استعمال کیا ان کے لئے آیت شریف فقلوا لبشر عہد و نسا
میں کیا حکم ہوا؟ فرمایا کفار وہ کافر ہو گئے سارا قرآن شریف اول سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ خدائے
تعالیٰ نے کسی کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا مگر ان کے بارے میں جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ

استعمال کیا۔ جتنے باطل فرستے ہیں وہ اس مضمون کو غور سے دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیں اور اپنے
عقائد باطلہ سے توبہ کریں از سر نو اسلام میں داخل ہوں۔
وما علینا الا الایمان علیہ۔

اس وقت کافروں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ کہا تھا افسوس ہے کہ اب مسلمانوں نے کتنا
شروع کیا ہے۔

(۳) قرآن شریف پارہ ۲۲ اس احزاب کا رکوع (۴)

یا سادہ النبی لستن کا حد من النساء یعنی خدائے تعالیٰ اموات المومنین کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

اے حضرت کے ازواج مطہرات۔ نہیں ہو تم مثل کسی عورت کی عورتوں میں سے۔ کیا فرماتے
ہیں؟ دنیا کی کوئی عورت تمہاری مثل نہیں۔ اور تم دنیا کی کسی عورت کی مثل نہیں اس کے کیا معنی
؟ کیا وہ عورتوں کی مثل نہیں ہیں اور دنیا کی عورتیں ان کی مثل نہیں ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرما رہے
ہیں۔ اس بارہ میں مسخرین لکھتے ہیں کہ اموات المومنین کی نسبت آپ کی طرف ہو گئی۔ اس لئے دنیا
کی کوئی عورت اموات المومنین کی مثل نہیں اور اموات المومنین دنیا کی کسی عورت کی مثل نہیں۔
اس آیت شریف کے کیا معنی ہوئے؟ یہ کہ جس چیز کی نسبت آپ کی ذات پاک کی طرف ہو جائے
وہ بھی دوسروں کی مثل نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ آپ کی ذات پاک دوسروں کی مثل ہو۔
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(۵) خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم خیرا یہ پارہ ۱۴ اربع اول ۱۳ رکوع۔ جتنے پیغمبر مگرے یعنی ایک
لاکھ چوبیس ہزار ان سب پیغمبروں کی کم و بیش امتیں تھیں مگر تم سب سے بہتر ہو۔ کون فرماتا ہے؟
خدائے تعالیٰ جب خدائے تعالیٰ کے فرمانے کے مطابق حضرت کے غلام سارے پیغمبروں کی امت
سے بہتر و افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں تو کیا وہ رحمتہ للعالمین سب سے اعلیٰ و اشرف نہ ہوں گے۔ ام
سابقہ کے لوگوں کی عمریں ہزار ہزار برس کی تھیں وہ ہزار برس تک عبادت کرتے رہتے تھے۔ ان کی
عمریں اور عبادتیں زیادہ مگر خیرا امہ کا خطاب و غربہ ہم کو بخشا گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہماری نسبت
آپ کی ذات پاک سے ہو گئی ہے۔

یادہا گفتدوی گوید و گفتن واجب است
بعد حق افضل توئی اشرف توئی اعلیٰ توئی
نے خدا گویم ترانے حق یہ شکل آدمی

میں نہیں پڑھا۔ تقریر الصلوٰۃ بزرگ نے فرمایا اس کے آگے پڑھ۔ اس شخص نے جواب دیا سارا قرآن تیرے باپ کو یاد ہو گا اور اس پر تیرے باپ نے ہی عمل کیا ہو گا مجھے تو عمل کے لئے لا تقریر الصلوٰۃ ہی کافی ہے اسی طرح ہے سمجھوں نے بشر شکم کو لے لیا یوحی الی کو چھوڑ دیا۔

(۹) قرآن شریف میں ستر جگہ اپنے نام کے ساتھ خدا نے تعالیٰ نے آپ کو یاد فرمایا ہے اور ستر جگہ اپنا نام پھر حضرت کا نام فرمایا ہے۔ مدعیانِ شلیت کا نام ایک جگہ بھی نہیں۔ وہ ثابت کریں کہ ان کو کس جگہ خدا نے تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ ایک ہی جگہ ثابت کریں مگر ثابت نہ کریں تو حضرت کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

احادیث شریف

- (۱۰) صحیح بخاری شریف لست کا حد کم۔ ترجمہ میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔
- (۱۱) صحیح بخاری شریف ابیکہ شلی کوں ہو تم میں سے جو میری مثل ہو۔
- (۱۲) ایست عند ربی بیٹھنی ویسینتی ترجمہ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتے ہیں پلاتے ہیں۔ میری قوت تمہارے اس کھانے پینے پر نہیں ہے جیسے جبرئیل کی قوت کھانے پر نہ تھی۔

قوت جبرائیل از ملئ نہ بود
بود از دید ار خلاق وجود

(۱۳) انا انما ناسم اللہ یعنی صحیح بخاری شریف میں وارد ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تمام مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں اور حضرت تقسیم فرماتے ہیں۔ حضرت کے ہاتھوں میں ساری مخلوق کا رزق اور تربیت ظاہر و باطن ہے۔

(۱۴) جو دیوانے آپ کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں وہ دیکھیں صحیح ترمذی شریف کے حضور رپا نور جس گلی و بازار سے گزر جاتے وہ گلی بازار معطر ہو جاتے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم آپ کی تلاش میں جاتے تو کسی سے یہ نہ پوچھتے کہ آپ کھر تحریف لے گئے خوشبو کی ہوا کے طرف رخ کر کے دیکھتے چدھر سے ہوا کی خوشبو آتی ادھر جاتے تو آپ کی ذات مبارک کو پالینے

بندہ مولا توئی ہم بندہ را مولا توئی

حضرت رب کے بندے اور باقی سب کے مولیٰ۔

کاش بشر شکم کی رٹ لگنے والے بھولے سے ہی اس آیت شریف کو پڑھ لیں۔ انشاء اللہ ان کی تقنی ہو جائے گی: یا ارحم الراحمین شاہد و بشیر اندر پڑھا دیا الی اللہ بدینہ و سر مجتہدینا پ ۲۲ احزاب رکوع (۶)

اس آیت شریف میں خدا نے تعالیٰ نے حضرت کو سات خطابوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ پہلے نبی پھر رسول۔ پھر شاہد پھر بشر پھر نذیر پھر داعی الی اللہ پھر سراج منیر۔ آپ کے ہم مثل ہونے کے مدعی جو لوگ ہیں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کو ان میں سے کونسا خطاب بخشا گیا اگر کوئی خطاب ان میں سے نہیں بخشا گیا تو مدعیانِ شلیت حضرت کے مثل کس طرح ہو سکتے ہیں۔

(۶) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ پ ۳ رکوع ۱۳ خدا نے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرمادیجئے ان لوگوں سے جو دعوے کرتے ہیں خدا نے تعالیٰ کی ذات کی محبت کا اگر وہ دعویٰ کرتے ہیں تو اس کا طریقہ ہم بتاتے ہیں وہ یہ کہ خدا نے تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے مثلاً حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اس وقت جس پیغمبر کے پیچھے لگ کر بارگاہِ الہی میں پہنچ پاتا تھا پہنچ جاتے تھے یا رسول اللہ ان کو فرمادیجئے کہ وہ دروازے تو سب بند ہو گئے صرف ایک میرا دروازہ کھلا ہے جو قیامت تک کھلا رہے گا اب اگر تم بارگاہِ الہی میں پہنچنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے لگ کر چلے آؤ۔ اجراع کے معنی ہیں قدم بہ قدم چلنا۔ کسی کے پیچھے لگ کر چلنا۔ اچھا تجبیہ کیا ہو گا؟ تم میری تابعداری کرو گے تو خدا تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ تمہارے سارے گناہ بخش دیں گے۔ اس کی ذات بڑی غفور الرحیم ہے کیا مدعیانِ شلیت کی اجراع بھی وہی نتیجہ پیدا کرے گی جس کا اوپر ذکر ہے۔

(۷) ہوا استنک الاجت للعالین۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے یا رسول اللہ کیا مسلمان کیا کافر کیا جن اور دوسرے عوام سب کے لئے آپ کی ذات کو رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اگر رحمت نہیں تو پھر ہم مثل ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۸) انا انما نبشر شکم یوحی الی بارہ آخری سورہ کشف۔

خدا نے تعالیٰ فرماتے ہیں یا حضرت آپ فرمادیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے۔ بے سمجھوں نے بشر شکم کو لے لیا یوحی الی کو چھوڑ دیا پنجاب میں ایک شخص نماز نہا نہیں پڑھتا ایک بزرگ نے اس سے کہا تو نمازیوں میں پڑھتا قیامت کے دن سب سے پہلے پرش از کی ہوگی مسلم اور کافر میں فرق ظاہری صرف نماز ہی کا ہے تو اس شخص نے کہا کیا تو نے قرآن

مدعیانِ ملت کے جسم سے تو بغلِ گند کی اتنی بدبو آتی ہے کہ اگر وہ نماز یا جماعت میں کھڑے ہوں تو دوسروں کو نماز پڑھنی مشکل ہوتی ہے پھر آپ کیسے ہم جیسے بشر ہو سکتے ہیں۔

(۱۵) صحیح بخاری میں ہے ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ تم لوگ صف میں کھڑے ہوتے ہو اپنے پیر برابر نہیں رکھتے فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرنا کہ میں آگے ہی دیکھتا ہوں میں جیسا آگے سے دیکھتا ہوں ویسا پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جب صف میں کھڑے ہوا کرو۔ تو جسم ایک دوسرے کے ساتھ لگا رہے پیر برابر کر کے کھڑے رہا کرو۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جیسے آپ سامنے سے دیکھتے تھے ویسے پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔ ہم تو پیچھے سے نہیں دیکھ سکتے۔ پھر آپ کی ہم مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۱۶) قرآن شریف سورہ یوسف میں وارد ہے۔ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو ان کے ہاتھ میں سنترے یعنی زنانِ مصر یوسف کو دیکھتے ہی بے خود ہو گئیں۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں زنانِ مصر اگر میرے یوسف کو دیکھ لیتیں تو اپنے بکر کاٹ ڈالتیں۔

(۱۷) حدیث شریف میں آیا ہے۔ ہزار ہا آدمیوں کا مجمع ہوتا۔ آپ سب سے اونچے بلند والا نظر آتے۔ حالانکہ آپ کا قد مبارک موزوں و متوسط تھا۔

(۱۸) مدینہ منورہ میں ایک عورت رسولِ پاکؐ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میری لڑکی کی شادی ہے میں غریب ہونے کی وجہ سے عطر نہیں خرید سکتی۔ حضرتؐ نے اپنے پینہ مبارک کے چند قطرے اس کو عنایت فرمائے۔ اور دو لہن کو لگانے کی اجازت عطا فرمائی۔ صاحبِ مواہب لدینہ لکھتے ہیں کہ اس لڑکی کی نسل سے (جو ترکوں میں موجود ہے) اب تک خوشبو آ رہی ہے۔

(۱۹) رسولِ پاکؐ پر ابر کا سایہ رہا کرتا تھا اور جسم اطہر پر کبھی نہیں ٹیٹھی تھی اور حضرتؐ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ حضورؐ نے لکھا ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر گرنا لوگ اس پر قدم رکھتے بے ادبی ہوتی۔ اس لئے رب نے اٹھایا۔ وہ قیامت کے دن گناہ گاروں پر پڑے گا حضرت نور ہیں نور کا سایہ نہیں پڑتا۔ جنہوں نے لکھا ہے کہ ہماری آنکھوں کا نور اس سایہ سے بنایا گیا ہے۔

(۲۰) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کی نسبت یہ کہہ دے کہ میری یہ چیز ایسی ہے جیسی حضرتؐ کی تھی یا یہ چیز میری ان کی مثل ہے اتنا لفظ نہ دینے سے وہ شخص بے ایمان کافر ہو گیا۔ پچھلے جتنے اس کے عمل تھے سب برباد ہو گئے اور آج جو عمل کرے گا وہ قبول نہ ہوں گے تو جو لوگ آنحضرتؐ کو اپنے جیسا قیاس کر کے ان کے ہم مثل بننے ہیں ان کا کیا درجہ ہوگا۔

(۲۱) حضرت امام اعظمؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا ہم جیسے بشر ہیں یا نہیں۔

جواب میں امام صاحب نے فرمایا محمدؐ بشرا کا بنشیل ہوا حیوت فی الحجۃ۔

حضرتؐ نے فرمایا میرا ظاہر تمہاری طرح ہے مگر مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے تمہارے پاس وحی نہیں آتی۔

(۲۲) بڑے بڑے کالمین ہم مثل ہونا چھوڑ کر اپنے لئے یہ کہتے ہیں کہ۔

نبت خود سبکت کردہی منتظم زانکہ نبت سگ کوئے توشد بے ادبی

حضرت قدسؐ فرماتے ہیں کہ میں بڑا نام ہوں بڑا شرمندہ ہوں کہ میں نے اپنی نسبت آپ کے دربار کے کتے کے ساتھ کی تھی۔ کجا آپ کا دربار اور کیا یہ گزہ گار حضورؐ کے دربار کے کتے کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے کالمین شرمندہ ہوتے ہیں حضرتؐ کے ہم مثل ہونے کا دعویٰ ان سے کیا ہو سکتا گا۔

ع۔ یہ میں نقابت رہ از کلماتِ تباہ کیا

ع۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(۲۳) میں کتابوں کے ساری دنیا میں مشرق سے مغرب تک چلے جاؤ ایک کی شکل دوسرے کی شکل سے ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ سے غرض ہر چیز ایک دوسرے کی مثل نہیں ہے تو حضرتؐ کس طرح ہمارے جیسے بشر ہو سکتے ہیں۔

(۲۴) ہم میں اور حضرتؐ کی ذاتِ پاک میں از روئے شریعت ۲۷ درجے کا فرق حسبِ صراحت ذیل ہے۔

سب سے پہلا درجہ بشر کا ہے اس کے اوپر مومن کا۔ مومن کے اوپر ابرار کا اس کے اوپر اختیار کا پھر علمین، صالحین، شہداء، متقین، معقرین، اولیاء اللہ، اولادِ ابدال، نجباء، تقباء، قطب، غوث، شیخ، تاج، تاجی، صبا، اصحابِ بدر، خلفاء راشدین، صدیق اکبر، نبی، رسول، اولوالعزم، مصطفیٰ، رحمتہ للعالمین، انسانِ زیادہ سے زیادہ اس زمانہ میں غوث کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے مگر شیخ تاجی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ تو دروازہ ہی بند ہو گیا اس کے اوپر کے درجوں تک ہم ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتے تو پھر حضرتؐ ہم جیسے بشر کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۲۵) حضرت کا نام لے کر بچے کا نام رکھتے ہیں۔ ”محمد“ پھر اس نام کی اہانت کے طور پر بچہ کا نام لے کر پکارا جاتا ہے۔ ایک وہ ایمان تھا کہ حضرت سلطان محمود غزنویؒ نے پکارا ایاز کے بیٹے (جن کا نام محمد تھا) اور جن کا مزار لاہور میں صبح بازار میں موجود ہے) حضرت ایاز بھی کھڑے تھے۔ عرض کی

کہ حضرت نے میرے بیٹے کا نام لے کر کیوں نہیں پکارا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جب سے میں بالغ ہوا۔ آپ کا نام مبارک کبھی بے وضو زبان پر نہیں لایا۔ اس وقت وضو نہیں تھا۔ اس لئے تیرے بیٹے کا نام لے کر اس وجہ سے نہیں بلایا کہ اس میں حضرت کا نام داخل تھا۔

لاہور میں نور محمد ایک شخص کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ زندہ تھا۔ باپ نے اپنے بیٹے کو نور محمد کہہ کر پکارا۔ نور محمد کا بھی ایک بیٹا تھا اس نے اپنے باپ کو نور محمد کہہ کر پکارا۔ تو لوگوں نے کہا کہ باپ کا نام لے کر پکارنا حرام داؤد کا کلام ہوا کرتا ہے۔ پس سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ رسول پاک کو جو چاہے کہہ لے لیکن ہمدوں کو شرم کرنا چاہئے ایک طرف تو اسی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ان پر حملے کرتے ہیں۔ ان کی اپنا تئ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۲۸) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ لا شریک الوہیت میں ہیں اور حضرت وعدہ لا شریک عبودیت میں ہیں نہ تو اس کا کوئی ثانی نہ ان کا کوئی ثانی۔

(۲۹) آقا اور غلام کبھی برابر نہیں ہو سکتے بخشی حقاقت میں وہ سب آپ کی غلام اور آپ سب کے آقا۔ لو کہ ملاخلت الدنيا لو کہ ملاخلت الدنيا جو کچھ ہوا اسی رحمت للعالمین کا طفیل ہے۔ ایک مرتبہ فقیر مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ اس وقت اونٹ کی سواری تھی۔ ترکوں کی سلطنت تھی۔ مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر چلا آیا۔ دوسرے دن قافلہ میں ایک شخص بھی جا رہے والا میرا رفیق تھا۔ اس نے مجھ کو کہا کہ میرا حال آپ کو معلوم ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میرا نام سیّد محمد حسین ہے۔ بمبئی کا قاضی علیہ حدید جا رہے والا ہوں۔ میری لکڑی کی دوکان ہے۔ مجھے چنڈا کی بیماری ہو گئی تھی۔ بمبئی کے تمام ڈاکٹر اور یوٹانی طبیب دیکھ سے علاج کرایا۔ سب نے جواب دے دیا پھر پونہ میں جا کر داکٹر کے ڈاکٹر اور حکیموں سے علاج کروا رہا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت تک میرا بیس ہزار روپیہ خرچ ہو گیا۔ سب نے جواب دیا۔ ان سے ایس ہو کر بلکہ اپنی زندگی سے ایس ہو کر مدینہ منورہ دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ رسول مغرب کی نماز کے بعد مواجہ شریف حضور میں کھڑے ہو کر رو رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور دنیا کے ڈاکٹروں اور حکیموں نے تو جواب دے دیا کہ تیری بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ اب رحمت للعالمین کے دربار میں حاضر ہو گیا ہوں یہ کہہ کر میں زار زار رو رہا تھا آنکھیں بند تھیں جب دعا مانگ کر آنکھیں کھولیں تو میرا بدن آئینہ کی طرح بالکل صحیح و سالم تھا۔

(۳۰) امر کر کا غلام شیخ ثانی بوڑھا آدمی دیوانہ ہو گیا۔ تن بدن کی کوئی ہوش نہ تھی۔ اسی حالت میں وہ مدینہ شریف حاضر ہوا۔ ادھر حضرت کی جناب میں حاضر ہوا اور دیر ہو گئی جاتی رہی بالکل

مردست ہو کر بوڑھا آدمی تھا امر کر واپس آگیا اور مدت تک صحیح سالم زندگی گزارا۔

(۳۱) ایک دفعہ کا واقعہ ہے فقیر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا میں نے مولوی ضیاء الدین صاحب کو جن کے مکان میں فقیر کا بستر ہے اور بیٹھ ٹھہرا کرتا ہے۔ کہا کہ کوئی حجام بلاؤ انہوں نے بہت اعلیٰ ہندوستانی کاریگر حجام کو بلایا۔ جب وہ چلا گیا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس کا حال آپ کو معلوم ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا جہاز میں یہ شخص پہلے نوکر تھا وہاں بڑی معقول تنخواہ پاتا تھا۔ وہاں سے نوکری چھوڑ کر مدینہ منورہ آیا جو پندرہ روپیہ اس کے پاس تھا خرچ کرتا رہا جب روپیہ ختم ہو گیا تو حضرت کی جناب میں مغرب کی نماز کے بعد جا کر روٹا شروع کر دیا کہ یا حضرت جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا وہ خرچ ہو گیا اب بالکل کی عادت نہیں۔ بہت دیر تک روٹا رہا اور یہ عرض کیا کہ اب رحمت للعالمین کے دربار میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اس روٹے کی حالت میں اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ بے خودی کی حالت میں تھا۔ اس کو معلوم ہوا کہ کسی نے اس کے کیسہ میں کوئی چیز ڈالی ہے وہاں سے عرض کر کے پارکل آیا کیسہ میں ہاتھ ڈالا تو اس میں تین پوٹے تھے ساوہ کھلے دل سے خرچ کرتا رہا اور نیز لوگوں کی حجامت بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ مال دار بن گیا۔ فقیر دوسرے سال حاضر ہوا تو مولوی صاحب نے پھر اسی حجام کو بلایا اس نے مجھے کہا کہ اب میں مال دار بن گیا ہوں۔ مکان بھی اپنا خرید لیا ہے رب نے نیک بیوی بھی بخشی ہے۔ ایک فرزند بھی عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔

(۳۲) ایک مرتبہ سید ہاشم صاحب جو بہت بزرگ اور ضعیف العمر بختاب کے مژور اور اہل بیت کے روضہ منورہ کے مجاور تھے فقیر کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مکہ شریف والوں کی عادت ہے جب آتے ہیں تو دایہ پر پہلی منزل حضرت امیر حمزہ کے مزار شریف پر قیام کرتے ہیں۔ ایک شخص سید حاسرا تھا قاعدہ رحمان نام۔ اس نے اپنے رفیقوں سے پوچھا۔ میں بہت دیر یہاں پہنچ گیا ہوں تم نے اتنی دیر کیوں لگائی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو رحمت للعالمین کے دربار سے رات ط رہی تھی اس کے حاصل کرنے میں ہم کو دیر ہو گئی۔ اس نے جب سنا اسی وقت دوڑا ہوا پھر مدینہ شریف پہنچا۔ مدینہ شریف وہاں سے تین میل ہے۔ حضرت کی جناب میں حاضر ہو کر زار زار روٹا شروع کر دیا کہ حضرت میرے ساتھیوں کو تو برات مل گئی اور میں محروم رہ گیا بہت دیر تک روٹا رہا اسی حالت میں اس کو معلوم ہوا کہ اس کے کیسہ میں کسی شخص نے چھوٹا سا کاغذ ڈال دیا ہے۔ روٹے کے بعد باہر نکلا کیسہ سے کاغذ نکال کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

هذا برات من النار علیہ السلام۔

(۳) حضرت عیسیٰؑ فرمایا کرتے تھے: انا نبکم بما ناکون و ما تخرجون فی یومکم۔ اس آل عمران رکوع

(۵)

میں تمہارے مکروں میں کو ٹھہریں میں کیا چیز ہے۔ وہ سب تم کو تادیتا ہوں۔ یہ بھی بتادیتا ہوں جو کچھ رات کو تم نے کیا۔

(۴) آیت شریف سورہ یوسف ۱۳ پارہ پلا رلی ۳ رکوع حضرت یوسفؑ نے فرمایا بھائیوں کو اذحو بئیسین هذا لالتواء علی دجانیات یا بعدیل و انہ فی حکم اجبین۔ یہ میرا کرتے ہے جاؤ میرے حضرت والد صاحب صلوات اللہ علیہ ناپوتا ہو گئے ہیں۔ ان کے چہرہ پر ڈال دینا ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی پھر تم سب مل کر سارے اہل و عیال میرے پاس آجانا۔

حضرت یوسفؑ کا یہ فرمان کہ میرے کرتے کو حضرت یعقوبؑ کے چہرہ پر ڈال دینا۔ وہ جتنا ہو جائیں گے۔ یہ علم فیہ قیام نہیں۔ نہیں تو کیا تھا۔ اوھر جب قافلہ چلا تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا اہل لاجدو مع یوسف مجھے آج حضرت یوسفؑ کی خوشبو آتی ہے۔ مگر جب خدائے تعالیٰ کے فرمان کو بھی نہیں مانتے تو دوسرے واقعات کیسے مائیں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ قرآن شریف کو نہیں مانتے اور نہ قرآن شریف پر ان کا ایمان ہے۔ اگر مانتے تو یہ ساری آیات شریف قرآن شریف کی ہیں پھر انکار کیوں کرتے ہیں۔ فقیر کے نزدیک مگر ان کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے بلکہ ان کے عقیدہ کے جو عالم ہیں۔ ان کی زبان پر ان کا ایمان ہے وہ بغیر آیت شریف حدیث شریف کے کہہ دیں کہ ایسا ہے ایسا ہے تو مان لیتے ہیں۔ ہم اگر سارا قرآن شریف مانتے ہیں تو بھی نہیں مانتے۔

(۵) حضرت آدمؑ کے حال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو قیامت تک جتنے ہونے والے تھے سب کے نام سکھادیے۔ فرشتوں سے حضرت آدمؑ کا علم پڑھا ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کا علم زیادہ ہے یا حضرت کا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوابا ہمہ دارند تو تما داری

قال اللہ تعالیٰ ملک عالم کن حطب۔ میں نے سکھادیا آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔

(۶) یا ایہا النبی ان اس نیک شہادہ و شہادہ و ذیلہ و ما لیا اللہ باذنیہ و لکنا نبیرا (پ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۶) اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کو سات خطباؤں سے مخاطب فرمایا ہے۔ خطاب نبی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی مگزے ہیں۔ ۳۱۳ رسول معنی نبی۔ عربی زبان میں لغت

”عبدالرحمان کو دوزخ کی آگ سے نجات ہے“ وہ پھر روٹا ہوا قافلہ میں پہنچا اور اپنے ساتھیوں کو جاکر کہا کہ میں بھی برات لے آیا ہوں۔ انہوں نے جب پڑھا تو سارے متعجب اور حیران ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو تیرے ساتھ مذاق کیا تھا تم کو کوئی برات نہیں ملی اور تیرے نصیب تجھ کو برات مل گئی۔ یہ تیری خوش قسمتی ہے۔

(۳۳) بشر حکم کی رٹ لگاتے والوں کی گستاخی بے ادبی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ وہ اس مضمون کو جس میں شے نمونہ از خردارے، چند آیات شریفہ قرآنی اور احادیث شریفہ نبویؐ عقائد اور روایات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اگر غور سے اور دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یقین ہے کہ وہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر کے صحیح راستہ پر پڑ کر اپنے تئیں اسلام کی فیوض و برکات سے محروم پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان پر رہے گا۔

یہ بیان جو عین ایمان ہے حضورؐ سے محبت کرنے والوں کے لئے رحمت ثابت ہوگا۔ دشمنان رسولؐ جن کے دلوں میں آپ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان کو یہ ایمان کی دولت کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔

خدارا	اختصار	حمد	ثانیہ
محمد	چشم	برہ	ثانیہ
خدا	مداح	شان	مصطفیٰ بس
محمد حامد	حمد	خدا	بس

علم غیب

(۱) عالم الغیب دلائل علی غیبہ لحد (۱) من (۲) من (۳) من (۴) من (۵) من (۶) من (۷) من (۸) من (۹) من (۱۰) من (۱۱) من (۱۲) من (۱۳) من (۱۴) من (۱۵) من (۱۶) من (۱۷) من (۱۸) من (۱۹) من (۲۰) من (۲۱) من (۲۲) من (۲۳) من (۲۴) من (۲۵) من (۲۶) من (۲۷) من (۲۸) من (۲۹) من (۳۰) من (۳۱) من (۳۲) من (۳۳) من (۳۴) من (۳۵) من (۳۶) من (۳۷) من (۳۸) من (۳۹) من (۴۰) من (۴۱) من (۴۲) من (۴۳) من (۴۴) من (۴۵) من (۴۶) من (۴۷) من (۴۸) من (۴۹) من (۵۰) من (۵۱) من (۵۲) من (۵۳) من (۵۴) من (۵۵) من (۵۶) من (۵۷) من (۵۸) من (۵۹) من (۶۰) من (۶۱) من (۶۲) من (۶۳) من (۶۴) من (۶۵) من (۶۶) من (۶۷) من (۶۸) من (۶۹) من (۷۰) من (۷۱) من (۷۲) من (۷۳) من (۷۴) من (۷۵) من (۷۶) من (۷۷) من (۷۸) من (۷۹) من (۸۰) من (۸۱) من (۸۲) من (۸۳) من (۸۴) من (۸۵) من (۸۶) من (۸۷) من (۸۸) من (۸۹) من (۹۰) من (۹۱) من (۹۲) من (۹۳) من (۹۴) من (۹۵) من (۹۶) من (۹۷) من (۹۸) من (۹۹) من (۱۰۰) من (۱۰۱) من (۱۰۲) من (۱۰۳) من (۱۰۴) من (۱۰۵) من (۱۰۶) من (۱۰۷) من (۱۰۸) من (۱۰۹) من (۱۱۰) من (۱۱۱) من (۱۱۲) من (۱۱۳) من (۱۱۴) من (۱۱۵) من (۱۱۶) من (۱۱۷) من (۱۱۸) من (۱۱۹) من (۱۲۰) من (۱۲۱) من (۱۲۲) من (۱۲۳) من (۱۲۴) من (۱۲۵) من (۱۲۶) من (۱۲۷) من (۱۲۸) من (۱۲۹) من (۱۳۰) من (۱۳۱) من (۱۳۲) من (۱۳۳) من (۱۳۴) من (۱۳۵) من (۱۳۶) من (۱۳۷) من (۱۳۸) من (۱۳۹) من (۱۴۰) من (۱۴۱) من (۱۴۲) من (۱۴۳) من (۱۴۴) من (۱۴۵) من (۱۴۶) من (۱۴۷) من (۱۴۸) من (۱۴۹) من (۱۵۰) من (۱۵۱) من (۱۵۲) من (۱۵۳) من (۱۵۴) من (۱۵۵) من (۱۵۶) من (۱۵۷) من (۱۵۸) من (۱۵۹) من (۱۶۰) من (۱۶۱) من (۱۶۲) من (۱۶۳) من (۱۶۴) من (۱۶۵) من (۱۶۶) من (۱۶۷) من (۱۶۸) من (۱۶۹) من (۱۷۰) من (۱۷۱) من (۱۷۲) من (۱۷۳) من (۱۷۴) من (۱۷۵) من (۱۷۶) من (۱۷۷) من (۱۷۸) من (۱۷۹) من (۱۸۰) من (۱۸۱) من (۱۸۲) من (۱۸۳) من (۱۸۴) من (۱۸۵) من (۱۸۶) من (۱۸۷) من (۱۸۸) من (۱۸۹) من (۱۹۰) من (۱۹۱) من (۱۹۲) من (۱۹۳) من (۱۹۴) من (۱۹۵) من (۱۹۶) من (۱۹۷) من (۱۹۸) من (۱۹۹) من (۲۰۰) من (۲۰۱) من (۲۰۲) من (۲۰۳) من (۲۰۴) من (۲۰۵) من (۲۰۶) من (۲۰۷) من (۲۰۸) من (۲۰۹) من (۲۱۰) من (۲۱۱) من (۲۱۲) من (۲۱۳) من (۲۱۴) من (۲۱۵) من (۲۱۶) من (۲۱۷) من (۲۱۸) من (۲۱۹) من (۲۲۰) من (۲۲۱) من (۲۲۲) من (۲۲۳) من (۲۲۴) من (۲۲۵) من (۲۲۶) من (۲۲۷) من (۲۲۸) من (۲۲۹) من (۲۳۰) من (۲۳۱) من (۲۳۲) من (۲۳۳) من (۲۳۴) من (۲۳۵) من (۲۳۶) من (۲۳۷) من (۲۳۸) من (۲۳۹) من (۲۴۰) من (۲۴۱) من (۲۴۲) من (۲۴۳) من (۲۴۴) من (۲۴۵) من (۲۴۶) من (۲۴۷) من (۲۴۸) من (۲۴۹) من (۲۵۰) من (۲۵۱) من (۲۵۲) من (۲۵۳) من (۲۵۴) من (۲۵۵) من (۲۵۶) من (۲۵۷) من (۲۵۸) من (۲۵۹) من (۲۶۰) من (۲۶۱) من (۲۶۲) من (۲۶۳) من (۲۶۴) من (۲۶۵) من (۲۶۶) من (۲۶۷) من (۲۶۸) من (۲۶۹) من (۲۷۰) من (۲۷۱) من (۲۷۲) من (۲۷۳) من (۲۷۴) من (۲۷۵) من (۲۷۶) من (۲۷۷) من (۲۷۸) من (۲۷۹) من (۲۸۰) من (۲۸۱) من (۲۸۲) من (۲۸۳) من (۲۸۴) من (۲۸۵) من (۲۸۶) من (۲۸۷) من (۲۸۸) من (۲۸۹) من (۲۹۰) من (۲۹۱) من (۲۹۲) من (۲۹۳) من (۲۹۴) من (۲۹۵) من (۲۹۶) من (۲۹۷) من (۲۹۸) من (۲۹۹) من (۳۰۰) من (۳۰۱) من (۳۰۲) من (۳۰۳) من (۳۰۴) من (۳۰۵) من (۳۰۶) من (۳۰۷) من (۳۰۸) من (۳۰۹) من (۳۱۰) من (۳۱۱) من (۳۱۲) من (۳۱۳) من (۳۱۴) من (۳۱۵) من (۳۱۶) من (۳۱۷) من (۳۱۸) من (۳۱۹) من (۳۲۰) من (۳۲۱) من (۳۲۲) من (۳۲۳) من (۳۲۴) من (۳۲۵) من (۳۲۶) من (۳۲۷) من (۳۲۸) من (۳۲۹) من (۳۳۰) من (۳۳۱) من (۳۳۲) من (۳۳۳) من (۳۳۴) من (۳۳۵) من (۳۳۶) من (۳۳۷) من (۳۳۸) من (۳۳۹) من (۳۴۰) من (۳۴۱) من (۳۴۲) من (۳۴۳) من (۳۴۴) من (۳۴۵) من (۳۴۶) من (۳۴۷) من (۳۴۸) من (۳۴۹) من (۳۵۰) من (۳۵۱) من (۳۵۲) من (۳۵۳) من (۳۵۴) من (۳۵۵) من (۳۵۶) من (۳۵۷) من (۳۵۸) من (۳۵۹) من (۳۶۰) من (۳۶۱) من (۳۶۲) من (۳۶۳) من (۳۶۴) من (۳۶۵) من (۳۶۶) من (۳۶۷) من (۳۶۸) من (۳۶۹) من (۳۷۰) من (۳۷۱) من (۳۷۲) من (۳۷۳) من (۳۷۴) من (۳۷۵) من (۳۷۶) من (۳۷۷) من (۳۷۸) من (۳۷۹) من (۳۸۰) من (۳۸۱) من (۳۸۲) من (۳۸۳) من (۳۸۴) من (۳۸۵) من (۳۸۶) من (۳۸۷) من (۳۸۸) من (۳۸۹) من (۳۹۰) من (۳۹۱) من (۳۹۲) من (۳۹۳) من (۳۹۴) من (۳۹۵) من (۳۹۶) من (۳۹۷) من (۳۹۸) من (۳۹۹) من (۴۰۰) من (۴۰۱) من (۴۰۲) من (۴۰۳) من (۴۰۴) من (۴۰۵) من (۴۰۶) من (۴۰۷) من (۴۰۸) من (۴۰۹) من (۴۱۰) من (۴۱۱) من (۴۱۲) من (۴۱۳) من (۴۱۴) من (۴۱۵) من (۴۱۶) من (۴۱۷) من (۴۱۸) من (۴۱۹) من (۴۲۰) من (۴۲۱) من (۴۲۲) من (۴۲۳) من (۴۲۴) من (۴۲۵) من (۴۲۶) من (۴۲۷) من (۴۲۸) من (۴۲۹) من (۴۳۰) من (۴۳۱) من (۴۳۲) من (۴۳۳) من (۴۳۴) من (۴۳۵) من (۴۳۶) من (۴۳۷) من (۴۳۸) من (۴۳۹) من (۴۴۰) من (۴۴۱) من (۴۴۲) من (۴۴۳) من (۴۴۴) من (۴۴۵) من (۴۴۶) من (۴۴۷) من (۴۴۸) من (۴۴۹) من (۴۵۰) من (۴۵۱) من (۴۵۲) من (۴۵۳) من (۴۵۴) من (۴۵۵) من (۴۵۶) من (۴۵۷) من (۴۵۸) من (۴۵۹) من (۴۶۰) من (۴۶۱) من (۴۶۲) من (۴۶۳) من (۴۶۴) من (۴۶۵) من (۴۶۶) من (۴۶۷) من (۴۶۸) من (۴۶۹) من (۴۷۰) من (۴۷۱) من (۴۷۲) من (۴۷۳) من (۴۷۴) من (۴۷۵) من (۴۷۶) من (۴۷۷) من (۴۷۸) من (۴۷۹) من (۴۸۰) من (۴۸۱) من (۴۸۲) من (۴۸۳) من (۴۸۴) من (۴۸۵) من (۴۸۶) من (۴۸۷) من (۴۸۸) من (۴۸۹) من (۴۹۰) من (۴۹۱) من (۴۹۲) من (۴۹۳) من (۴۹۴) من (۴۹۵) من (۴۹۶) من (۴۹۷) من (۴۹۸) من (۴۹۹) من (۵۰۰) من (۵۰۱) من (۵۰۲) من (۵۰۳) من (۵۰۴) من (۵۰۵) من (۵۰۶) من (۵۰۷) من (۵۰۸) من (۵۰۹) من (۵۱۰) من (۵۱۱) من (۵۱۲) من (۵۱۳) من (۵۱۴) من (۵۱۵) من (۵۱۶) من (۵۱۷) من (۵۱۸) من (۵۱۹) من (۵۲۰) من (۵۲۱) من (۵۲۲) من (۵۲۳) من (۵۲۴) من (۵۲۵) من (۵۲۶) من (۵۲۷) من (۵۲۸) من (۵۲۹) من (۵۳۰) من (۵۳۱) من (۵۳۲) من (۵۳۳) من (۵۳۴) من (۵۳۵) من (۵۳۶) من (۵۳۷) من (۵۳۸) من (۵۳۹) من (۵۴۰) من (۵۴۱) من (۵۴۲) من (۵۴۳) من (۵۴۴) من (۵۴۵) من (۵۴۶) من (۵۴۷) من (۵۴۸) من (۵۴۹) من (۵۵۰) من (۵۵۱) من (۵۵۲) من (۵۵۳) من (۵۵۴) من (۵۵۵) من (۵۵۶) من (۵۵۷) من (۵۵۸) من (۵۵۹) من (۵۶۰) من (۵۶۱) من (۵۶۲) من (۵۶۳) من (۵۶۴) من (۵۶۵) من (۵۶۶) من (۵۶۷) من (۵۶۸) من (۵۶۹) من (۵۷۰) من (۵۷۱) من (۵۷۲) من (۵۷۳) من (۵۷۴) من (۵۷۵) من (۵۷۶) من (۵۷۷) من (۵۷۸) من (۵۷۹) من (۵۸۰) من (۵۸۱) من (۵۸۲) من (۵۸۳) من (۵۸۴) من (۵۸۵) من (۵۸۶) من (۵۸۷) من (۵۸۸) من (۵۸۹) من (۵۹۰) من (۵۹۱) من (۵۹۲) من (۵۹۳) من (۵۹۴) من (۵۹۵) من (۵۹۶) من (۵۹۷) من (۵۹۸) من (۵۹۹) من (۶۰۰) من (۶۰۱) من (۶۰۲) من (۶۰۳) من (۶۰۴) من (۶۰۵) من (۶۰۶) من (۶۰۷) من (۶۰۸) من (۶۰۹) من (۶۱۰) من (۶۱۱) من (۶۱۲) من (۶۱۳) من (۶۱۴) من (۶۱۵) من (۶۱۶) من (۶۱۷) من (۶۱۸) من (۶۱۹) من (۶۲۰) من (۶۲۱) من (۶۲۲) من (۶۲۳) من (۶۲۴) من (۶۲۵) من (۶۲۶) من (۶۲۷) من (۶۲۸) من (۶۲۹) من (۶۳۰) من (۶۳۱) من (۶۳۲) من (۶۳۳) من (۶۳۴) من (۶۳۵) من (۶۳۶) من (۶۳۷) من (۶۳۸) من (۶۳۹) من (۶۴۰) من (۶۴۱) من (۶۴۲) من (۶۴۳) من (۶۴۴) من (۶۴۵) من (۶۴۶) من (۶۴۷) من (۶۴۸) من (۶۴۹) من (۶۵۰) من (۶۵۱) من (۶۵۲) من (۶۵۳) من (۶۵۴) من (۶۵۵) من (۶۵۶) من (۶۵۷) من (۶۵۸) من (۶۵۹) من (۶۶۰) من (۶۶۱) من (۶۶۲) من (۶۶۳) من (۶۶۴) من (۶۶۵) من (۶۶۶) من (۶۶۷) من (۶۶۸) من (۶۶۹) من (۶۷۰) من (۶۷۱) من (۶۷۲) من (۶۷۳) من (۶۷۴) من (۶۷۵) من (۶۷۶) من (۶۷۷) من (۶۷۸) من (۶۷۹) من (۶۸۰) من (۶۸۱) من (۶۸۲) من (۶۸۳) من (۶۸۴) من (۶۸۵) من (۶۸۶) من (۶۸۷) من (۶۸۸) من (۶۸۹) من (۶۹۰) من (۶۹۱) من (۶۹۲) من (۶۹۳) من (۶۹۴) من (۶۹۵) من (۶۹۶) من (۶۹۷) من (۶۹۸) من (۶۹۹) من (۷۰۰) من (۷۰۱) من (۷۰۲) من (۷۰۳) من (۷۰۴) من (۷۰۵) من (۷۰۶) من (۷۰۷) من (۷۰۸) من (۷۰۹) من (۷۱۰) من (۷۱۱) من (۷۱۲) من (۷۱۳) من (۷۱۴) من (۷۱۵) من (۷۱۶) من (۷۱۷) من (۷۱۸) من (۷۱۹) من (۷۲۰) من (۷۲۱) من (۷۲۲) من (۷۲۳) من (۷۲۴) من (۷۲۵) من (۷۲۶) من (۷۲۷) من (۷۲۸) من (۷۲۹) من (۷۳۰) من (۷۳۱) من (۷۳۲) من (۷۳۳) من (۷۳۴) من (۷۳۵) من (۷۳۶) من (۷۳۷) من (۷۳۸) من (۷۳۹) من (۷۴۰) من (۷۴۱) من (۷۴۲) من (۷۴۳) من (۷۴۴) من (۷۴۵) من (۷۴۶) من (۷۴۷) من (۷۴۸) من (۷۴۹) من (۷۵۰) من (۷۵۱) من (۷۵۲) من (۷۵۳) من (۷۵۴) من (۷۵۵) من (۷۵۶) من (۷۵۷) من (۷۵۸) من (۷۵۹) من (۷۶۰) من (۷۶۱) من (۷۶۲) من (۷۶۳) من (۷۶۴) من (۷۶۵) من (۷۶۶) من (۷۶۷) من (۷۶۸) من (۷۶۹) من (۷۷۰) من (۷۷۱) من (۷۷۲) من (۷۷۳) من (۷۷۴) من (۷۷۵) من (۷۷۶) من (۷۷۷) من (۷۷۸) من (۷۷۹) من (۷۸۰) من (۷۸۱) من (۷۸۲) من (۷۸۳) من (۷۸۴) من (۷۸۵) من (۷۸۶) من (۷۸۷) من (۷۸۸) من (۷۸۹) من (۷۹۰) من (۷۹۱) من (۷۹۲) من (۷۹۳) من (۷۹۴) من (۷۹۵) من (۷۹۶) من (۷۹۷) من (۷۹۸) من (۷۹۹) من (۸۰۰) من (۸۰۱) من (۸۰۲) من (۸۰۳) من (۸۰۴) من (۸۰۵) من (۸۰۶) من (۸۰۷) من (۸۰۸) من (۸۰۹) من (۸۱۰) من (۸۱۱) من (۸۱۲) من (۸۱۳) من (۸۱۴) من (۸۱۵) من (۸۱۶) من (۸۱۷) من (۸۱۸) من (۸۱۹) من (۸۲۰) من (۸۲۱) من (۸۲۲) من (۸۲۳) من (۸۲۴) من (۸۲۵) من (۸۲۶) من (۸۲۷) من (۸۲۸) من (۸۲۹) من (۸۳۰) من (۸۳۱) من (۸۳۲) من (۸۳۳) من (۸۳۴) من (۸۳۵) من (۸۳۶) من (۸۳۷) من (۸۳۸) من (۸۳۹) من (۸۴۰) من (۸۴۱) من (۸۴۲) من (۸۴۳) من (۸۴۴) من (۸۴۵) من (۸۴۶) من (۸۴۷) من (۸۴۸) من (۸۴۹) من (۸۵۰) من (۸۵۱) من (۸۵۲) من (۸۵۳) من (۸۵۴) من (۸۵۵) من (۸۵۶) من (۸۵۷) من (۸۵۸) من (۸۵۹) من (۸۶۰) من (۸۶۱) من (۸۶۲) من (۸۶۳) من (۸۶۴) من (۸۶۵) من (۸۶۶) من (۸۶۷) من (۸۶۸) من (۸۶۹) من (۸۷۰) من (۸۷۱) من (۸۷۲) من (۸۷۳) من (۸۷۴) من (۸۷۵) من (۸۷۶) من (۸۷۷) من (۸۷۸) من (۸۷۹) من (۸۸۰) من (۸۸۱) من (۸۸۲) من (۸۸۳) من (۸۸۴) من (۸۸۵) من (۸۸۶) من (۸۸۷) من (۸۸۸) من (۸۸۹) من (۸۹۰) من (۸۹۱) من (۸۹۲) من (۸۹۳) من (۸۹۴) من (۸۹۵) من (۸۹۶) من (۸۹۷) من (۸۹۸) من (۸۹۹) من (۹۰۰) من (۹۰۱) من (۹۰۲) من (۹۰۳) من (۹۰۴) من (۹۰۵) من (۹۰۶) من (۹۰۷) من (۹۰۸) من (۹۰۹) من (۹۱۰) من (۹۱۱) من (۹۱۲) من (۹۱۳) من (۹۱۴) من (۹۱۵) من (۹۱۶) من (۹۱۷) من (۹۱۸) من (۹۱۹) من (۹۲۰) من (۹۲۱) من (۹۲۲) من (۹۲۳) من (۹۲۴) من (۹۲۵) من (۹۲۶) من (۹۲۷) من (۹۲۸) من (۹۲۹) من (۹۳۰) من (۹۳۱) من (۹۳۲) من (۹۳۳) من (۹۳۴) من (۹۳۵) من (۹۳۶) من (۹۳۷) من (۹۳۸) من (۹۳۹) من (۹۴۰) من (۹۴۱) من (۹۴۲) من (۹۴۳) من (۹۴۴) من (۹۴۵) من (۹۴۶) من (۹۴۷) من (۹۴۸) من (۹۴۹) من (۹۵۰) من (۹۵۱) من (۹۵۲) من (۹۵۳) من (۹۵۴) من (۹۵۵) من (۹۵۶) من (۹۵۷) من (۹۵۸) من (۹۵۹) من (۹۶۰) من (۹۶۱) من (۹۶۲) من (۹۶۳) من (۹۶۴) من (۹۶۵) من (۹۶۶) من (۹۶۷) من (۹۶۸) من (۹۶۹) من (۹۷۰) من (۹۷۱) من (۹۷۲) من (۹۷۳) من (۹۷۴) من (۹۷۵) من (۹۷۶) من (۹۷۷) من (۹۷۸) من (۹۷۹) من (۹۸۰) من (۹۸۱) من (۹۸۲) من (۹۸۳) من (۹۸۴) من (۹۸۵) من (۹۸۶) من (۹۸۷) من (۹۸۸) من (۹۸۹) من (۹۹۰) من (۹۹۱) من (۹۹۲) من (۹۹۳) من (۹۹۴) من (۹۹۵) من (۹۹۶) من (۹۹۷) من (۹۹۸) من (۹۹۹) من (۱۰۰۰) من (۱۰۰۱) من (۱۰۰۲) من (۱۰۰۳) من (۱۰۰۴) من (۱۰۰۵) من (۱۰۰۶) من (۱۰۰۷) من (۱۰۰۸) من (۱۰۰۹) من (۱۰۱۰) من (۱۰۱۱) من (۱۰۱۲) من (۱۰۱۳) من (۱۰۱۴) من (۱۰۱۵) من (۱۰۱۶) من (۱۰۱۷) من (۱۰۱۸) من (۱۰۱۹) من (۱۰۲۰) من (۱۰۲۱) من (۱۰۲۲) من (۱۰۲۳) من (۱۰۲۴) من (۱۰۲۵) من (۱۰۲۶) من (۱۰۲۷) من (۱۰۲۸) من (۱۰۲۹) من (۱۰۳۰) من (۱۰۳۱) من (۱۰۳۲) من (۱۰۳۳) من (۱۰۳۴) من (۱۰۳۵) من (۱۰۳۶) من (۱۰۳۷) من (۱۰۳۸) من (۱۰۳۹) من (۱۰۴۰) من (۱۰۴۱) من (۱۰۴۲) من (۱۰۴۳) من (۱۰۴۴) من (۱۰۴۵) من (۱۰۴۶) من (۱۰۴۷) من (۱۰۴۸) من (۱۰۴۹) من (۱۰۵۰) من (۱۰۵۱) من (۱۰۵۲) من (۱۰۵۳) من (۱۰۵۴) من (۱۰۵۵) من (۱۰۵۶) من (۱۰۵۷) من (۱۰۵۸) من (۱۰۵۹) من (۱۰۶۰) من (۱۰۶۱) من (۱۰۶۲) من (۱۰۶۳) من (۱۰۶۴) من (۱۰۶۵) من (۱۰۶۶) من (۱۰۶۷) من (۱۰۶۸) من (۱۰۶۹) من (۱۰۷۰) من (۱۰۷۱) من (۱۰۷۲) من (۱۰۷۳) من (۱۰۷۴) من (۱۰۷۵) من (۱۰۷۶) من (۱۰۷۷) من (۱۰۷۸) من (۱۰۷۹) من (۱۰۸۰) من (۱۰۸۱) من (۱۰۸۲) من (۱۰۸۳) من (۱۰۸۴) من (۱۰۸۵) من (۱۰۸۶) من (۱۰۸۷) من (۱۰۸۸) من (۱۰۸۹) من (۱۰۹۰) من (۱۰۹۱) من (۱۰۹۲) من (۱۰۹۳) من (۱۰۹۴) من (۱۰۹۵) من (۱۰۹۶) من (۱۰۹۷) من (۱۰۹۸) من (۱۰۹۹) من (۱۱۰۰) من (۱۱۰۱) من (۱۱۰۲) من (۱۱۰۳) من (۱۱۰۴) من (۱۱۰۵) من (۱۱۰۶) من (۱۱۰۷) من (۱۱۰۸) من (۱۱۰۹) من (۱۱۱۰) من (۱۱۱۱) من (۱۱۱۲) من (۱۱۱۳) من (۱۱۱۴) من (۱۱۱۵) من (۱۱۱۶) من (۱۱۱۷) من (۱۱۱۸) من (۱۱۱۹) من (۱۱۲۰) من (۱۱۲۱) من (۱۱۲۲) من (۱۱۲۳) من (۱۱۲۴) من (۱۱۲۵) من (۱۱۲۶) من (۱۱۲۷) من (۱۱۲۸) من (۱۱۲۹) من (۱۱۳۰) من (۱۱۳۱) من (۱۱۳۲) من (۱۱۳۳) من (۱۱۳۴) من (۱۱۳۵) من (۱۱۳۶) من (۱۱۳۷) من (۱۱۳۸) من (۱۱۳۹) من (۱۱۴۰) من (۱۱۴۱) من (۱۱۴۲) من (۱۱۴۳) من (۱۱۴۴) من (۱۱۴۵) من (۱۱۴۶) من (۱۱۴۷) من (۱۱۴۸) من (۱۱۴۹

نکال کر دیکھو غیب کی خبر دینے والے کہ ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یا اے عالمی یعنی اے غیب کے خبر دینے والے تحقیق ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا۔

شاہد ارکے معنی عربی میں ہیں گواہ۔ گواہ وہ شخص ہوتا ہے جس نے موقع پر اپنی آنکھوں سے واقعہ دیکھا ہو۔ عند اللہ میں ہر روز گواہ پیش ہوتے ہیں۔ حاکم گواہ سے پہچانتا ہے کہ تو نے کیا دیکھا۔ اگر وہ کہہ دے کہ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے بارہا تھا۔ حاکم کہتا ہے کہ اس گواہ کو قائم رکھو۔ اگر گواہ کہہ دے کہ میں نے دیکھا نہیں سنا تھا تو حاکم کہتا ہے کہ جاؤ تمہاری گواہی کوئی چیز نہیں۔ گواہی وہ معتبر ہوتی ہے جو گواہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو۔ سنی ہوئی گواہی کا اعتبار نہیں کیا جاتا اگر حضرت ہمارے حالات کو دیکھ نہیں رہے ہیں تو گواہی کی بات کی دیں گے۔ حضورؐ نہ صرف اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد سے مخلوقات کے حالات کے گواہ ہیں بلکہ اس سے قبل کے زمانہ کے بھی حضرت ملک الموت ساری دنیا کی مخلوقات کو دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک کے سانس کا حساب کرتے ہیں۔ ہر ایک آدمی کو ایک دن رات میں چوبیس ہزار سانس آتے ہیں وہ تو سب دیکھ رہے ہیں اور سورج ساری دنیا کی مخلوقات کو ایک وقت میں دیکھ رہا ہے۔ اس کا بھی کوئی انکار نہیں کرنا مگر آپ کے دیکھنے کا انکار کیا جاتا ہے۔ دیکھتا ہے کہ سورج کا نور زیادہ ہے یا حضرت کا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اول ما خلق اللہ نوری وخلق الخلق من نوری۔ پہلے جو چیز رہے پیدا کی وہ میرا نور تھا۔ باقی ساری مخلوق میرے نور سے پیدا کی۔ سورج کو آپ کے نور سے کیا نسبت۔ سورج کا نور آپ کے نور کے سامنے ایک ذرہ کی حیثیت کا بھی نہیں۔ جب سورج دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھ رہا ہے تو حضرتؐ کا ان ذرات کو دیکھنا کونسا مشکل ہے۔ حضورؐ سرا جہان میں آپ کا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ اس لئے حضورؐ کو اب بھی علم غیب ہے۔

(۷) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی میں (پارہ ۲ رکوع ۱۸) دیکھوں الرسول علیکم سہیبا۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرتؐ اپنے نور نبوت کے ساتھ ہر امتی کے حالات اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے پتلی پر ایک رانی کا دانہ۔

(۸) دو ماہ دخل لینیہ۔۔۔ پارہ ۳۰ رکوع ۳ رطل ۱۸ ہمارا رسول غیب میں بجلی کرنے والا نہیں۔

(نوٹ) اس آیت شریف کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی نے حاشیہ میں حسب ذیل تشریح لکھی ہے۔

”یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شریعہ سے یا مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا

واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بکل نہیں کرتا۔“

(۹) صحیح بخاری میں ہے۔ ایک شخص کا اونٹ گم ہوا۔ حضرتؐ کی جناب میں مسجد نبویؐ میں آہ و زاری کرنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہاڑی کے پے تیرا اونٹ ہے۔ مسجد نبویؐ میں بیٹھ کر فرمایا۔ وہ شخص وہاں پہنچا تو اس کا اونٹ وہاں موجود تھا۔ آپؐ نے اس کا پتہ بھی بتا دیا تھا کہ فلاں درخت کے پاس ہے وہ شخص اپنا اونٹ لے آیا۔

(۱۰) حضرتؐ نے فرمایا مکان و مایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا) کا علم مجھ کو ہے۔

(۱۱) صحیح بخاری میں ہے۔ مدینہ منورہ کی مسجد نبویؐ میں حضرتؐ عمرؓ خطبہ جمعہ فرما رہے تھے۔ ذرا ٹھہرے اور فرمایا یا ساریہ! الجبل تین مرتبہ یا آواز بلند فرمایا۔ جتنے لوگ بیٹھے تھے سب حیران رہ گئے کچھ خطبہ اور بھی ساریہ! اس وقت حضرتؐ ساریہؓ مدینہ شریف سے (۳۰۰ میل) سے زیادہ فاصلے پر تھے پورے تین مہینے کے بعد ملک نمائندے جہاں کافروں کے ساتھ لڑائی تھی ایک قاصد آیا اور خبر دی کہ کافروں کے ساتھ جنگ ہو رہی تھی پیچھے پھاڑا تو آگے لڑائی ہو رہی تھی۔ اہل اسلام کا لشکر پہاڑ کے نزدیک تھا کافر ذرا دور تھے کافروں نے اپنی فوج کا ایک دستہ پہاڑ کے اوپر سے بھیج دیا کہ پیچھے جاؤ۔ پہاڑ سے نیچے اتر کر میدان میں آکر ایک طرف تم ہو گے ایک طرف ہم۔ مسلمان درمیان میں آجائیں گے ہم ان کو فٹا کر دیں گے۔ حضرتؐ ساریہؓ تو اپنی لڑائی کے کام میں مشغول تھے ان کو اس واقعہ کی خبر نہیں۔ مگر حضرتؐ نے مدینہ منورہ کی مسجد میں خطبہ پڑھتے ہوئے ان کافروں کو پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرتؐ ساریہؓ کو ڈانٹ کر بڑے جوش سے تین مرتبہ فرمایا پہاڑی کی طرف دیکھو۔ حضرتؐ ساریہؓ نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ جاؤ پہاڑ کی طرف۔ جب ان کا لشکر پہاڑ کی طرف گیا تو کافر پیچھے ہٹ گئے حضرتؐ ساریہؓ کے لشکر نے کافروں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی اور فتح یاب ہوئے۔ اس حدیث شریف کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ حضرتؐ عظیمینؐ سو میل سے زیادہ فاصلے سے کافروں کے لشکر کو دیکھ سکتے ہیں تو حضرتؐ کا کیا درجہ ہو گا۔

(۱۲) حضرتؐ حیران پیر فرماتے ہیں میں ساری دنیا کے شیروں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے ہتھیل پر رانی کا ایک دانہ۔ دیکھو قرآن شریف ان رحمتی و دست کل شی میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر لیا ہے ان رحمت اللہ قریب من المہتین۔

(۱۳) حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حضرتؐ خواجه باقی باللہ صاحبؒ کی خدمت میں مہمان حاضر ہوا کرتے۔ پاورچی نے عرض کی کہ حضرتؐ بیٹھے دن مہمان زیادہ

اور عرض کی کہ حضرت محمد شریف حاضر ہے۔ اس وقت محمد شریف تین مہینے کا تھا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی اس کو پڑھ کر دم کیا۔
ابھی بچہ پیدا ہوا نہیں ماں کے رحم میں بھی اس کا نطفہ نہیں گیا آپ پہلے ہی علی دوس الاشاد حکم کھلا فرما رہے ہیں کہ بیٹا ہوگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ یہ علم غیب نہیں تھا۔ تو اس کا نام کیا ہوگا۔

ایک اور واقعہ بیکری موجودگی میں موضع نویں کے خلیع کو جبرائیل میں میاں حسن دین نے عرض کی کہ میرے گھر لڑکا کوئی نہیں۔ دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی حسن دین رب تیرے گھر لڑکا دے گا اس کا نام محمد شریف رکھنا پورے نو مہینہ کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام محمد شریف رکھا یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا یہ تو غلام کا علم غیب ہے۔

فقیر کے بڑے بھائی صاحب سید نجابت علی شاد کے پاس مولوی امام دین صاحب ایٹھ مٹر رسالہ انوار الوافی کی بیوی آئیں۔ ایک عورت نے عرض کی حضرت مولوی کے گھر میں اولاد نہیں ہے ان کی بیوی حاضر ہوئی ہے ان کو حمل ہے دعا فرمائیے کہ لڑکا پیدا ہو۔ سب کے سامنے فرمایا کہ لڑکا تو نہیں لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ نہیں ہوا چنانچہ اس حمل میں لڑکی پیدا ہوئی اس کے بعد بیچیس (۲۵) برس ہوئے مولوی صاحب کے گھر میں کچھ نہیں ہوا مگر تین اب کیا کہیں گے۔

(۷۷) ایک وفد فقیر کے بھائی سطرینہ منورہ میں تھے۔ میرے بھائی صاحب جو قافلہ کے ہمراہ تھے شہر سے باہر نکل کر شب پاش ہوئے اونٹوں کے قافلہ میں۔ انہوں نے پچھلی رات سحری کا وقت تھا ایک آدمی کو میرے بلانے کے لئے کہ میں حرم شریف بیوی میں اصحاب صفہ کے چوتھے پر حضرت آغا خلیل صاحب کے پاس تھا بھیج دیا کہ جلدی آؤ قافلہ کے اونٹ لدے جارہے ہیں میں نے حضرت آغا صاحب کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ کر جانا (اس وقت ترکوں کا زمانہ تھا) تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ بھائی صاحب نے دوسرے آدمی کو بھیجا کہ جلدی آؤ قافلہ کے اونٹ لدے جارہے ہیں میں نے حضرت آغا صاحب سے عرض کی حضرت اب تو دوسرا آدمی بھی آگیا قافلہ چلا گیا تو میں اکیلا کیسے جاؤں گا تو حضرت آغا صاحب نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کے جائے گا وہ جو دو آدمی بلانے کے واسطے آئے تھے وہ دونوں کھڑے تھے اور میں اور آغا صاحب بیٹھے تھے میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کھڑے ہیں کیا یہ جوت بول رہے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اونٹ لدے جارہے ہیں آپ کہتے ہیں ظہر کی نماز پڑھ کے قافلہ جائے گا۔ حضرت آغا صاحب نے جواب دیا اگر

آجاتے ہیں۔ کھانا تھوڑا ہوتا ہے۔ آپ مجھے فرمادیا کریں۔ جتنے مہمان آیا کریں میں اتنا کھانا تیار کر دوں۔ حضرت خواجہ صاحب کے پاس ملی بیٹھی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ اس ملی سے پوچھ لیا کرو باورچی ملی سے پوچھ لیا کرتا۔ جتنے مہمان آنے والے ہوتے اتنی مرتبہ ملی میاؤں میاؤں کتنی۔ باورچی اتنے آدمیوں کا کھانا تیار کر لیتا۔ ایک مرتبہ ملی نے تین مرتبہ آوازیں دیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تین مہمان آئیں گے جب دسرخوان بچھایا گیا تو مہمان چار بیٹھے گئے باورچی نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی کہ آج ملی نے غلطی کی۔ اس نے تین آدمی کے تھے بیٹھے گئے چار حضرت خواجہ نے ملی کو کہا کہ باورچی تیری شکایت کرتا ہے تو نے اتنی غلطی کیوں کی پاس یہ مسافر کھارہے تھے ملی دوڑ کر گئی ایک مسافر کے کپڑے کو پہلے ہاتھ کے نیچے سے کھینچتی تھی پھر کپڑے کو منہ ڈال کر کھینچا تو وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اس مسافر نے کہا کہ ملی بچی ہے۔ میں مہمان نہ تھا میں تو کافر تھا۔ یہاں آگیا تھا میں کسی بندہ خدا کی تلاش میں تھا۔ یہاں آکر میں نے دیکھا کہ ملیوں کو بھی علم غیب ہے میں بچے دل سے کلمہ شادت پڑھ کر مسلمان ہوا ہوں اس حکایت سے یہ ثابت ہوا کہ مگر تین علم غیب حضرت کی ذات پاک کی نسبت انکار کرتے ہیں۔ حضرت کے غلاموں کے غلاموں کی حیوان ملی جو کہ آپ کی خدمت میں رہتی تھی اس کو بھی علم غیب تھا تو بتا دیا کرتی تھی کہ آج اتنے مہمان آئیں گے۔ مگر تین علم غیب اس حکایت کو ذرا غور سے پڑھیں اور عقائد باطلہ سے توبہ کر کے زمرہ اہل اسلام میں شامل ہو جائیں۔

(۱۳۷) فقیر اپنے چند چشم دید واقعات سے بھی علم غیب کے متعلق بیان کرتا ہے شاید کوئی سعید ازلی ان واقعات کو پڑھ کر اپنے ایمان کو کال کر لے۔ ان واقعات کو پڑھ کر ایک شخص کا ایمان بھی بچ گیا تو میری نجات کے لئے کافی دس ہے۔

فقیر اپنے حضرت بیرو مرشد کے ہمراہ امرتسر سے روانہ ہو کر موضع ڈیریان والا تحصیل دیہ خلیع سیالکوٹ میں پہنچا۔ ولی داد خان نامی ایک شخص کے گھر چھ لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ حافظ مرزین صاحب نامی نے عرض کی ولی داد خان کے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ دعا فرمائیے۔ دوسرے سال آپ تشریف لائے پھر اس جگہ رات کو شب پاش ہوئے اس کے گھر میں حافظ مرزین نے عرض کی کہ حضرت لڑکا کوئی نہیں۔ فقیر بھی تھا آپ نے فرمایا کہ لڑکا نہیں ہوا جواب دیا نہیں فرمایا۔ گڑب گڑب پر قرآن شریف دم کر کے ولی داد خان صاحب مرحوم کو دیا اور فرمایا کہ یہ اپنی عورت کو کھلا دے۔ اب تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ سارے مجمع کے سامنے علی الاعلان فرمایا۔ تیسرے سال پھر امرتسر آ رہے تھے کہ خود ولی داد خان بچہ کو اٹھا کر لایا

صاحب نے وہی تھی اس کو اڑھا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں آکر پوچھا کہ تو کہاں سے آئی اس نے کہا کہ میں بخارے شریف میں تھی آج ایک شخص کے ساتھ میرا نکاح کرنا چاہتے تھے مجھے حمل کے لئے بٹھایا ہوا تھا میں حمل کر رہی تھی۔ اسنے میں یہ بزرگ آگئے اور چادر اڑھا کر لائے یہ غلام غلام کے علم غیب کا حامل ہے حضورؐ کے علم غیب کا کیا حال ہوگا۔

رع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

صحیح بخاری شریف میں وارد ہے کہ ہر قبر میں مگر تکبر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور اس نبی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے تیرا دیں کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہر قبر میں رسول پاک تشریف لاتے ہیں۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہفتہ میں دو بار ہر اسی کا اعمال نامہ رسول پاک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ تمام دنیا میں نوے کروڑ مسلمان ہیں ایک ہی وقت میں نوے کروڑ اعمال ناموں کو دیکھ لیتا آخر کیا بات ہے۔

(۲۱) حضرت شمسِ تبریزؑ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں۔

در شعاع آفتاب معرفت
زہ لاف عیب دانی بیند

آفتاب معرفت کی شعاع میں جب زہ لاف غیب دانی کرتا ہے تو حضورؐ کی ذات پاک کی (جس سے کائنات کا تصور ہوا ہے) غیب دانی کس پائے کی ہوگی سمجھ لو۔

شفاعت

(۱) اس زمانے میں بعض لوگ جو دشمنِ رسولؐ ہیں ہر بات میں کوئی نہ کوئی نقص یا آپؐ کی کسر شان تراش کر لوگوں کے دلوں سے آپؐ کی محبت و عزت و قدر گھٹانے میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ خدا نے تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ در فضا نک ذکر (سورہ الم نشرح) آپؐ کے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ کسی بازار میں چلے جاؤ جس طرف سے فلوگراف کی آواز آئے گی وہ نعتِ رسول اللہؐ کی ہوگی۔ "در فضا نک ذکر" کی تفسیر ہو رہی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی گھریا کوئی چھپر دنیا میں ایسا نہیں رہے گا جس میں ایک مرتبہ نہ پکارا جائے گا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر میرے اس کلام میں شک و شبہ ہو تو ہر شرمیں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کی تصدیق کرو۔ مگر جو دشمنِ رسولؐ ہیں جن کو نعتِ شریف سننے سے انکار ہے وہ آپؐ کی نعتِ شریف کیوں سنیں گے "ع طلیس

یہ جھوٹ نہیں بولتے تو میں بھی جھوٹ نہیں بولتا تمہارا قافلہ ظہری نماز پڑھ کے جائے گا ان کے فرمائے کی قبول کر کے امام شافعیؒ کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر قافلہ میں پہنچ جائیگا بڑا اور نشتی "روی" "زکی" "آتاری" چلے گئے ہمارے بھائیوں کے پچاس اونٹ تھے وہ بیٹھے ہوئے تھے میں بھی تو قافلہ سالار کے پیچھے کبھی مطوف کے پیچھے اور کبھی منور کے پیچھے پھرتا تھا اور کتنا تھا کہ جلدی چلو جلدی چلو۔ اونٹ والے بدو کبھی گھاس خریدنے چلے جائیں کبھی دانہ خریدنے کو کبھی چابیوں سے کراہے کے پے وصول کر کے آپس میں تقسیم کرتے تھے اس حالت میں ظہر کا وقت آیا ظہری نماز پڑھی جب آخر کا سلام میرے من میں تھا تو بدوؤں نے کہا میں ہی چلو چلو اس وقت مجھے یاد آیا کہ آفتاب صاحب نے کہا تھا کہ تمہارا قافلہ ظہری نماز کے بعد جائے گا تو وہ چانکلا۔

(۱۸) اس کے دوسرے سال پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔ اس وقت ایک رات وہاں شہر آقا تھا مگر آپؐ راتیں ہو گئیں۔ میں نے بچھلی رات حضرت آفتاب صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ قافلہ برسوں سے باہر نکل گیا وہ چلا جائے گا مجھے جانے دو" فرمایا میں بات کہوں میں نے عرض کی فرمائیے فرمایا کہ آئندہ رات بھی تم ادھر ٹھہرو گے۔ اس پر میں نے کہا کہ پچھلے سال آپؐ نے جو فرمایا تھا کہ تمہارا قافلہ ظہری نماز پڑھ کر چلے گا میں نے اس پر یقین نہیں کیا تھا مگر جو لفظ آپؐ کی زبان سے نکلے تھے وہ حرفِ بحرف سچے نکلے۔ اس پر آفتاب صاحب بڑے ہنسنے کے میری بات پر یقین نہیں کیا تھا میں نے کہا اس وقت تو یقین نہیں کیا آج یقین کر لیتا ہوں۔ چنانچہ قافلہ رات وہاں ٹھہرا ہوا اور میں حضرت آفتاب صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا۔ حضرت آفتاب صاحب اس وقت بعیدِ حیات تھے اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں ہر سال حاضر ہوتا رہا۔ مجھے چلنے کے وقت آفتاب صاحب فرماتے کہ تو آئندہ سال بھی آئے گا میں نے کہا نہ تو میرے پاس جسمانی طاقت ہے نہ مالی طاقت ہے کیسے آسکوں گا فرمایا ضرور آئے گا ان کے فرمائے کے مطابق دوسرے سال رب مجھے لے جا آ رہا۔ وہاں حاضری کا شرف نصیب ہوا تو رہا۔

(۱۹) حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب کے دادا پیر صاحب بارہہ شریف پ۔ بی میں تشریف فرماتے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت بارہہ برس گزر گئے میری بیوی کو کم ہوئے اس کا کوئی پ۔ نشان نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ درویشوں کے پاس جائے تو خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے تو خالی ہاتھ کیوں آیا ہے۔ آپؐ نے اس کو اپنی چادر مبارک دی اور ایک آنہ کے پیسے دیئے۔ فرمایا جاؤ ایک آنہ کے پھول آؤ۔ وہ باغ سے پھول خرید کر واپس آ رہا تھا۔ اس باغ کے اندر ایک حوض تھا۔ دیکھا تو اس حوض کے کنارے اس شخص کی عورت نکلی مادرِ زاد بیٹھی ہے۔ یہ وہی چادر جو حضرت

وہ خوب ہی یا رب عدوئی انار جا ٹھہرے۔“ دشنام رسول یہ شعر بھی یاد کر لیں۔

سکہ نام محمد نہ مٹا پڑ نہ مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

شفاعت کے مسئلے کا اس زمانے میں انکار کیا جاتا ہے دیکھو قرآن شریف پ ۵۸ میں نبی اسرائیل رکوع۔

ومن الذين فقهوا بمناظراتك موسى ان يمشك ريك مقاماً محموداً۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کو اٹھ کر یا رسول اللہ آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں جو آپ پر فرض کی گئی ہے خدائے تعالیٰ آپ کو مقام محمود نصیب فرمادیں۔ یہ دشنام رسول انکار کریں اور یہ کہیں کہ وہ شفاعت نہیں کریں گے۔

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ ترے اونٹ غلام کی

آپ کا مقام محمود وہی مقام ہے جس پر آپ تشریف فرما ہو کر شفاعت کریں گے خدائے تعالیٰ دوسری پارہ کے آخر میں فرماتے ہیں اَوْحِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فَاَمْلُ عِلْسًا جَاهِلًا مِنَ السَّامِ اَوْ تَتَابِعْ اِلَـلِـم۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں یاد کرو یا رسول جب کافروں نے یہ دعا مانگی تھی کہ یا اللہ پاک ہم پر پتھر برسا یا کوئی سخت عذاب بھیج دے۔ پندرہ دن گزر گئے کوئی عذاب نازل نہیں ہوا کافرتے مضحکوں کرتے کہ آپ سچے ہوتے تو ہم پر پتھر کیوں نہ برساتے جاتے۔ آپ نے سناؤ دھاری بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ کیا میں ترا محبوب نہیں پھر کیا وجہ کہ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی میں نے تو بد دعا نہیں کی تھی۔ پندرہ دن گزر گئے ان پر پتھر نہیں برساتے گئے اب وہ غصے مضحکوں کرتے ہیں اسی وقت جزائیل آئے اور ہمارا یہ ارشاد آپ کو پہنچایا و ما کان اللہ لیتدبم دانت نیتیم ہم ہرگز ان کو عذاب نہیں کریں گے کیونکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں آپ کو ہم نے فرمایا و ما ارسنک الا رحمة لعلین رحمتہ لعلین کے ہوتے ہوئے کیسے عذاب کریں گے خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کافریں اگر عذاب سے بچے ہوئے ہیں تو یا رسول اللہ آپ کے طفیل سے۔ ورنہ ان کو پتھر برسا کر برباد کر دیتے۔ دنیا سے ان کا نام مٹا دیے۔ آپ کی موجودگی میں کافروں پر عذاب نہیں کرتے تو آپ کے غلاموں پر کیوں کریں گے۔

اگر درخاند کس است یک حرف لب است

(۳) پارہ ۳ رقع ۳ رکوع ۳ پہلی آیت شریف قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ خدائے تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ محبت ہے تو کیا کرو میرا اتباع کرو میرے پیچھے پیچھے چلو ہر بات میں میری نقل کرو میری تابع داری کرو گے تو نتیجہ کیا ہوگا خدائے تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنائیں گے اور پچھلے سارے گناہ بخش دیں گے رب کی ذات غفور رحیم ہے۔

جب صرف آپ کی تابع داری کرنے سے خدائے تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ فرمائیں گے اشفع یعنی شفاعت کرو شفع یعنی شفاعت قبول کی جائے گی۔

میرے گاؤں کے پاس ایک دشمن رسول آیا۔ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد منبر پر چڑھ گیا اور یہ نفل کہہ کر لوگ کہتے ہیں قیامت کے دن حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت کریں گے۔ جب وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکتے تو دوسروں کی کیسے کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ اور بکرا رہا۔ جو نبی وہ اپنی کبوتر اس ختم کر چکا تو اس جگہ چودہری فقیر محمد صاحب (خدائے تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت نصیب کرے) بیٹھے ہوئے تھے۔ عالم تو نہ تھے مگر درویشوں کے محبت یافتہ تھے۔ نماز کے بعد چودہری صاحب نے لوگوں کو کہا کہ بیٹھے رہو اس مولوی سے پوچھا کہ یہ حافظ قرآن جو ہیں ان کا کچھ درجہ ہے یا مرتبہ یا ان کو کوئی ثواب ہے یا نہیں؟ تو وہ مولوی کہنے لگا کہ حافظوں کا بڑا درجہ ہے حافظ وہ ہو گا جس کے سینہ میں کل پاک ہو گا اس کو دروز کی آگ نہیں چلائے گی۔ قرآن شریف حفظ نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت کا دست مبارک اس کے سینہ پر نہ پھرے۔ پھر کہا کہ قیامت کے دن بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ تنہوں پر بیٹھے ہوں گے زمین پر نہیں بلکہ ہوا پر ان کے تخت اڑتے ہوں گے ان تنہوں پر جو بیٹھے ہوں گے ان کے سروں پر تاج ہوں گے ان کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں فرشتے جواب دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بیٹوں نے دنیا میں قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ تب چودہری صاحب نے کہا کہ ان کے ماں باپ کو یہ درجہ ان کے اپنے عملوں کے طفیل ملے گا یا بیٹوں کے طفیل۔ تو مولوی کی زبان سے نفل گیا بیٹوں کے طفیل۔ اتنا سن کر چودہری صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب ایک حافظ قرآن کے طفیل تو ان کے والدین کو یہ درجہ ملیں گے جو آپ نے بیان کئے جو لولاک کے مالک ہیں ان کو کسے درجہ ملیں گے ان کی کیا شان ہوگی۔ مولوی کا تو منہ کالا ہو گیا۔ مولوی نے سر نیچے ڈال لیا۔ چودہری نے کہا کہ بے دین تو ہمارا دین چھیننے کے لئے آیا ہے۔ ہم دوسرا آدمی ہیں تو ایمان کا ڈاکو ہے۔ اسی وقت نفل چلا۔ وہ (۳۰) من چاول بستی کے جو ہر سال مولوی کو داکر اتحادہ بھی بند کر دیا

یہ درجے اور مرتبے تو بغیر شفاعت کے ہیں۔ جب آپ شفاعت کریں گے تو کیا ہوگا دیکھو قرآن شریف سورہ النساء پارہ ۵ رکوع ۸۹ وما ارسلک من رسل الا بالحق باذن اللہ ولواہم اذنبوا انفسہم جاؤں گے مستحقو اللہ واستغفرہم المرسل ووجد اللہ ذرا رجیم۔ شفاعت کا ثبوت جتنا اس آیت شریف سے ثابت ہے اتنا کسی سے بھی نہیں۔ خدا نے تعالیٰ فرماتے ہیں کسی رسول کو ہم نے نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس رسول کی فرماں برداری کرائی جائے اور اگر انہوں نے گناہ کئے ہیں تو وہ آپ کے پاس آجائیں (مدینہ منورہ میں) اور ہماری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور حضرت بھی ان کی سفارش کریں کہ یا اللہ پاک یہ میرا غلام ہے انہوں نے رب کی ذات کو پایا۔

سب کچھ ملا جو بل مٹی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خوشی و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا تار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

اس دربار کی حاضری سے جنسی بعتی بن جاتے ہیں رب کی ذات کو پایا ہے ہیں سارا قرآن شریف پڑھو کسی جگہ خدا نے تعالیٰ نے نہیں فرمایا یہ کام کریں تو رب کی ذات کو پائیں گے مگر اس آیت شریف میں فرمایا کہ جو آپ کے پاس مدینہ شریف میں جا کر حاضر ہو گیا اور بخش ماگی اور آپ نے اس کی سفارش کی تو اس نے رب کی ذات کو پایا باقی رہے تو بار بھیا۔ یہ وصف ہے رب کی ذات کو پایا تو کس حالت میں۔ تو یہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا۔ اور جس نے رب کی ذات کو پایا اس کے لئے باقی ہی کیا رہا۔

(۵) ولا یستغنی عنہ الشافعون (سورہ مدثر) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ لوگ شفاعت رسول کریم کے منکر ہیں۔ جب کہ اس آیت شریف سے نہ صرف حضرت کا شفاعت کرنا ثابت ہے بلکہ شافعیں جمع کا سینہ ہے۔ اس میں دوسرے شفاعت کرنے والے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سوائے اور بہت سارے شفاعت کریں گے۔ دیکھو حدیث شریف۔ تمام مومن اپنے مختلفین اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔

(۶) اللذین یحبون العرش ومن حولہ یحبون محمد ویریدون الذین آمنوا۔ خدا نے تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فرشتے جنہوں نے عرش طے کو اٹھایا ہوا ہے اور جو اس کے گرد گرد ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ایک تو رب کی حمد شیع پڑھتے ہیں۔ دوسرے جو ایماندار ہیں جو پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گناہ ہم کریں اور دعائے مغفرت ہمارے لئے فرشتے مانگیں۔ یہاں سمجھنے کی بات ہے کہ فرشتے کن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں مومنوں کے لئے نہ کہ موحدون کے لئے ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے جو پڑھیں گے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کے لئے فرشتے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ آپ کے نام کا کلمہ شریف پڑھنے والوں کے لئے خود بخود فرشتے دعائے مغفرت کر رہے ہیں اور فرشتوں کی دعا دہ نہیں جاتی ضرور قبول ہوتی ہے۔ جب فرشتے خدا نے تعالیٰ کے قربان کے مطابق مومنوں کے لئے دعا کر رہے ہیں تو آپ کے شفاعت کرنے پر ان کے غلاموں کی مغفرت خدا نے تعالیٰ کیا نہ فرمائیں گے۔ اگر درخاندن کس امت ایک حرف بس امت

(بہ) ساری دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کسی حاکم کے پاس وہی شخص کر سکتا ہے جس کا اس حاکم کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ دوسرے اس حاکم کے دل میں سفارش کرنے والے کی کوئی وقت و عزت ہو تو وہ اس کی بات پر عمل کر کے سفارش قبول کرے گا۔ اگر کوئی غیر یا نا آشنا کسی مجرم کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کرنا تو ایک طرف رہا۔ حاکم اس کی بات کو سنا تک بھی نہیں۔ سفارش کرنے والا بھی اسی وقت سفارش کرتا ہے جب اس کو یقین ہو جائے کہ میری سفارش منظور ہوگی۔ اگر سفارش کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ حاکم میری بات سنے گا بھی نہیں تو وہ سفارش کیوں کرے گا یہی سبب ہیں۔

من الذی یستغنی عنہ الا انفسہ۔ کے۔ خدا نے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک ہماری اجازت نہ ہو گی کوئی شخص ہمارے پاس کسی کی سفارش یا شفاعت کر نہیں سکتا۔ خدا نے تعالیٰ کی جناب میں اس کی اذن کے بغیر کوئی کسی شخص کی سفارش یا شفاعت نہیں کر سکتا خدا نے تعالیٰ شفاعت کرنے کی اس کو اجازت دیں گے جس کی سفارش یا شفاعت آپ کو منظور ہو۔ اگر منظور نہ کرنی ہو تو اجازت ہی کیوں دیں گے۔ ایک حدیث شریف بھی مجھے یاد آگئی۔ قیامت کے دن ساری مخلوق اکٹھی ہو کر حضرت آدمؑ کی خدمت میں جائے گی کہ آپ ہمارے باپ ہیں بارگاہ الہی میں ہماری سفارش کرو۔ حضرت آدمؑ فرمائیں گے کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس درخت کا دانہ نہ کھانا میں نے غلطی سے کھالیا تھا اس لئے میں معذور ہوں تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ مخلوق پھر حضرت نوحؑ کی خدمت میں جائے گی پھر حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائے گی تو سارے پیغمبر صلوات اللہ علیہم جنہیں کہیں گے کہ تم اگر اپنی سفارش چاہتے ہو تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو شفیع عام ہیں ان کے پاس جا کر عرض کرو کہ آج سب کی سفارش کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ ہی

ہیں۔ جب ساری مخلوق حضرت کی جناب میں حاضر ہوگی آپ ان سب کی سفارش فرمادیں گے۔

(۸) یوسف یحییٰ ربک خدایتی۔ خدائے تعالیٰ فرمائے ہیں سورہ النبی میں کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو مغرب اتنا عطا فرمائیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں اتنی رحمت اتنا فضل کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے آپ کی رضا کو منظور ہے جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تو فرمایا کہ مجھے راضی کر لیں گے فرمایا واللہ لا ارضی ولکان واحدا من استی فی النار قسم کما کر فرمایا قسم ہے اللہ کی میں کبھی راضی ہونے کا نہیں اگر میرا غلام ایک بھی دوزخ میں در جائے۔ میرا بیوا اور پھر دوزخ میں جائے جب خدائے تعالیٰ نے بغیر آپ کی شفاعت سفارش کے یہ فرمایا ہے کہ یا رسول اللہ ہم آپ کو راضی کر لیں گے اور آپ قسم کما کر فرما رہے ہیں کہ آپ کو راضی کرنا ہمارا کام ہے تو شفاعت اب کدھر رہی رضا مقدم رکھی گئی ہے تو اس کے سامنے شفاعت کوئی چیز نہیں۔

اتجھ ان کے ہیں تو اے کیف برے کس کے ہیں

اپنی امت ہے محمد کو پیاری ساری

(۹) عزیزم شیخ غلام علی تشبندی گورداسپوری کا شعر ہے کہ

بھلے برے سبھی جاتے ہیں رحم تو دیکھو

نکلنے نہیں بدکو بھی وہ مینہ سے

(۱۰) صحیح بخاری کی حدیث شریف ہے ہم ترزقون و ہم تمردون۔ آپ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر وہ اللہ کے مقبول و برگزیدہ نیک بندے ہیں جن کے فضیل سے تم کو رزق دیا جاتا ہے۔ جن کے فضیل تم زندگی بسر کر رہے ہو۔ جن کی برکت سے تمہارے لئے بارش ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف کے کیا معنی۔ آپ فرماتے ہیں اگر وہ نیک بندے نہ ہوں تو نہ تم زندہ رہ سکو۔ نہ تم کو رزق مل سکے۔ نہ تم بود باش کر سکو۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ جو لوگ بندگانِ خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ فضیل ہیں۔ محنت مزدوری کمانی دوسرے لوگ کریں اور پیران بیٹھے بٹھائے کھا لیتے ہیں معترضین کا اعتراض بالکل غلط ہے اور لچر ہے۔ پیران عقلم لوگوں کے فضیل نہیں۔ بلکہ باقی ساری مخلوق پیران عقلم کے فضیل کما رہی ہیں۔ ان ہی کے فضیل سے بارشیں ہوتی ہیں۔ ان ہی کے فضیل سے رزق دیا جا رہا ہے۔ ان ہی کے فضیل سے رزق دیا جا رہا ہے۔ ان ہی کے فضیل سے یہ زندہ رہتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف و کان اللہ یعزہم و انت نعم خدائے تعالیٰ

فرماتے ہیں اگر کافر بنے ہوئے ہیں تو آپ کے فضیل ورنہ ہم ان کو چاہ کر دیتے۔

(۱) حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ کن کی؟ اپنے غلاموں کی جو مکر شفاعت یا حضور کی اہانت کرنے والے یا کشران کرنے والے ہوں۔ ان کی شفاعت نہ فرمائیں گے۔

ان کے پیش تو کفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آمردہ شوی ورنہ سخن بیا راست

فی الواقع حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ دشمنوں کی۔

تعظیم اہل بیت

(۱) واللہ ین انماوا تبعتم ذر۔ قسم یا ایہا النعماء ذر۔ قسم ولا تتسم من علم من شی ع۔

پ ۳۷۳ طور

رکوع۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی تابع داری کی۔ ان کے باپ و دادا کے قدم پر قدم چلتے رہے۔ اپنے آباؤ اجداد کا اتباع کرتے رہے۔ یعنی باپ و دادا اگر اولاد فیشن تھے تو یہ بھی اولاد فیشن رہے۔ اپنے باپ و دادا کے پرانے رسم و رواج کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنا جدی رد و جو اسلام ہے اس کو نہیں چھوڑا تو قیامت کے دن ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے یعنی جس درجہ میں ان کے آباؤ اجداد ہوں گے اس درجہ میں ان کی اولاد بھی ہوگی۔ وہا ملینا والا ابلاغ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ جس درجہ میں قیامت کے دن حضرت تشریف فرما ہوں گے اسی درجہ میں آپ کی اولاد بھی ہوگی۔

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ ترے اولیٰ غلام کی

(۲) لقیی اولے بالمومنین من انفسہم۔ قرآن شریف پ ۳۱ سورہ احزاب کا پہلا رکوع۔ جو مومن ہیں وہ اپنی جانوں سے بھی اولیٰ حضرت کی ذات پاک کو سمجھتے ہیں۔ اس آیت شریف کے فرمان کا مطابق جب تک مومن حضرت کی ذات پاک کو اپنی جان سے عزیز نہ سمجھے گا وہ مومن کھلانے کا مستحق نہیں۔

بجز حب محمد کامل ایمان ہو نہیں سکتا
خدا کا چاہنے والا مسلمان ہو نہیں سکتا

پ ۲۴- سورہ مومن رکوع (۱) خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے عرشِ مطہ کو اٹھایا ہوا ہے اور جو اس کے گردا گرد ہیں وہ کیا کرتے ہیں ایک تو رب کی تسبیح پڑھتے ہیں دوسرے مومنوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ پاک ان کے گناہ معاف کر دے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کے طفیل عرشِ مطہ کے فرشتے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ان کے غلاموں کو معاف کر دے بخش دے۔ ان کی خطا معاف کر دے۔ چنانچہ اسی آیت شریف کے ترجمہ میں مولوی محمد قاسم صاحب "تاوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنے ایک قصیدہ میں ایک شعر لکھا ہے۔

تیرے طفیل سے اتنی تو ہو مٹی خفیف
بشرِ منہ کرنے اور ملائک استغفار

دوسرا شعر

کرم کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
اب س دوسرے شعر کے مولوی محمد قاسم کے لکھنے پر غیر اللہ سے دعا مانگتے پر جو چاہو فتویٰ لگاؤ
تہمارا نام ہے شعر کا تائید کا کام۔
(۸) حضرت کی ذاتِ پاک کے طفیل سے کافروں کو نجات مل رہی ہے تو کیا ان کی اولاد کی بخشش نہ ہوگی۔

آج کل غلطِ العام مشہور ہے کہ قیامت کے دن ہماری نجات عملوں پر ہوگی کسی وسیلہ یا ذریعہ یا کسی کے طفیل سے نہیں ہوگی۔ یہ بالکل غلط ہے اور یا رسول کوئی اولاد کی ہوتی بات ہے دیکھو قرآن شریف خدائے تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ اَنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاْمَطَرٌ عَلَيَّا حِجَابٌ مِنَ السَّمَاءِ وَآتَيْنَاكَ ابْنِ اٰلِیْمٍ پ ۹
سورہ الانفال خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یاد کرو یا رسول اللہ جب کافروں نے ہم سے سوال کیا تھا اور یہ بات کسی تھی کہ یا اللہ پاک کہ اگر تیرا کلام یا پاک یا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حج تیری طرف سے ہیں تو ہم مان لیں گے بشرطِ یہ کہ ہم پر پتھروں کا سینہ برساتی بجائے پانی کے قطروں کے ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسایا کوئی اور سخت عذاب بھیج دے تو پھر ہم مان لیں گے اس کے بغیر ہم نہیں مانتے۔

(۳) قرآن شریف خلاصہ انصاب بنہیم لیم الفیہ سورہ مومن کا آخری رکوع۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں قیامت کے دن ہمارے نسب کا لحاظ نہیں کیا جائے گا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے۔ کس نسل سے ہے۔ اس کی تفسیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل سبب و نسب یتفتح الا بجدی ونبی قیامت کے دن ہر رشتہ نامہ نسب قطع ہو جائیں گے۔ فرمایا مگر میرے رشتہ نامہ اور میرے نسب کا لحاظ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بھی کرے گا۔ اس حدیث شریف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اور آپ کے رشتہ نامہ والوں کی قدر و منزلت ثابت ہو گئی۔ جس جس شخص پر آپ کا نام پاک آجائے گا اس نام کے طفیل یا برکت سے اس کو خدائے تعالیٰ بخش دیں گے اور جس نام میں آپ کا نام پاک آجائے گا اس کو خدائے تعالیٰ بخش دیں گے تو کیا آپ کے نسب یا رشتہ نامہ والے کو نہ بخشیں گے؟ اگر درخانہ کس است یک حرف بس است اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ سید آل رسول کو اگرچہ وہ گناہ گار بھی ہو اور اس کے عمل قابلِ بخشش نہ ہوں تو اس سید آل رسول کی پھر بھی بخشش ہو جائے گی آپ کی ذاتِ پاک کے نسب کے طفیل سے۔

پ ۳۰- سورہ النہل والنہم خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت صالح کی اونٹنی کو ان کی قوم نے مار ڈالا۔ ان کے مارنے پر خدائے تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ دیکھو آیت شریف جندہم علیہم ربہم بذلہم نہوہا ولا یخاف عقبہا صرف اونٹنی کے قتل کرنے پر اس قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ اس کا نام و نشان نہیں چھوڑا جو سید الانبیاء سید المرسلین کی اولاد کو قتل کرے گا یا ان سے بے ادبی یا گستاخی کرے گا تو سمجھ رکھیں ان کا کیا مشر ہو بلکہ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ظالم اگر اونٹنی کے بچے کو رہنے دیتے تو پھر بھی عذاب سے محفوظ رہتے جو قاتلان حضرت حسینؑ کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ اس آیت شریف کو بھی پڑھیں۔

(۵) سلام علیٰ الیاسین قرآن شریف پ ۲۳- سورہ (صفت) رکوع۔ (۴) بعضے مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ آل آل کا مخفف ہے الیاسین کا مطلب آل یاسین ہے۔ مطلب یہ کہ خدائے تعالیٰ آپ کی آل پر سلام بھیجتا ہے یا سین حضرت کا خطاب ہے جس کو خدائے تعالیٰ فرمادیں اس کے درجہ یا مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے اس سے بڑھ کر سیدوں کا درجہ کیا ہو گا کہ خدائے تعالیٰ ان کو سلام بھیجتا ہے۔

(۶) تِلْكَ مَا مَسَّكَ عَلَیْہِ اِجْرُ الْاَلَامُودَہِ فی القرآن پ ۲۵- سورہ شوریٰ رکوع ۳۔ یا رسول اللہ کہدوس میں تم سے اجرت نہیں مانگتا ہاں ایک اجرت مانگتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھو
(۷) دیکھو قرآن شریف الذین یحملون الحشر ومن حولہم لیجعلن ربہم ولیتفقدن للذین آمنوا

اپنے محبوب کی محبت حضرت مکی ذات پاک کی محبت سے زیادہ رکھتا ہے حالانکہ آپ نے فرمایا ہے کہ
والناس اجمعین یجتنبون الخلوقات دنیا میں ان سب سے بڑھ کر میری ذات کے ساتھ محبت رہے تو وہ
مومن کامل کمالے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

(۱۳) حدیث صحیح بخاری میں اہل بیت گنیمتہ فزع من دیکھا نبیا ومن تخلص عنہا فزع اولہا
میری اہل بیت کا حال ایسا ہے جیسا حضرت نور کی شہنشاہی جو اس میں سوار ہو گیا وہ بیچے رہا جو بیچے رہا
گیا وہ فرق ہو گیا یا ہلاک ہو گیا۔

(۱۴) الخلفاء والنجین یثاب اہل الخیۃ۔ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ قیامت کے
دن جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے جب وہ سارے جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے تو کیا ان کی اولاد
سردار نہ ہوگی۔ حریفین شریف کا بیٹا حریف بنے شریف ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں جس درجہ
میں حضرت قیامت کے دن تشریف فرما ہوں گے اسی درجہ میں آپ کی اولاد یعنی سیدوں کو بھی رکھا
جائے گا۔ یعنی جس اعلیٰ مقام جنت میں آپ ہوں گے آپ کی اولاد بھی اسی درجہ میں ہوگی۔

(۱۵) جو لوگ غیر قوم ہو کر سید زادی کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں وہ اپنے آپ کو کس طرح مسلمان
کہہ سکتے ہیں اور ہر نماز میں اللہ صلی علی محمد و آل محمد پڑھتے ہیں اگر یہ نہ پڑھیں تو نماز ہی
نہیں ہوتی اور رات کو سید زادیوں پر سواری کرتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور اہانت ہے اولیٰ
گستاخی اہل بیت کی ہو سکتی ہے حالانکہ ساری فقہ کی کتابوں میں کھلم کھلا سید زادی کا نکاح غیر سید
سے بالکل ناجائز ہے۔ اہل فتویٰ کے نزدیک بھی یہ نکاح ناجائز ہے الاصل یہ بعضہم کعبہ بعض۔
عرب ہی عربوں کے کفو ہو سکتے ہیں، جمعی عرب کا کفو نہیں ہو سکتا۔ فتوے کے اعتبار سے ثابت ہوا کہ
سید زادی کا نکاح کسی دوسری قوم کے ساتھ جائز نہیں ہو سکتا۔

(۱۶) حضرت امام شافعیؒ پڑھا رہے تھے۔ سامنے ایک کونٹے کے اوپر بچہ کھیل رہے تھے۔ آپ کبھی
بچے جیتے تھے کبھی اٹھتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ایک صاحب زادے
سید ان میں کھیل رہے ہیں جب وہ میرے سامنے آجائے ہیں تو میں تعظیم لئے کھڑا ہو جاؤں گا۔
(۱۷) امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

لوکان رفض حب ال محمد
فی شہد القتلا انی را فضا

اگر اہل بیت کی محبت رفض ہے تو جن اور انس سارے گواہ رہیں گے میں پکارا فاض ہوں۔ جو

اس آیت شریف کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ کافروں کو یہ بد دعا مانگے ہوئے چندہ دن گزر
گئے کوئی عذاب نہ آیا۔ کافروں نے خوش ہوئے غصے مٹھیاں کرتے اور یہ کہتے تھے کہ اگر آپ صلی
اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہوتے تو ہمارے اوپر پتھر نہ برستے۔ جب آپ کو ان کا غصہ کرنا مسخری کرنا
اور خوشیاں کرنے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ اے مولا کے کیا میں محبوب
نہیں ہوں۔ تیرا رسول نہیں ہوں۔ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی تھی میں نے تو ان کے حق
میں بد دعا نہیں کی تھی چندہ دن گزر گئے ان کے حق میں کوئی عذاب نہیں نازل ہوا۔ نہ ان کے اوپر
پتھر برسا اب وہ مسخریاں کرتے اور غصے کرتے ہیں۔ تو اسی وقت جبریل تشریف لائے اور یہ آیت
شریف نازل ہوئی واکان اللہ یعدم و انت نعم پ۔ سورہ انفال رکوع (۴) خدائے تعالیٰ کبھی
عذاب نہیں کریں گے ان کو حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کی موجودگی میں عذاب دیا
ارسلنا الا حصۃ للعالمین پ۔ سورہ انبیاء آخری رکوع رحمت اللعالمین کے ہوتے ہوئے عذاب
کیسے بھیج دیں گے اجتماع خدین تو محال ہے۔ عذاب تو اس جگہ پر ہو گا جس جگہ رحمت نہ ہوگی اور
جس جگہ رحمت ہوگی وہاں عذاب نہ ہو گا اس آیت شریف سے کیا ثابت ہوا کافر بھی بچے ہوئے ہیں
تو رحمت للعالمین کے طفیل یا برکت سے بچے ہوئے ہیں جب ان کی برکت سے خدائے تعالیٰ کافروں
کو عذاب نہیں کرتا ہے تو ان کی اولاد پر کیسے عذاب کرے گا۔

(۹) انہا یسید اللہ لیلہ بھ عتکم الرحمن اہل ایست یظہرکم تعلیمہا۔ پ۔ س۔ رکوع
اہل بیت کے گناہ فرشتے لکھتے ہی نہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ ان کا فضل گناہ
کی شکل میں ہوتا ہے۔ مگر فرشتے لکھتے نہیں۔

(۱۰) لا ین تارک ذلکم الثقلین (حدیث)

میں تمہارے اندر دو چیزیں بہت بھاری جتنی اور بے مثل چھوڑ چلا ہوں (۱) کلام اللہ (۲) اپنے اہل
بیت۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوط کر کے پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ لن تضلوا ابداً۔ ہرگز
میرے پیچھے گمراہ نہ ہو گے۔

(۱۱) دیکھو صحیح بخاری کی حدیث لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہمن والذوالدولہ ولذوالنفسہ والانس
ایہیں کوئی شخص تم میں سے ایمان دار ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب تک میری ذات کے
ساتھ اتنی محبت نہ کرے کہ مجھ کو پیارا سمجھے۔ اپنے اپنے باپ سے اپنے بیٹے سے اپنی جان سے
ساری دنیا کی مخلوقات سے اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اپنے کسی محبوب یا
کسی مشوق سے سب سے بڑھ کر محبت کرتا ہے تو ہم اس کو مومن کامل نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ

ذات پاک کی محبت نہیں یا وہ ان کی تعظیم نہیں کرتا۔ وہ مومن کھلانے کا مستحق نہیں۔ آپ یا آپ کی آل اطہر کی تعظیم وہ شخص کرے گا جس میں ادب و محبت ہو۔ اس ادب و محبت کا نام ایمان ہے۔ دیکھو قرآن شریف: اِنَّمَا اُولٰٓئِکَ بِمَوَٰئِیْمٍ مِّنَ النَّاسِ

(۲۳) کوئٹہ میں شیر علی نامی قاتلین فروش تھا۔ اس کی دکان پر ایک انگریز پولیس ایجنٹ آیا اور ایک قاتلین خرید لیا۔ خریدنے کے بعد شیر علی نے اس انگریز سے کہا کہ یہ قاتلین امیر دوست محمد خان والی کابل جو عبدالرحمان خان کا دادا تھا اس کے بچے بچھانے کا ہے۔ ان دنوں فرانس میں ایک نمائش تھی۔ اس انگریز نے قاتلین فرانس کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک چٹھی بھی بھیجی۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ قاتلین امیر دوست محمد خان والی کابل کے بچے بھیجا جاتا تھا۔ فرانس والوں نے اس انگریز کو لکھا کہ آپ نے امیر دوست محمد خان کا قاتلین ہماری نمائش میں بھیج کر نمائش کی اور ہماری عزت بڑھائی۔ یہ قاتلین شکر کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے اور پانچ سو روپیہ بطور انعام کے بھیجے جاتے ہیں۔ امریکہ سے کوئی سوداگر نمائش دیکھنے آیا تھا۔ اس نے پچیس ہزار کا خرید لیا۔ امریکہ میں اس سوداگر سے عجائب گھر میں رکھنے کے لئے پچاس ہزار روپیہ میں وہ قاتلین خرید لیا۔ وہ قاتلین دس روپے کا بھی نہیں تھا۔ اس پر ایک امیر کا نام آجائے سے کافروں نے پچاس ہزار کا خرید لیا۔ کسی نے تحقیق نہیں کی کہ امیر دوست محمد خان کا ہے یا نہیں۔ آج کل مسلمانوں کا یہ کام ہو گیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ یہ تمہارے حضرت کا ہے تو اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت کا ہی ہے۔ ان سے یہ پوچھو کہ تمہارا اپنے باپ کے نطفہ سے ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ پہلے تم اس کا ثبوت پیش کرو تو ہم تمہارے ثبوت پیش کریں گے۔

(۲۴) میں ایک دفعہ بمبئی میں تھا۔ حضرت مخدوم علی قلی کا وہاں مزار شریف ہے۔ مقام شریف میں ۱۱ ریح الاول کو ہر سال ایک مرتبہ حضرت کے مومنین مبارک کی وہاں زیارت کرائی جاتی ہے۔ فقیر بھی ۱۱ ریح الاول کو وہاں موجود تھا۔ نورانی سینہ نے مجھ سے پوچھا کہ اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ مومنین مبارک سچا آپ کا ہے۔ میں نے کہا کہ جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ”آپ کا مومنین مبارک“ مومنین مبارک کی نسبت آپ کی طرف کرتے ہیں پھر مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ جب مومنین مبارک کی نسبت حضرت سے ہو گئی تو یہ سمجھنا چاہئے کہ مومنین مبارک حضرت کا ہی ہے۔ پس تعظیم فرض ہو گئی۔

عاشقان راچہ کار با تحقیق
ہر کجا نام دوست قریا نیم

لوگ ہر باب میں امام شافعیؒ کے مقلد بنتے ہیں وہ ان کے اس شعر کو بھی پڑھ کر ان کے مقلد بننے کے مدعی بنیں۔ اپنی آنکھیں کھولیں اور اہل بیت کی عداوت چھوڑ کر ان کی محبت اختیار کریں۔

(۱۷) سید معلوں سے سید نہیں من جاتا بلکہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی سید ہوتا ہے۔ قطب اور غوث پر اس کی تعظیم فرض ہے۔ جو اس کی تعظیم نہ کرے وہ قطب اور غوث میں رسدہ۔

(۱۸) سیدی الحقیقت سید ہوں یا نہ ہوں ان کی تعظیم فرض ہے۔ نام آتے ہی تعظیم فرض ہو گئی۔ سید کی نسبت تحقیق کی ضرورت نہیں تحقیق کرنا اجماع کام نہیں بلکہ بے ایمانی ہے۔ تحقیق کرنے والے سے پوچھا جائے کہ اپنے باپ کا نطفہ ہونے کا اس کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کسی کے حلقہ ہرگز بدگمانی نہ کرنی چاہئے۔

(۱۹) تعظیم کے مسئلے کی نسبت جب یہ ثابت ہوا کہ جس طرح مسلمانوں پر حضرت کی تعظیم واجب فرض ہے۔ ویسے ہی آپ کے اہل بیت کی تعظیم واجب و فرض ہے اگر کوئی آپ کے اہل بیت کی تعظیم واجب نہیں کرتا وہ مومن نہیں رہ سکتا اگرچہ وہ نمازیں پڑھے۔ روزے رکھے مگر شرع میں وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔

(۲۰) غوث قطب وغیرہ سب حضرت کی آل پر درود بھیجتے ہیں۔ یہ درجہ سوائے آل محمدؐ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ اس لئے وہ واجب التعظیم ہیں۔

(۲۱) ایک مرتبہ ایک اخبار والے نے لکھا تھا کہ ساری دنیا میں (۹۰) کروڑ مسلمان ہیں۔ وہ نوے کروڑ پانچویں وقت نماز میں کیا پڑھتے ہیں اللہم صلی علیہ وسلم علی آلہ وعلیٰ آلہ سیدنا محمد۔ ایک سید زادے حیدر آباد میں سوئے ہوئے ہیں۔ نوے کروڑ مسلمان (ساری دنیا کے مسلمان) پانچویں وقت ان کے لئے دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ پاک آپ کی ذات پاک پر بھی رحمت کر۔ آپ کی آل پر بھی رحمت کر۔ کیا یہ درجہ اور مرتبہ سوائے آل رسولؐ کے کسی دوسرے شخص کو نصیب ہو سکتا ہے اگر وہ ساری دنیا کی دولت بھی خرچ کرے۔ یہ درجہ اس کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ شیعہ کا دعویٰ کرنے والے بھی ذرا اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور شیعہ اور بشر مشکم کے عقیدے سے توبہ کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہوں۔

(۲۲) حضرت کی تعظیم جس طرح اہل اسلام پر فرض ہے جو آپ کی آل کی تعظیم میں کرتا۔ وہ حضرت کی تعظیم کر ہی نہیں سکتا۔ جو لوگ حضرت کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں۔ وہ ان کی آل کی تعظیم کریں گے۔ جب کہ وہ خود آپ کی ہم مثل بنتے ہیں۔ جس شخص کے سینہ میں آپ کی

ہم تو اس نام مبارک پر قربان ہیں۔ کوئی شخص کافروں کے گھر میں پیدا ہوا۔ ساری عمر کفر کرتا رہا۔ آخر عمر میں اس نے سچے دل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا تو صرف ایک مرتبہ اس کی زبان پر آپ کا نام پاک آنے سے ساری عمر کے کفر ساری عمر کے شرک اور ساری عمر کے گناہ بخشے گئے اور محمدی کلمائے کاسمتی ہو گیا۔

(۲۵) آج کل دشمنان رسول یہ کہتے ہیں کہ محمدی کلمائے سے بھی مشرک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ ایمان کا نام شرک رکھ دیا ہے۔ کیا ان کی نسبت ان کے باپ کی طرف کرنے سے وہ مشرک نہیں بن جاتے۔ ان کا باپ بھی غیر اللہ ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت کے زمانہ تک جتنے پیغمبر گزرے سب کی کم و بیش امتیں تھیں اور ان سب کی نسبت ان کی طرف کی جاتی تھی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کی امت عیسائی کلمات تھی اور کلماتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی امت یہودی کلماتی تھی اور کلماتی ہے۔ مثلاً کلمات تمام دنیا کی مخلوقات ہم کو یعنی مسلمانوں کو محمدیؐ کے لقب سے ہی پکارتی ہیں۔ خدائی کوئی نہیں کہتا۔ حالانکہ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں خدائے تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ان کو خدائی کوئی نہیں کہتا بلکہ وہ جس نبی کی امت ہوتے ہیں اس نبی کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے اور اسی نام سے ان کو پکارتا جاتا ہے۔

نیک ہیں یا بد ہیں ہم اب تو انہی کے ہو چکے
جاؤں گے ان کے در پر جن کے کلمات ہیں ہم

ہم پیدا ہوئے محمدی۔ دنیا میں تمام عمر محمدی کلماتے رہے اور مرنے کے وقت بھی اس کے فضل و کرم سے یقین رکھتے ہیں کہ محمدی ہو کر مرے گا اور مرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی قبر میں دفن ہوں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ محمدی کلمائے سے مشرک ہو جاتے ہیں۔ مرنے کے بعد مسلمانوں کی قبروں کو کیوں پلید کرتے ہیں۔ چوڑھے چاروں کی قبروں یا عیسائیوں کی قبریں چاکیوں میں دفن نہیں ہوتے۔ انہوں نے تو یہاں تک بھی کہا ہے کہ غلام محمدؐ کلمائے اور غلام محمدؐ نام رکھنے سے کافر ہو جاتا ہے اگر وہ آپ کی غلامی سے انکار کرتے ہیں تو پھر شیطان کے غلام نہیں گے؟

(۲۶) سید کا نام آجانے سے مسلمانوں پر اس کی تعظیم واجب ہو گئی۔

فی الجملہ نئے پتے تو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ کل شد بس است

ہمارا تو اس نام کو سلام ہے۔ جس پر آپ کا نام پاک لگیا۔ ہمارے نزدیک اس کی تعظیم فرض

ہو گئی۔

عاشقان را چہ کار با حقیق
ہر کجا نام اوست قریا ہم

(۲۷) ایمان محبت کا نام ہے۔ حضرت کے ساتھ جتنی محبت ہوگی اتنا ہی ایمان کامل ہوگا۔ مسلمانوں کے پاس دولت بڑھ گئی۔ علم بڑھا گیا۔ دنیاوی عزت بڑھ گئی مگر وہ جس کے بڑھانے کا حکم تھا وہ کم ہو گئی اور کم ہوتی ہی جا رہی ہے آج کل جس زمانے کی رفتار ہے یہ گمراہ کن فرستے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے دن رات مشغول رہتے ہیں۔ پس جان لو کہ جس کے دل میں حضرت کی محبت اور آپ کی آل کی محبت ہے وہ جنتی ہے اور اگر کسی کے دل میں آنحضرتؐ اور ان کی آل کی عداوت ہے اور ان کی کسر شان یا بے ادبی کرتا ہے تو وہ یقیناً جہنمی ہے۔ جو حضرت کے غلام ہیں ہم ان کے غلام ہیں۔ جو ان کا نہیں وہ ہمارا نہیں وہ کیسا ہی قہرشی رشدار وہ ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جب ان کا حضرت کی ذات پاک سے تعلق نہ رہے تو ہمارا ان کے ساتھ کیسے تعلق رہ سکتا ہے۔

ضرورت مرشد

(۱) جو لوگ مرشد کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو حضرت کی رسالت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اگر یہی کی ضرورت نہیں تھی تو خدائے تعالیٰ کو پیغمبروں کے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی۔ کیا خدائے تعالیٰ براہ راست ہدایت نہیں کر سکتا۔

(۲) خدائے تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ ہر قوم کے لئے ہم نے ہدایت کرنے والا بھیج دیا تاکہ وہ اس کو راہ حق کی راہ نہائی کرے۔ کیا وہ خود بخود ہدایت نہیں کر سکتا تھا۔

(۳) خدائے تعالیٰ نے الحمد شریف میں اھدانا العباد المستحبین

صراط مستقیم کی ہم کو ہدایت فرما۔ جب ہدایت کو حاصل کرنا فرض ہو گیا۔ تو جس کے ذریعے ہدایت حاصل ہوگی اس کا حاصل کرنا فرض نہ ہوگا۔

مصرعہ: عظم ہدایت زبانیہ بخو۔

ہدایت توبادی کے سکھانے سے نصیب ہوگی۔ نہ کہ کتابیں پڑھنے سے

(۴) میرے استاد حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی علامہ زمان مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹوکی سے

ایک شخص مسی زہین خاں پشادری نے سوال کیا کہ کیا پیر کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہاں پیر کی ہر مسلمان کے لئے ضرورت ہے۔ زہین خان نے عرض کیا کہ حضرت کیا آپ کو بھی ضرورت ہے۔ آپ کو تو دینی دنیاوی سارے علم رب نے دیئے ہیں۔ فرمایا مجھے بھی ضرورت ہے۔ فرمایا جس کام کو ہم خود بخود نہیں کر سکتے۔ ہاں باپ استاد حضرت پیر و مرشد کے فرمانے کی برکت سے جب تک اس کام کو محبت اور شوق سے نہ کر لیں ہم کو آرام نہیں آتا۔ ان کے فرمانے کی عجب تاثیر ہوتی ہے۔ وہ بات ایک دفعہ فراموش ہیں۔ ان کے ایک دفعہ فرمانے سے ساری عمر انسان اس کام پر پابند رہتا ہے اور بیش اس پر عمل کرتا ہے۔

جو کچھ کہ ملا ملا کر م سے تیرے
جو کچھ ہوگا تیرے کر م سے ہوگا

(۵) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فقیر کے شریف میں حاضر ہوا تھا تو پہلی ملاقات میں پہلی حاضری میں میرے استاد حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحبؒ نے مجھے ایک حدیث شریف کی (حدیث مصافحہ) کی اجازت دی پانی دم کرنے کے لیے کہ مجھ کو پلایا اور کچھ میں پڑھ کر کھلائیں۔ محدثین کے نزدیک اس کو حدیث اسوہ میں کہتے ہیں۔ حدیث مصافحہ۔

من صافحنی اوصافحنی من صافحنی الی یوم القیتہ۔ دخل الجنہ۔

”آپ نے فرمایا جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا یا اس شخص کے ساتھ کیا جس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ قیامت تک وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ اس حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ فرماتے ہیں جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔ اس کو جنت نصیب ہوگی۔ جس کو میرے ساتھ مصافحہ کرنا نصیب نہ ہوا وہ اس کے ساتھ مصافحہ کرے جس نے میرے ساتھ پہلے مصافحہ کیا تھا۔ اسی طرح قیامت تک جو مصافحہ کرتے جائیں گے۔ خواہ درمیان میں کتنے ہی ہاتھ آجائیں وہ مصافحہ ان کے ساتھ نہیں بلکہ حضرت کی ذات پاک کے ساتھ ہوگا۔ وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ یعنی جس نے بلا واسطہ آپ سے مصافحہ کیا وہ بھی جنتی اور جس نے بلا واسطہ قیامت تک آپ سے مصافحہ کیا وہ بھی جنتی مثلاً حضرت کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام قاسمؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام جعفر صادقؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت باقرؓ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت ابوالحسنؓ نے تو قیامت تک جنتی ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے جائیں وہ

بھی جنت میں جائیں گے کیونکہ وہ نور محمدی مصافحہ کرنے کی برکت سے ان کے سینہ میں بھی خصل ہو کر ان کے دلوں کو بھی نور ایمان سے منور کر دے گا۔ اس کی ظاہر مثال ہمارے پاس موجود ہے کسی ہسپتال میں چلے جاؤ۔ اس میں بیماروں کو بجلی لگاتے ہیں وہاں بجلی کا آلہ موجود ہے۔ تم اس بجلی کو ہاتھ میں پکڑ لو۔ سارے جسم میں دھچکتے دھچکتے پڑنا بھی لگے گی۔ جس کے ہاتھ میں بجلی کی کڑیاں ہیں اس کے جسم میں بجلی اڑ کر رہے ہی اگر اس کے ساتھ دوسرے آدمی نے ہاتھ لگادیا دوسرے کے ساتھ تیرے اور تیرے کے ساتھ چوتھے نے اور اسی طرح اگر لاکھ آدمی بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ لگاتے جائیں سے ان سب میں وہی تاثیر بجلی کی پیدا ہوگی۔ جو لاکھوں کے قلعہ علیحدہ بجلی کے ہاتھ لگانے سے پیدا ہوتی اگر کسی کو اس کلام میں شک ہو تو فقیر اس کے دکھلانے کو تیار ہے۔ اس مادی بجلی کا جو دو چیزوں کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس خدائی بجلی نور محمدی کی بجلی کا انکار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں تاثیر نہیں۔ یعنی اس مادی بجلی کی تاثیر کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس خدائی بجلی نور محمدی کی بجلی روحانی کی تاثیر کا انکار کیا جاتا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ سراج دین ہیں۔ لاجول ولا قوہ الا باللہ۔

ایک زنجیر کا ایک ایک ٹکڑا دوسرے سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ خواہ وہ زنجیر کتنی ہی لمبی ہو۔ ایک سرے سے اس کو بلاؤ تو اس کے آخر تک جس قدر کڑیاں ہیں سب میں حرکت پیدا ہوگی۔

مسئلہ : محدثین کی اصطلاح میں جس حدیث کے راوی تھوڑے ہوں گے۔ اس حدیث کا زیادہ اعتبار کرتے ہیں مگر صوفیائے کرام کے نزدیک معاملہ بالکل برعکس ہے۔ اور جتنے ہاتھ پڑھتے جائیں گے اور جتنی دور چلے جائیں گے اس کا اعتبار زیادہ کیونکہ حشر کا اور نورانی ہاتھوں کی بجلی بھی اس میں اثر کرکے جاتی ہے۔ تو جو شخص حیران معظام کے سلسلے میں ان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر فیضان الہی یا نور محمدی یا روحانی بجلی حاصل کرتی چاہے اور اس نور محمدی سے اپنے قلب کو نورانی بنانا چاہتا ہے وہ کسی کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قلب یا روح کو روشن کر سکتا ہے۔

(۶) بیمار کو طبیب یا حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر یا حکیم آواز دیتا ہے کہ آؤ علاج کرو تو کئی اس رونا دھونے کے پاس کوئی جائے گا۔ کوئی نہیں جائے گا۔ بیمار کا فرض ہے کہ وہ طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جا کر سب زاری سے عاجزی سے ان کی خدمت میں عرض کرے بیمار کی علاج کرو۔ یہ تو ظاہری بیماریوں کا مال ہے اور روحانی بیماریوں کا مال تو اس سے کئی درجہ بڑھا ہوا ہے۔ ظاہری بیماریوں میں تو کئی کی یہی ظاہری طبیوں کے زیر علاج رہتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے ظاہری بیماریوں کے لئے لاکھوں حکیم و ڈاکٹر و یہرملک میں پیدا کر دیے ہیں۔ باطنی بیماریوں

پیدا کیں تو کیا ان کے علاج کے لئے کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہیں پیدا کیا؟ جو ظاہری جسمانی بیماریوں کا علاج کرے اس کو حکیم یا ڈاکٹر یا وید کہتے ہیں اور جو باطنی بیماری کا سامان کرے۔ اس کو مرشد ہادی یا پیر کہتے ہیں۔ جسمانی مہیوں و فیکو کی ضرورت کو مانا جاتا ہے اور باطنی مہیوں یا ڈاکٹروں کی ضرورت سے انکار کیا جاتا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بمالش نظر نہ کردو
اے خواجہ درویش و گرنہ طیب بہست

بارگاہ الہی میں پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ پہلا شریعت و دوسرا طریقت۔ دونوں برحق۔ دونوں نور علی نور۔ فرق اتنا ہے کہ شریعت کا راستہ بڑا بالبا اور دراز ہے۔ طریقت کا راستہ بڑا قریب اور نزدیک شریعت کیلئے نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ حج کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ توبہ و رسالت پر ایمان لانا۔

(۷) ایک شخص کسی شخص کے پاس گیا۔ اس نے اس کو ایک جوڑی بیلیوں کی دیدی اور زمین دیدی۔ وہ شخص اس میں سال بھر تک مل چلا تا رہا۔ محنت کرتا رہا۔ دن رات اسی فکر میں رہا۔ فصل پختہ ہو جانے پر فصل کو کٹ کر دانہ بھوسہ سے علیحدہ کیا۔ پھر دانوں کو صاف کر کے پھل لاکر اس میں آنا پیرا۔ کہیں سے تو بے کی تلاش کی۔ چونکیاں جمع کریں۔ چوہا نہ بایا۔ یہ سب محنت کر کے روٹی پکائی اور کھائی۔ یہ شریعت ہے اور جس کو کبھی پکائی روٹی دیدی گئی یہ طریقت ہے۔

(۸) ایک شخص نے کہ شریف جانے کا ارادہ کیا۔ بہنچی پہنچا۔ جا کر دیکھا تو وہاں سمندر تھا۔ اس نے تیر کر جانے کی کوشش کی۔ سمندر کے کنارہ پر ہاتھ پیر پڑا رہا تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تیرنا سیکھ رہا ہوں۔ کیوں؟ اس نے کہا کہ شریف جانا ہے۔ جب تیرنا سیکھ جاؤں گا تو یہاں سے تیر کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا تو ویانہ ہے کبھی سمندر کو بھی کسی نے تیر کر آج تک عبور کیا ہے۔ جدہ شریف یہاں سے بائیں سو میل دور ہے اتنی دور ہاتھوں سے تیر کر تو ب پہنچے گا ایک گرجھ آئے گا تجھے لقمہ کر لے گا یا ایک دریائی موج آئے گی تجھے غرق کر دے گی۔ تیرے بازوؤں میں رب نے اتنی طاقت نہیں بخشی کہ تیر کر اتنی دور جا سکے۔ زیادہ سے زیادہ تو ایک میل دو میل تیر سکتا ہے۔ دو ہزار میل تیر کر جانا محال ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے پہنچنا ضرور ہے کیا کروں۔ اس نے کہا کہ اگر پہنچنا چاہتا ہے تو کسی آگ بوٹ والے کے پاس جا۔ وہ بہنچی کی مثل کہنئی کے دفتر میں چلا گیا۔ کٹ خرید۔ آگ بوٹ میں بیٹھ گیا۔ آگ بوٹ والے نے اس کے ساتھ اور دو ہزار آدمی بٹھالے۔ انھوں دن جدہ شریف پہنچ کر اس کو کہا کہ اتر جاؤ۔ اپنے

بازوؤں سے وہاں پہنچنا شریعت ہے۔ آگ بوٹ میں بیٹھ کر سمندر عبور کر کے پہنچنا طریقت ہے۔
(۹) ایک چوہنی نے ارادہ کیا کہ میں خاندان کعبہ شریف پہنچوں۔ دو ہزار سال تک چلتی رہی۔ پھر بھی نہیں پہنچی اور نہ کبھی پہنچ سکی تھی۔ چونکہ اس کی طلب صادق تھی۔ ایک کبوتر آیا۔ دانہ کھانے کے لئے زمین پر بیٹھا۔ وہاں دو چوہنی موجود تھی۔ اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ کبوتر اڑا اڑا خود بھی خاندان کعبہ شریف پہنچا اور چوہنی کو پہنچا دیا۔ چوہنی کا اپنے قدموں سے چل کر پہنچنا تو شریعت ہے اور کبوتر کے پاؤں پر بیٹھ کر پہنچنا طریقت ہے۔

مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسد
بچہ بہائے کبوتر زود ناگاہ رسید

(۱۰) لاہور کے قلعہ میں حضرت عالمگیر بادشاہ قلعہ کی دوسری چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت لاہور کے علماء کو اپنے دربار میں بلایا ہوا تھا۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ رب کی بارگاہ میں پہنچنے کا کونسا طریقہ ہے۔ مولوی صاحبان نے گردن نیچے والی لی۔ کیا جاتے۔ اور اصرار دیکھا ایک صوفی صاحب دریائے راوی کی طرف سے آرہے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس کا جواب وہ بزرگ دیں گے۔ بادشاہ نے کند اندازوں کو حکم دیا کہ اوپر سے کند کو لٹکا کر وہ بزرگ جب قلعہ کے نزدیک پہنچیں تو اس میں بٹھا کر ان کو سمجھ لیں۔ نوکروں نے ایسا ہی کیا کہ جب قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو ان کو اٹھا کر اوپر پہنچا دیا گیا۔ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بارگاہ الہی میں پہنچنے کا یہی طریقہ ہے جس کو آپ نے استعمال کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کیسے؟ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت اگر میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تو آپ کے قلعہ کی سات ڈیوڑھیاں پہلے ان سات ڈیوڑھی والوں سے یا راند پیدا کرتا۔ ان کے ساتھ آتشانی پیدا کرتا۔ سالہا سال گزر جاتے پھر بھی باریابی نصیب ہوتی یا نہیں۔ اب آپ کا دل چاہا تو بغیر محنت کوشش کے اپنے نوکروں کو حکم دیا۔ انہوں نے نیچے سے سمجھ لیا۔ آپ کی مجلس میں بٹھا دیا۔ قلعے کے دروازہ میں داخل ہو کر ساتوں ڈیوڑھیوں کا طے کرنا۔ ہر ایک ڈیوڑھی الے کے ساتھ آتشانی پیدا کرنا اور ساتوں ڈیوڑھیوں کو اس طرح سے طے کر کے بادشاہ کے دربار میں پہنچنا شریعت ہے اور بادشاہ اگر خود سمجھنے لے کند گردوں کے ذریعے سے تو اس کا نام طریقت ہے۔

معصومہ : اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

(۱۱) لاہور۔ میں تین طالب علم بٹھو رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ استاد کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرے

ایک۔ یہ کہ اپنے مقام پر ہی رہ کر راہ ہائے کس اس راہ پر چلے جاؤ یہی سیدھا راستہ ہے۔ دوسرا یہ کہ نہ صرف راہ ہائے بلکہ منزل مقصود تک پہنچانے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ راہ بتانا بغیروں کا کام ہے۔ منزل مقصود تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہادی اور پیغمبران مہدوت اللہ علیہم السلام کی ذات بھی ہادی۔ اب نبوت ختم ہوگئی۔ اس لئے اب ہدایت کا کام پیران کبار کا ہے

(۱۵) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا للہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وحیادھا فی سبیل اللہ لعلکم تفلحون ○ ط

پارہ ۳ (۶) ریل ۲ کو روغ وسیلہ کے معنی اس آیت شریف میں پیر کے ہیں۔ حضور نے نیک عمل اور حضور نے تقویٰ کے لئے ہیں اور حضور نے قرآن شریف۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ چاروں معنی نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے کہ لفظ آمنوا میں قرآن شریف اور حضرت کی ذات پاک شامل ہے بغیر اس کے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ اتقوا میں نیک عمل شامل ہیں۔ اس وجہ سے کہ بغیر تقویٰ کے نیک عمل ہو نہیں سکتا۔ پس وسیلہ کے معنی سوائے پیر کی ذات کے اور نہیں ہو سکتے۔ وابتغوا الیہ الوسیلہ کے معنی پیر کی ذات کو تلاش کرنا ہے۔

(۱۶) یومہ لا ینبغ مال ولا ینعن الامان اللہ قلبہ وسلم (۱۷) پارہ ۳ شعرا رکوع (۵)

جتنے دل ہیں سب تیار ہیں۔ قلب تسلیم بنانے والی پیر کی ذات ہے۔

(۱۸) کلا بل ران عن قلبہم ما کافنا نیکلیون پارہ ۳۰ س الحنفیت دلوں کا نگار دور کرنے والی پیر کی ذات ہے۔

(۱۹) خدمت تو یکم تمہارے دل چھروں سے زیادہ خست ہو گئے) پارہ رکوع (۵) ایسے خست دلوں کو نرم کرنے والی پیر کی ذات ہے۔

(۲۰) دل کی تیاریاں (۳) ہیں۔ حدیث نفس۔ خطرات۔ انتقاس۔ صور محسوسات (الف) حدیث نفس شوق جلی کا قصہ۔ نماز میں انڈے بچے ٹکالنے کا۔

(ب) خطرات چار قسم کے ہیں۔ رمائی، نفسانی، شیطانی، کفانی۔

(ج) انتقاس صور محسوسات۔ کسی دیکھی ہوئی چیز کا نماز میں خیال آجانا۔ جب تک یہ تیاریاں دل میں موجود ہیں۔ نماز قبول نہیں ہوتی ان تیاریوں کا علاج کرنے والا ہی ہے۔ من رکتی رکتین وحببت لہ الجنبہ جو شخص شریع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اس کے لئے جنت لازم ہوتی۔ تہذیب الوضو کی نسبت یہ حدیث شریف ہے :

لے کما کہ پیر کی کیا ضرورت ہے۔ تیسرے نے کما کہ باپ کی کیا ضرورت ہے فی الواقع جو شخص یہ کہتا ہے کہ باپ کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو پیر کی کیا ضرورت ہے اگر باپ نہ ہو تو بیٹا کہاں سے پیدا ہوگا اگر استاد نہ ہو تو شاگرد کہاں سے پڑھے گا اگر پیر نہ ہو تو مرید کا تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کیسے ہوگا۔ جس طرح بغیر باپ کے بیٹا نہیں پیدا ہو سکتا ویسے ہی بغیر پیر کے مرید نہیں ہو سکتا۔ باپ اگر بیٹے کے جسم کی پرورش کرتا ہے تو پیر اس کی روح کی پرورش کرتا ہے۔

انہ کے پیش تو کفتم غم دل تر سیدم کہ دل آزرہ شوی ورنہ سخن بسا راست

(۱۲) دنیا میں جو شخص آیا وہ اکیلا رہ کر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کو اس زندگی بسر کرنے کے واسطے بیسیوں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً دنیا میں پیدا ہو کر کہاں کی ضرورت ہے۔ جو اس کو دودھ پلانے تاکہ وہ زندہ رہے۔ ایک دن ماں اگر دودھ نہ پلانے تو بچہ زندہ نہ رہے۔ پھر جب اس کو دانت نکلے وہ تین سال کا ہوا تو اس کو کمانے پینے کی ضرورت ہوئی۔ یہ بچہ خود غلہ دانہ پیدا نہیں کر سکتا۔ نہ روٹی پکا سکتا۔ ہر ایک چیز کے مہیا کرنے کے واسطے اس کو دوسرے انسان کی ضرورت ہوگی۔ اس کے بعد کپڑا پہننے کی ضرورت ہوگی۔ توجا ہے کی ضرورت ہوگی۔ پھر درزی کی ضرورت ہوگی۔ حجام کی ضرورت ہوگی۔ باورچی کی ضرورت ہوگی۔ بجلی کی ضرورت ہوگی۔ علم پڑھنا چاہئے تو استاد کی ضرورت ہوگی۔ ان ساری ضرورتوں کو تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ اگر ضرورت نہیں تو پیر کی ضرورت نہیں۔

(۱۳) ہدایت کے حکم کے افسر اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خلافت کے حکم کا افسر اعلیٰ شیطان ہے۔ ہدایت حاصل کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔ امداد اسراط المستقیم جس کے ذریعے ہدایت ملے گی اس کا حاصل کرنا بدرجہ اول فرض ہے۔ وہی پیر ہے۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہے۔ جتنے پیغمبر مگر سب ہادی تھے۔ ایک لہجہ الی الصراط المستقیم "البتہ آپ ہدایت کرتے ہیں سیدھے راستے کی طرف" اگر یہ کہا جائے کہ بغیر ہدایت نہیں گزرتے اور دلیل میں ایک لہجہ الی الصراط المستقیم (ہدایت) نہیں کر سکتے اس کو جس کے ساتھ محبت کرتے ہیں الامین قویہ درست نہ ہوگا۔ اس وجہ سے کہ پیغمبر ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ وہ ہدایت کو میں گئے ان کا کام ہدایت کرنے کا ہے۔ البتہ ہدایت سے مستطیع کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مغربین نے ہادی کے معنی راہ بتانے والے کے لئے دیے ہیں۔ راہ بتانا دو قسم کا ہے

(۲۱) حوالہ الہی بحث فی الامین رسولاً منهم صلوا علیہم آیاتہ وریکیم وعلیہم الکتاب والحقۃ پ ۲۸
س۔ جہد رکوع (۱) ہم نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا تاکہ ہماری آیات پڑھ کر سناے اور
معنی سمجھاے اور دلوں کو پاک کرے۔ پڑھ کر سنا سکا۔ معنی سمجھا۔ ظاہری علماء کا کام ہے۔
دلوں کو پاک کرنے اور حکمت بتانے کا کام پیران عظام کا جس کا اپنا دل پاک نہیں وہ دوسروں کے
دلوں کو کیا پاک کر سکتا ہے۔

(۲۱) پیر کی توجہ روحانی بجلی ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہے عنایات حق و خاصان حق
مگر ملک بادشہ ہست ورق

(۲۲) ان الدین بیاہیک الملبا عون اللہ بیلانہ فحق ایدہم پارہ ۲۶ سورہ فتح پہلا رکوع بیعت کس کو
کیتے ہیں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے معاہدہ کو بیعت کہتے ہیں۔ مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے بجلی کا
اثر نمودار ہو جاتا ہے۔

(۲۳) حضرت انس بن مالک دس برس آپ کی خدمت میں رہے۔ اس دس برس میں آپ پر کسی
ایک دفعہ بھی حضور ناراض نہیں ہوئے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ آپ کے پاس ممان آگئے۔ دسرخوان
منگوا یا وہ میلا تھا۔ تور میں ڈلوا یا۔ پھر نکلا یا۔ وہ صاف اچلا تھا۔ آگ کی خاصیت کپڑے کو جلانے کی
ہے۔ نہ کہ صاف کرنے کی۔ ممان نے جیران ہو کر دریافت کیا۔ دسرخوان سے حضور نے
ہاتھ صاف کیا تھا۔ اس کی تاثیر سے اس کپڑے کو آگ نے نہیں جلا یا۔ جس کپڑے کو حضرت کا ہاتھ
لگ جائے اس کو آگ نہیں جلا سکتی تو قسم انسان سے حضور کا ہاتھ لگ جائے اس کو آگ کیسے جلا
سکتی۔ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ آخری پیر میں بھی وہی تاثیر ہوگی جو حضرت کی ہے۔

(۲۴) حضرت سے بیعت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بلا واسطہ۔ یہ صورت صحابہ کرام کے نصیب
میں تھی کہ حضور کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے تھے۔ دوسرے بلا واسطہ۔ یہ صورت ہم لوگوں
کے لئے ہے کہ سلسلہ بہ سلسلہ ہمارے ہاتھ حضور تک پہنچتے ہیں۔

(۲۵) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

(۱۱) پارہ ۳۔ س۔ توبہ رکوع ۱۵

اس کا مطلب یہ ہے کہ ساتھ رہنا صدیقین کے۔ یہ دو قسم کا ہے۔

(۱) بدل کے ساتھ یہ ناممکن ہے (۲) دل کے ساتھ رہنا۔ اس کا نام تصور۔ رابطہ۔ بیعت ہے۔

پر عقیدہ لوگ اس کو ترک کیتے ہیں۔

حضرت یوسف کے حال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لولا ہرہان ربی ۱۲ پارہ ۴۰ ربع۔ برہان رب کیا
ہے۔ حضرت یعقوب کا درمیان میں آتا۔ وہ یہ کہ مانی زینحانہ جحرہ میں یوسف کو بلا یا۔ دروازہ بند کیا اس وقت حضرت
یعقوب سامنے آگئے اور فرمایا کہ بیٹا بغیر یہ کام نہیں کرتے۔ اس پر حضرت یوسف دوڑے اور کمرہ سے بھاگ نکلے
آگے جو کچھ ہوا وہ عام ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ تصویر یہ تھا کہ حضرت یعقوب سامنے آگئے۔

(۲۶) پارہ پہلا ربع ۳۔ رکوع الا من تائب و آمن و عمل عملاً صالحاً واولئک یشہد
اللہ سفیانہم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیماً۔ جو لوگ توبہ کریں ایمان لائیں نیکی کریں ہم ان
کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کرتے ہیں۔ جس پیر کے پاس جانے سے گناہ نیکی سے بدل جاتے ہیں۔ یعنی نیکی کی
توفیق اور ایمان پیر کے پاس جانے سے ملتا ہے۔

(۲۷) مرید ہونے سے اور پیر کے پاس جانے سے جاں کنی قبر، بلی صراط، قیامت کے عذاب سے بچ جائے
گا (دیکھو توبہ محمدی حافظ محمد صاحب)

(۲۸) پیر اور مرید کا رشتہ قدیم کا ہے اور ازل میں جن رجوں کی ملاقات ہوئی۔ دنیا میں بھی ملاقات و محبت
ہوئی۔ من یشہد اللہ فیہو المسند ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا ہرشدنا۔ (پ ۵۵
کف)۔ رکوع ۴۔

(۲۹) رشتہ ناتانہ دو قسم کے ہیں (۱) رحم کے ناتے۔ یہ مرنے کے بعد نوٹ جائیں گے (۲) روٹ کے ناتے یعنی پیر
مرید کا ناتہ یہ روز ازل سے قیامت تک باقی رہے گا۔

(۳۰) بے پردوں کو خجانت نہیں جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان مشہور بات ہے۔

(۳۱) کوئی بھی انبیاء کا ورثہ نہیں پاسکتا۔ جب تک کہ وہ مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے۔

(۳۲) محبت رسول پیر انہیں ہو سکتی جب تک پیر کے ساتھ محبت نہ ہو

پیشا عشق پیر ہے اور بعدہ عشق رسول ﷺ بعدہ ہے عشق حق اس قاعدہ کو تو نہ بھول۔

(۳۳) ایمان محبت رسول کا نام ہے۔ اگر ایمان حاصل کرنا ہے تو کسی محبت رکھنے والے سے محبت رکھو۔ یہ محبت رکھنے

والے ہی پیر ہوتے ہیں۔

(۳۴) اگر اللہ سے محبت رکھنا ہو تو حضرت کی ذات پاک سے محبت رکھو۔

حدیث شریف من ابھی نقدا حب اللہ

قرآن شریف فاتحہ نبی حکیم اللہ پ ۲۰ اہل عمران رکوع ۳
(۳۵) مائی صاحبہ روٹی پکا رہی تھیں۔ حضرت نے بھی دو روٹیاں لگا تھیں مگر وہ نہ کھیں۔ مائی صاحبہ کی روٹی پکی۔ پیڑوں کا ہاتھ جس کو لگ جائے وہ قیامت تک نہ جلے گا۔ ع

اے دل ترسندہ ازناو عذاب
باچتاں دست و دہاں کن اقتراب
چوں جما دے رانہیں تشریف وار
جان عاشق راجا خواہد کشاد
(۳۶) بردر میرے برو ہر صبح و شام
اترا حاصل شود مقصد تمام

مردوں کو ایصال ثواب

(۱) کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد مردے کو ثواب نہیں پہنچتا۔ حال یہ ہے کہ روح نہیں مرنی۔ جب روح نہیں مرنی تو اس کو ثواب کیوں نہیں پہنچتا۔

(۲) دیکھو پارہ ۲۸ پہلا ریل ۴ رکوع قرآن شریف۔

ربنا اغفر لنا ولإخوتنا الذين سبقونا بالاعمال

(پ) ربنا اغفر لنا ولإخوتنا الذين سبقونا بالاعمال پ ۱۳ سورہ ابرار۔

اگر زندوں کا پڑھا ہوا مردوں کو نہیں پہنچتا تو یہ دعائیں اللہ تعالیٰ نے کیوں سکھائی ہیں۔

(۳) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد مردے کو ثواب نہیں پہنچتا۔ تو وہ مردے کی جنازے کی نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ زندہ کی ہی پڑھ لیا کریں۔

(۴) مدینہ منورہ میں ایک صحابی تھے۔ حضرت سعد نام تھا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کی کہ میری ماں مر گئی ہے۔ کوئی کام بتائیے کہ اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ فرمایا کنواں بنواؤ

یہ نیت کر کے کہ اس کا ثواب تیری ماں کو پہنچتا رہے اگر مردے کو ثواب نہیں پہنچتا تو آپ نے سعد کو

کیوں ایسا حکم دیا۔

(۵) سیالکوٹ میں ایک شخص تھا۔ اس کی ماں مر گئی۔ جس کا یہ اعتقاد تھا کہ مردے کو ثواب نہیں

پہنچتا۔ ایک مسلمان اس کے گھر گیا اور کہا کہ تاجا ہے کہ تمہاری والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں۔ مبرکہ ان کے واسطے دعائے مغفرت کرو۔ اس جانے والے نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی شروع کی اور الحمد شریف پڑھنا شروع کیا۔ جس کی ماں مر گئی تھی اس نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔ مردے کے لئے دعا مانگنا بدعت ہے۔ اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا۔ اس نے دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ اس نے بھی اس کی بات سن کر ہاتھ نیچے کر لئے اور اس کی ماں کو گالیاں دینی شروع کیں۔ دو عین گالیاں ٹکائیں وہ کہنے لگا کہ خردار زبان سنبھال کر بول۔ میری ماں کو گالی کیوں نکالتا ہے۔ تب اس شخص نے کہا کہ تیری ماں کو گالی تو پہنچ گئی قبر میں مگر قرآن شریف کا ثواب نہیں پہنچتا

(۵) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا۔ شاید کہیں وہ قرآن شریف بھی پڑھ لیتے۔ تو ان کو اس مسئلے کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ خدا نے تعالیٰ نے بارہا قرآن شریف میں دعا سکھائی کہ تم اپنے مردہ بھائیوں کے لئے، ماں باپ کے لئے، مومنوں کے لئے دعا کیا کرو کہ یا اللہ پاک ان کو بخش دے اگر زندوں کی دعائیں مومنوں کے لئے مفید نہیں تھیں تو یہ دعائیں ہم کو کیوں سکھائیں۔ دیکھو قرآن شریف پارہ ۲۸ پہلا ریل ۴ رکوع ربنا اغفر لنا ولإخوتنا الذين سبقونا بالاعمال اس سے ثابت ہوا کہ مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔

(۶) ایک شخص مر گیا اس پر حج فرض تھا۔ وہ ادا نہیں کر سکا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث ایک شخص کو اس کی آمد و رفت کا خرچ کرایہ دے کر کہہ شریف بھیجیں۔ یہی شخص میقات میں پہنچ کر اس مردہ کی طرف سے احرام باندھ کر اس کی طرف سے حج بدل ادا کرے تو اس مردہ کے زمرے سے وہ فرض ساقط ہو گیا۔ حضرت ملا علی قاری نے ایک حدیث لکھی ہے۔

حدیث شریف یہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم صاحب زادہ حضور نے انتقال فرمایا۔ تو ان کی وفات کے بعد ایک صحابی مجبوریں لے آئے۔ دوسرے کھیر دودھ کی لائے۔ دونوں چیزوں کو سامنے رکھ کر آنحضرت نے قرآن شریف پڑھ کر صاحب زادہ صاحب کی روح مبارک کو بخشا۔ جب آنحضرت نے کھانا سامنے رکھ کر بذات خود مردے کے لئے ایصال ثواب کیا ہے۔ تو تکبرین کو گرجاں میں منہ ڈال کر تادم ہونا چاہئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر کے آئندہ کسی مسلمان کو ایصال ثواب سے امید ہے کہ منع نہ کریں۔

ع بر رسولائ بلایا بشدوئس

(۷) للیت کالخلق

میت کی مثال ایسی ہے جیسی ڈوبنے والے کی۔ ایک شخص پانی میں ڈوب

ہا ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کے واسطے کوئی سارا ڈھونڈتا ہے کہ میرے ہاتھ میں گھاس پھوس آجائے۔ تو میں اس کے سارے بیج جاؤں۔ اسی طرح مردہ بھی سارا ڈھونڈتا ہے کہ میرا وارث یا کوئی عزیز و اقارب مرنے کے بعد میری مدد کرے۔ تاکہ میں بھی اس کے سارے سے عذاب سے بچ جاؤں۔ مثلاً اس کا کوئی عزیز اس کے لئے دعائے مغفرت کرے یا اس کی روح کو پڑھ کر بخشے یا کسی مسکین کو ۷۵۰ کھار اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچائے یا مردہ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نقد جمل کپڑے نہ لاند وغیرہ خرچ کرے تو ان سب چیزوں کا ثواب اس مردے کو پہنچتا ہے۔

دیکھو حدیث شریف۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس میت کے واسطے اس کے مرنے کے بعد درود شریف یا پچتر ہزار مرتبہ لکھ شریف پڑھ کر اس کی روح کو اس کا ثواب بخش دے تو اس مردے کے سارے گناہ خدائے تعالیٰ معاف کر دے گا اگر مردہ کو ثواب نہیں پہنچتا تو یہ حدیث کیوں فرمائی۔

روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ قبرستان شریف لے گئے اور ایک مرتبہ الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اس کا ثواب اس مقبرے کے مردوں کو بخشا۔ آٹھ دن کے بعد پھر اس قبرستان میں آپؐ اپنے تو اس کا ثواب اس قبرستان کے مردے آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔

(۸) حضرت کاجنت البقیع میں تشریف لے جا کر دعائے مغفرت فرماتا تھا۔ شوں سے ثابت ہے اور آپؐ کا اپنے چچا حضرت امیر حمزہؓ کے مزار شریف پر ۶ میل کا سفر کر کے جانا اور دعائے مغفرت کرنا۔ مزار شریف کی زیارت کرنا۔ حد۔ شوں سے ثابت ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے سے آدمی قبر پرست ہو جاتا ہے۔ وہ ذرا اس حدیث شریف کو غور سے پڑھ لیں کیا حضرت بھی قبر پرست تھے۔

(۹) حضرت رسول پاکؐ جمعرات اور پیر کو قبر کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔

(۱۰) ایک دفعہ رسول اکرمؐ نے جنت البقیع میں دو قبروں پر کھجور کی ڈالیاں لگائیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ایک قبر والا چیشاب سے پاک نہیں رہتا تھا۔ دوسری قبر والا چنل خوری کیا کرتا تھا۔ اس لئے ان پر عذاب ہو رہا تھا۔ تخفیف۔ عذاب کے لئے کھجور کی ڈالی لگادی جب تک یہ ہری رہے گی عذاب میں تخفیف رہے گی۔ پس قبروں پر سبزی لگانا یا پھول ڈالنا عذاب کی تخفیف کے لئے جائز ہے۔

(۱۱) قبروں کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔ اس سے موت کی یاد آجاتی ہے۔

(۱۲) جو لوگ بزرگوں کی زیارتوں کو جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے ساتھ محبت و اخلاص کا برتاؤ کرتے ہیں ان کے اعمال صالحہ ان بزرگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور وہ اس سے کمال شادمان و خوش ہوتے ہیں۔

(۱۳) اہل قبور کے لئے مغفرت کی دعا مانگی جاتی ہے۔ تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے قبروں کی زیارت کو جاکر اسلام علیکم یا اهل القبور رضی اللہ عنہم لانا سلف و نحن لکم تبع و اننا اللہ لہیم لا نحزن○ کہنے کا حکم ہے۔

(۱۴) اہل قبور آپس میں ملنے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کے عزیز و قریب ملنے ملتے والوں کا حال دریافت کرتے ہیں۔

مرنے کے بعد قبر بنانا

(۱) مرنے کے بعد قبر بنانا جائز ہے۔ دیکھو قرآن شریف۔

اھکم انکاح شحنتہم لعلکم فی مقابرکم بھی ذکر موجود ہے زیارت کا لفظ بھی موجود ہے اگر قبر کا نام و نشان نہ ہو گا تو زیارت کس کی کریں گے۔ اس آیت شریف سے قبروں کا بنانا اور قبروں کی زیارت کرنا دونوں جائز ہے۔

(۲) دلائل میں احد منهم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ۔ ۷۷ پارہ ۳ رطل ۳ کوغ۔

فرمایا خدائے تعالیٰ نے کہ کافروں میں سے کوئی شخص مرجائے تو یا رسول اللہ اس کی جنازہ کی نماز نہ پڑھنا اور کافر کی قبر پر جاکر کھڑے نہ ہونا۔ اس آیت شریف سے خدائے تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کی جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کی قبروں پر ایصال ثواب کے لئے جاکر کھڑے ہونا قبروں کی زیارت کرنا ثابت ہو آ ہے اور قبروں کا بنانا بھی ثابت ہو گیا اگر قبر کا نام و نشان نہ ہو گا تو کس پر جاکر کھڑے ہوں گے اور کس پر فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچاؤں گے۔

(۳) جو لوگ قبر گنبد بنانے کا انکار کرتے ہیں کاش وہ بھی حدیث شریف بھی پڑھ لیتے ان کو یہ ثابت ہو جا کہ حضرتؐ نے جب دینائے ثانی سے رحلت فرمائی تو آپؐ کو آسمان کے نیچے دفن کیا گیا۔ یا اس جہو شریف میں جس میں آپؐ تشریف فرما تھے خواہ وہ کسی شکل میں بنا ہو تھا اور اب تک اسی جہو میں تشریف فرما ہیں اور قیامت کے دن اسی میں سے تشریف فرما ہوں گے اسی جہو کی زیارت کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو نازل ہوتے ہیں۔ دیکھو حدیث شریف۔ اس

شریف ختم کرتا ہوں پھر فرمایا کہ میں سال سے مکہ شریف میں کبھی جوتا نہیں پہنا۔ کبھی سواری پر سوار نہیں ہوا۔ باوجود یہ کہ اتنی سال سے زیادہ عمر تھی بہت ضعیف ہو گئے تھے پھر بھی حج کرتے۔ گویا یادہ تشریف لے جایا کرتے۔

ماں باپ کی اطاعت

جو شخص وضو کر کے ماں باپ کی زیارت کرے ایک مرتبہ اس کے گناہ اگرچہ جسم کے بالوں کے برابر بھی ہو بخشنے جاویں گے۔ جسم پر تین کروڑ پچاس لاکھ مال ہوتے ہیں اور اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اگر میں دوسری مرتبہ ماں کا چہرہ دیکھ لوں تو کیا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر اتنی ہی نیکیاں ملیں گی پھر عرض کیا کہ تیسری مرتبہ دیکھ لوں تو کیا ہوگا فرمایا کہ پھر اتنی ہی نیکیاں ملیں گی پھر عرض کی کہ چوتھی دفعہ دیکھ لوں تو کیا ہوگا ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کچھ کی نہیں ہے اس کے خزانوں سے جتنی دفعہ ماں کے چہرہ کو دیکھو گے اتنی دفعہ نیکیاں حاصل ہوتی رہیں گی۔

(۲) قرآن شریف میں ہے اِنَّ الشُّكْلَىٰ وَلِلّٰهِ ۚ ۲۱ سورہ لقمان۔ شکر کرو تم میرا اور اپنے والدین کا۔

(۳) ماں باپ زندہ ہوں تو ان کی قدم بوسی کرنی چاہئے اگر مر گئے ہوں تو ان کی قبروں کی زیارت کرنی چاہئے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قدم بوسی کرنے سے سجدہ ہو جاتا ہے وہ نادان ہیں انہوں نے سجدہ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ شریعت میں جو سجدہ ہے وہ کیسے ہوتا ہے؟ اس کے لئے شرط ہے کہ سجدہ میں آٹھ اعضا زمین پر برابر رکھیں یعنی دونوں پاؤں، دونوں زانو، دونوں ہاتھ، پیشانی، ناک، اگر ان میں سے ایک عضو بھی زمین کے ساتھ نہ لگے تو سجدہ نہیں ہوتا

یہ بھی شرط سجدہ شریعت کے لئے ہے کہ اعضا زمین سے لگیں اور اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور نیت بھی سجدہ کی ہو قدم بوسی میں بیرو البتہ زمین پر پہلے سے لگے رہتے ہیں باقی کوئی عضو زمین کے ساتھ نہیں لگتا۔ پھر سجدہ کیسے ہو گیا دیکھو مشکوٰۃ شریف کنز العمال جلد ۱۱، ہم حضرت کے ہاتھ اور بیرو دونوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ حدیث شریف (الجنة تحت اقدام ابھائکم) جنت تہماری ناؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حدیث شریف جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مہشت کی دلیز کو چوسے تو وہ

چہرہ شریف کی زمین جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس کا درجہ کل روئے زمین اور خاتمہ کعبہ شریف بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے اس مسئلے کے ثبوت میں کسی فرقے والے کا بھی انکار نہیں ہے۔ اس کو سب مانتے ہیں۔ نجدی بھی اس مسئلے کو مانتے ہیں۔

جو لوگ قبریں بنانے کا انکار کرتے ہیں ان کو معلوم رہے کہ حضرت عمر بن الخطاب جب شام میں تشریف لے گئے تو وہاں سارے پیغمبروں کے روئے مبارک موجود تھے۔ چنانچہ اب تک بھی اسی وقت کے بنے ہوئے موجود ہیں۔ خلیل الرحمان میں حضرت خلیل اللہ کا روئے مبارک اب تک زیارت گاہ مخلوق ہے۔ حضرت سلیمان کا روئے مبارک بیت المقدس میں، حضرت یحییٰ کا مدینہ میں، حضرت یوسف کا حضرت یعقوب کا مکان میں، اگر روشوں کا بنانا منع تھا تو حضرت عمرؓ نے ان کو کیوں نہ نیت و نابود کر دیا۔ کیا ان سے بڑھ کر کوئی باغیرت مسلمان تھا۔ بلکہ ایک انگریز مورخ نے جس کا نام کین ہے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے خلیفہ کو مصر میں بھیجا اس نے سوس پانچ کر آپ کی خدمت میں عرض کی۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ اس شہر میں حضرت دانیال کا روئے مبارک قدیم زمانہ کا اور بہت پرانا ہونے کے باعث قریب ہے شید ہو جائے۔ اس کے لئے کیا حکم ہوتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے اپنے خلیفہ کو لکھا کہ اس روئے مبارک کو سرکاری بیت المال سے از سر نو تعمیر کرو۔ اب مگر بن عمارت روئے اس جگہ کیا کہیں گے۔ حضرت عمرؓ کی نیت کیا فتویٰ دیں گے۔

(۷) حضرت آدم سے لے کر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ان سب پیغمبروں کی امتوں کی قبریں بنتی رہیں۔ حضرت آدم کے وقت سے خدا تعالیٰ کے حکم سے قبروں کا بننا شروع ہوا۔ چالیس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر حجت المصلیٰ میں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کی زیارت کے لئے مزار شریف پر گیا۔ گنبد مبارک کے دروازہ میں داخل ہونے لگا تو کیا دیکھا کہ اس کے اندر ایک بزرگ لیٹ کر اپنی داڑھی مبارک سے جھاڑو دے رہے ہیں۔ میں دروازہ میں کھڑا رہا وہ سارے روئے مبارک کے اندر داڑھی سے جھاڑو دے کر دروازہ میں پہنچے۔ اٹھے۔ میں دروازہ میں کھڑا تھا مجھے فرماتے لگے کہ شاہ صاحب میں نے یہ لمبی داڑھی اس لئے رکھی ہے کہ آٹھویں دن جب حاضر ہوتا ہوں تو داڑھی سے جھاڑو دیتا ہوں۔ وہ بزرگ حضرت حافظ امام الدین صاحب سیالکوٹی نقشبندی تھے۔ میں سال سے اپنا گھر بیوی بچوں کو چھوڑ کر مکہ شریف میں ہجرت کر کے تشریف فرما تھے اور مدینہ منورہ میں جا کر بھی کئی مہینے گزارتے تھے۔ کہ شریف میں فقیر کا قیام ان کے جموہ میں ہوا کرتا تھا ایک دن فرمایا کہ میں مدینہ شریف جتنی مدت ٹھہرتا ہوں۔ ہر روز ایک قرآن

اپنی ماں کے قدم چومے۔

(۳) جو شخص اس امر کا متحی ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کو راضی رکھے اگر ماں باپ ناراض ہو گئے تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ میرا رب بھی مجھ سے ناراض ہو گیا۔

(۵) ماں باپ اگر خفا ہوں تو اف بھی نہ کرو جس طرح مردہ شوال کے سامنے ہوتا ہے اسی طرح ماں باپ کے سامنے ہو۔

(۶) ماں باپ کا ہر حکم مانو بجز خلاف شرع احکام کے۔

یاد آئے گی کہ جس ان کی وفات کے بعد

(۷) ماں باپ مشرک بھی ہوں تو ان کی اطاعت کرو بشرط یہ کہ احکام شرع کے خلاف نہ ہو۔

(۸) ماں باپ کی دعا و اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے ان کی بددعا بھی ضائع نہیں جاتی۔

(۹) ماں باپ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔

(۱۰) ماں باپ کی بغیر اجازت حج بھی نہیں کر سکتے مگر جس ان کی زیارت کر لیا کرو۔

(۱۱) ماں باپ کا حق باپ سے تین درجہ زیادہ ہے۔

(۱۲) جو شخص ماں باپ کی خدمت کرے گا اس کی اولاد بھی اسکی خدمت کرے گی۔

(۱۳) ماں باپ اگر بیٹے کو عاق کر دیں تو اس کا روزہ نماز حج و کھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور مردہ ناراض اور مرد بھی ناراض۔

(۱۴) دنیا میں کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا سوائے ماں باپ کے لہذا والدین کا حق بھی اولاد کو اسی طرح ادا کرنا چاہئے۔

(۱۵) ماں باپ حقیقی رب ہیں اور اللہ تعالیٰ مجازی رب۔

(۱۶) خالق تو رب ہے مگر پیداکرنے کا ذریعہ ماں باپ ہیں۔

(۱۷) پارہ (۱۵) رکوع (۳) پہلا رخ۔

و تھے ربك الاتقيد والابا والوالدين احسانا

(۱۸) پارہ (۲۰) رکوع (۸)

و دینا الانسان بالدين احسانا

(۱۹) پارہ (۲۶) رخ اول رکوع (۲)

و دینا الانسان بالدين احسانا

(۲۰) فقیر نے اطاعت والدین کی نسبت جو دیکھا اس میں سب سے اول عرب شریف کا درجہ اور دوسرا درجہ افغانستان کا تیسرا کثیر کا باقی اللہ اکبر

(۲۱) کوئی شخص ماں باپ کا حق اطاعت ادا نہیں کر سکتا ایک شخص نے متواتر بارہ سال تک اپنی ماں کی خدمت کی وہ بیمار بھی کھاتا بھی اس کو یہ اپنے ہاتھ سے کھاتا رہا اور پیشاب پاخانہ بھی اپنے ہاتھ سے اٹھاتا رہا ایک دن اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ الحمد للہ میں نے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا رات کو سو گیا خواب میں فرشتے نے اس کو کہا دلو اپنے تیرے دل میں کیا خیال پیدا ہوا اور جو تو نے کہا کہ میں نے ماں کا حق خدمت ادا کر دیا جب تو شیر خوار بچہ تھا سردی کی رات تھی ماں نے تجھ کو اپنے پہلو میں گرم بستر پر لٹایا تھم نے پیشاب کر دیا جس کی وجہ سے تمہارے سونے کی جگہ گیلی ہو گئی تھی ان نے تم کو اپنی گرم جگہ پر لٹایا اور گیلی جگہ میں خود لٹ گئی تیرا بارہ برس کا حق خدمت ماں کے اس ایک دفعہ کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا جس طرح بندہ رب کا حق ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہے اسی طرح اولاد بھی ماں باپ کا حق ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

(۲۳) حق میں ہم بچپن میں بے تکلفی کے ساتھ ماں باپ کے ہاتھوں میں پرورش پاتے ہیں۔ ان کا رب یا ان کی تعظیم ہم کو کون سکھاتا ہے۔ ماں باپ نے تو سکھانا ہی نہیں تھا۔ سب سے پہلے ادب سکھانے والا استاد ہے۔ استاد کے بعد حضرت پیر و مرشد۔ جب بچہ ان دونوں کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ تو تعظیم کا سبق کس سے پڑے۔ شامت اعمال سے ہم ایسے زمانے میں پیدا کئے گئے ہیں کہ اس میں حقوق والدین سے بالکل نااہلیت ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے پنجاب میں لندن سے پاس کر کے ایک ولایت کا باشندہ انگریز واپسی پر مقرر ہو کر آیا۔ وہ باپ کا کلوٹا بیٹا تھا۔ باپ بہت روپیہ خرچ کر کے بیٹے کو دیکھنے ولایت سے پنجاب آیا بیٹے سے ملا۔ کہ ایک محض بھی نہیں گزرا تھا کہ بیٹے نے کہا اے باپ میری کوٹھی میں تیرے رہنے کے لئے کمرہ خالی نہیں ہے۔ تو ہوٹل میں چلا جا۔ باپ کو اس کے کہنے سے کتنا صدمہ ہوا ہو گا۔ وہ دس ہزار میل کا سفر طے کر کے تکلیف برداشت کر کے روپیہ خرچ کر کے بیٹے سے ملنے آیا تو بیٹا کہتا ہے کہ میری کوٹھی میں تیرے لئے کمرہ خالی نہیں ہے۔ تو ہوٹل میں جا کر ٹھہر۔ یہ ہے موجودہ زمانے کی تعلیم کا اثر۔

اللهم ینامن هذه الامسا

ہماری شامت اعمال سے ہندوستان میں بھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس نے یہ بانگ دہل پکارنا شروع کر دیا ہے کہ ماں باپ کی تعظیم یا قدم بوسی کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔

اللهم احفظنا من کل بلاء الدنیا و الدنیا و الاخر

(۲۶) کروڑ روپیہ خرچ کر گھر میں مل سکتی۔ عورت بہت مل جاتی ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ زندہ ہیں۔
(۲۷) سیالکوٹ کے ایک بزرگ تھے اقبال کے استاد۔ سو برس سے زیادہ عمر تھی۔ ایک میل کے قریب ان کے ماں باپ کی قبر تھی۔ ہر روز ان کی زیارت کرتے۔ ماں باپ کی قبر کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔

(۲۸) آج کل قبر فاتحہ پڑھنے والے کو قبر پرست کہتے ہیں۔ پیر کے پاس جا کر بیٹھنے والے کو پیر پرست اپنی نسبت زن پرست نہیں کہتے۔
(۲۹) مدینہ منورہ میں کوئی شخص فوت ہو گیا۔ آپ قبرستان شریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک بوڑھی عورت آئی اور کہنے لگی کہ یہ قبر والا میرا نافرمان لڑکا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو اس کی خطا صاف کر دے۔ کہا حضرت یہ مجھے تکلیف دیتا تھا۔ پھر فرمایا کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے تیری مرتبہ فرمایا پھر حضرت نے اس بوڑھی عورت کے دل کی معاف کر دے۔ پھر وہی کہا۔ پھر تیری مرتبہ فرمایا پھر حضرت نے اس بوڑھی عورت کے دل کی طرف خیال کیا۔ اس نے اپنے لڑکے کے عذاب کو دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میں نے اس کو معاف کر دیا۔ رب نے عذاب دور کیا۔ خدا نے تعالیٰ ہر شخص کو ماں باپ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کسی چیز پر غیر اللہ کا نام

سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی

(۱) کہا جاتا ہے کہ کسی چیز پر اللہ کے بغیر کسی کا نام آجائے۔ تو وہ حرام ہو جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ کسی دوسرے کا نام آجائے تو شرک ہو جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ حیدر آباد میں تھا۔ تاکہ ایک شخص نے حضرت امام حسینؑ کی فاتحہ کر کے بریانی پکا کر لوگوں کو کھلائی اور پڑوسی کے مکان میں بھی کچھ کھانا تنہا بھیج دیا۔ پڑوسی مرد اس وقت گھر میں موجود نہ تھا اس کی عورت جسی کھانا لے لی۔ جب مرد واپس گھر آیا تو مرد نے یہ سننے ہی اس کھانے کو (جو عمدہ قسم کی بریانی تھی) اپنے گھر کے باہر رمودی غلاظت کی بہتی تھی اس میں لے جا کر پھینک دیا۔ نہ صرف پھینک دیا بلکہ جو تے اس کو روند ڈالا اور کہا کہ اس پر غیر اللہ کا نام آیا ہے اس لئے یہ کھانا تو خنزیر سے بھی

اللہ تعالیٰ ان کی مصاحبت سے ہم کو محفوظ رکھے آمین۔

(۳) ایسے بھی لوگ ہیں جو قرآن شریف کا ادب و تعظیم نہیں کرتے۔ قرآن شریف کو پشت کے پیچھے رکھتے ہیں بلکہ قرآن شریف نیچے رکھ کر خود اپر بیٹھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی شان میں قرآن شریف میں آیا ہے فہنذہ درواطلوہم جو لوگ قرآن شریف کا ادب و تعظیم نہیں کرتے وہ ماں باپ کا تعظیم و ادب کیا کریں گے۔

(۴) درحقیقت ہم نے ماں باپ کی قدر ہی نہیں پہچانی کہ وہ کیا تھے۔ اس قصہ سے اس مسئلے کی حقیقت کھل جائے گی۔ جو مولانا روم نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ زمینداروں کا قاعدہ ہے کہ رات کو وہ اپنے بیلوں کو کھیت میں چھوڑتے ہیں پچھلی رات کو جا کر مل جوتے ہیں۔ ایک زمیندار اپنے قاعدے کے مطابق اپنے دو بیلوں کو لے جا کر کھیت میں باندھ کر واپس آیا۔ رات اندھیری تھی۔ اس کے واپس آنے کے بعد ایک شیر کھیت میں آیا اور ایک تیل کو کھالیا اور دست ہو کر پیٹھ رہا پچھلی رات اندھیرے میں زمیندار جب کھیت پر گیا اور ایک تیل کے کندھے پر جو رکھا تو وہ کھڑا ہو گیا۔ دوسرا کھڑا نہیں ہوا تھا۔ زمیندار نے اس کو غلطی سے تیل سمجھ کر دو تین ڈنڈے زور سے مارے ڈنڈے مارنا ہی تھا کہ شیر اتنی زور سے گرچا کہ زمیندار ہبوش ہو کر گر پڑا اور شیر جنگل میں چلا گیا۔ جب زمیندار کو ہوش آیا تو وہ بڑا پیچھا کیا اور کہنے لگا کہ میں شیر کو تیل سمجھ کر ڈنڈے مار رہا ہوں اگر مجھ کو معلوم ہو تا کہ وہ شیر ہے تو میں اس کے نزدیک ہی کیوں جاتا۔ اس واقعہ سے ساری حقیقت واضح ہو گئی کہ ہمارے ماں باپ درحقیقت شیر تھے اور ہم اس زمیندار کی طرح ان کو غلطی سے تیل سمجھ کر ڈنڈے مارتے رہے۔ ہم نے ان کی قدر نہ پہچانی کہ وہ کیا تھے۔

حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ جنت میں میرا ساتھی کون ہو گا ارشاد باری ہوا کہ فلاں شرمیں جو چار سو میل کے فاصلہ پر ہے جاؤ۔ اس کا پتہ بتادیا۔ وہاں جا کر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ شخص قصاب ہے۔ تفصیل حالات کے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں نے اپنے بیٹے کی خدمت گزاری سے خوش ہو کر یہ دعا کی ہے کہ اللہ پاک میرے بیٹے کو حضرت موسیٰؑ کی رفاقت نصیب فرما۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کی ماں کو بشارت دی کہ تیری دعا مستجاب ہوئی اور مجھے اس کی زیارت کا حکم ہوا۔

(۲۵) جو شخص یہ کہتا ہے کہ ماں کی قدم بوسی سے یا اس کے سامنے جھکتے سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھنا چاہئے کہ عورت کے پاس جانے کے وقت وہ جھکتا ہے یا کھڑا رہتا ہے اگر جھکتا ہے تو کیا یہ شرک نہیں ہوتا۔

تاکہ گھوڑے پاکی تا سکھ پھڑکا چھان
یا سکھ ہری بھت میں یا سکھ سستان

دل کو آرام اس وقت مل سکا ہے یا تو خود ذکر کرے یا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں جا کر بیٹھے۔
مثلاً ایک ٹانہیا دھوپ میں جا رہا ہو۔ سخت گرمی کی حالت میں ایک درخت آئے اور ٹانہیا اس کے
نیچے بیٹھ جائے مگر اس ٹانہیا سے کوئی یہ نہ کہے کہ درخت ہے تو بھی اس کو معلوم ہو جائے گا کہ دھوپ
کے مقابلہ میں اب آرام ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے اسی طرح دل کو چین اسی وقت آئے گا جب
اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے یا خود ذکر کرے۔ ذکر کرنے والوں کے دل میں اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا
والوں سے استغناء پیدا کرتا ہے۔

(۲) حضرت عائشہؓ نے اپنے تمام صوبیداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے علاقوں میں کوئی کامل
بزرگ ہو تو اس کی بادشاہ کو خبر پانچاؤ۔ دریاے گنگا کے کنارے ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ یوپی
کے صوبیدار نے بادشاہ کو اطلاع دی۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے وزیر سعد اللہ خان کو ساتھ لیا (جس
نے پنجاب میں سنگ لڑخان کی مسجد بنوائی ہے جو آج تک اس کی یادگار ہے) اور اس بزرگ کے
پاس جانے کے لئے نکلے۔ جب قریب بزرگ کے پہنچے۔ بزرگ نے دور سے دیکھا کہ کوئی آ رہا
ہیں۔ بیٹھے تھے تو لیٹ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بزرگ کے پاس جا کر کھڑے رہے۔ وزیر نے کہا کہ
بادشاہ سلامت تعریف لائے۔ آپ نے سلام تک نہ کیا۔ بزرگ فرمائے گئے تو آدمی تو سمجھدار
معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ بات تو نے سمجھ کی نہیں کی۔ باہر سے آئے والے پر فرض ہے کہ وہ سلام
کرے نہ کہ لینے ہوئے پر سلام کرنا فرض ہے۔ سلام کرنا تم پر فرض تھا کہ تم باہر سے آئے تھے۔
غلطی تمہاری۔ اس کا ذمہ میرے اوپر لگتا ہے۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ فی الواقع غلطی ہوئی۔
معافی مانگ۔

آپ لینے ہوئے تھے۔ وزیر نے کہا کہ ناگھیں کب سے لمبی کی ہیں فرمایا کہ جب سے ہاتھ کھینچ
لئے۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا پھر معافی مانگ۔ جب یہ آ رہے تھے تو بزرگ کے پاس کتا تھا۔ وہ ان کو
بھونکنے لگا۔ بزرگ نے کہا بھونکتا کیوں ہے۔ تیرے ہم جنس آئے ہیں۔ وزیر نے عرض کی کہ
حضرت ہم آپ کی زیارت کو آئے۔ آپ نے ہم کو کتے سے تشبیہ دی۔ بزرگ نے فرمایا کہ تو اپنے
مالک کا کتا فرماں بردار نہیں۔ جتنا یہ کتا فرماں بردار ہے۔ یہ کتا ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ بھوکا
ہو یا پیاسا۔ جو حکم اس کو کرتا ہوں وہ من و عن مانا ہے۔ تم تو اس طرح اپنے مالک کا حکم نہیں مانتے

کا جرم ہو گا کوئی داند نہ نکالیں پیدا فرمایا گیا۔ اس سے ہم کو سبق لینا مقصود ہے کہ پردہ ہونا چاہئے۔
وہ لوگ دیوث ہیں جو اپنی عورتوں جو ان بیٹیوں کو پردہ میں نہیں رکھتے۔ دیوث کی نسبت حضرتؐ
نے فرمایا کہ اس کو جنت کی بو بھی نہیں آئے گی۔

ذکر

ایک شخص نے یہ کہش کی کہ اس کے دل کو چین و آرام نصیب ہو۔ اس نے دیکھا کہ ایک
شخص گھوڑے پر سوار جا رہا ہے۔ اس نے خیال کیا کہ گھوڑے پر سوار ہونے سے میرے دل کو
آرام ملے گا۔ پس گھوڑا خرید لیا۔ پہلے تو صرف اس کو اپنی جان کی فکر تھی۔ اب گھوڑے کی جان کی۔
اس کے ہاتھ سے اس کے داند چارہ کا۔ یہ فکر بھی دامن گیر ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں سمجھا تھا
کہ گھوڑا خرید ا تھا آرام لے گا۔ مگر اس میں اور زیادہ فکر پیدا ہو گیا۔ ایک شخص پاکی میں جا رہا تھا
اس شخص نے دیکھ کر پاکی خرید لی پہلے تو اس کو صرف اپنا فکر تھا پاکی اٹھانے والے آٹھ آدمیوں
کا ان کے کھانے پینے کا رہائش کا فکر بھی دامن گیر ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے پاکی اس واسطے
خرید لی تھی کہ دل کو آرام ملے گا۔ مگر میں اور زیادہ فکر میں مبتلا ہوا۔ پھر اس نے سوچا بادشاہی تخت
پر بیٹھنے سے شاید دل کو آرام ملے گا۔ جس طرح ہوسکا کہش کر کے بادشاہ کے تخت پر بیٹھا۔ ساری
رعیت کے جتنے غم تھے سب اسیے بادشاہ کی جان پر آگئے۔ آخر کو وہ ناامید ہو گیا۔ اور کہہ اٹھا کہ دنیا
بے آرا می ہے چینی۔ پریشانی اور آلام کا گھر ہے۔

ایں کمال آمد کہ بافر زندون
از بندہ فرزندون زن فارغ بدن
دوریں دنیا کے بے غم باشد
اگر باشد بنی آدم نبا شد

آخر کو وہ شخص جو دل کے چین کا طالب تھا اور دنیا کو غموں اور نگروں کا گھر قرار دے چکا تھا اور
دنیا میں رہ کر دل کا آرام نصیب ہونے سے بالکل ناامید ہو گیا تھا۔ اپنے مقام سے نکل گیا۔ چلے چلے
ایک درویش کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ جب تک اس کی خدمت میں بیٹھا رہا اس کے دل کو آرام نہ ہا
سکھ رہا۔ اس نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ معافی مانگ لے۔ عرض کی کہ حضرت میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔ کسی کا قرض آپ کے ذمہ ہو تو فرمائیں۔ ادا کر دیا جائے گا۔ فرمایا کہ میرے ذمہ نہ کسی کا قرض ہے اور نہ مجھے کوئی ضرورت ہے۔ بادشاہ اور وزیر سلام کر کے واپس چلے گئے۔ اور اپنے صوبیدار کو خط لکھا کہ جن بزرگوں کی تم نے تعریف کی تھی۔ ہم نے ان کو اس سے زیادہ پایا۔ جو کچھ تم نے لکھا ہے یہ ہے اللہ کا ذکر کرنے والوں کا طہیتان اور استغناء از مخلوق۔

(۳) جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوں ان کے اندر سے جو دھواں نکلے گا وہ اللہ کا نور ہے۔ نور کے اندر سے نور نکلے گا۔

(۴) اگر دس ذاکر ہوں۔ ایک غافل تو۔ ذاکر غافل کو بھی نورانی کر دیں گے۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے طہیتان ملے گا۔

(۵) ذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) زبان سے (۲) دل سے

ایک وقت بھی اللہ کا لفظ زبان سے نکلا تو وہ زبان کا ذکر ہوا۔ دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ ذکر زبان کے برابر ہو گا۔ یہ دل کا ذکر ہے۔ سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں۔ دل سے یہ سب ساری رگیں گئی ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ دل سے اللہ کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ کا نام لیتی ہیں۔

(۶) جتنے ذکر ہیں سب سے اللہ کا ذکر بڑھ کر ہے۔

(۷) یا اے اللہ! الذین امنوا الذکرک اللہ ذکرا لایبطلوا۔ ذکر کثرت سے کرو۔ کثرت کی کوئی حد نہیں۔ اتنا ذکر کرو کہ لوگ جہنم دیوانہ سمجھیں۔

(۸) اللہ کا ذکر کرنے والوں کی خلقت میں یہ حال ہے کہ کپڑا پہننے کو نہیں۔ جسم کو مٹی لگی ہوئی ہے۔ لوگوں کے دروازہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ مگر اللہ کے پاس ان کا یہ حال ہے کہ ان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے۔

خاکسارانِ جہاں را
توچہ دانی کہ دریں
مقابر
گرد سوارے باشد

(۹) اللہ کا ذکر کرنے والا جس زمین پر بیٹھ جائے یا جس زمین پر گزر جائے وہ زمین فخر کرتی ہے کہ ہمارے اوپر ایک اللہ کا ذکر کرنے والا ہے۔ پس جس جگہ جگہ کیوں کا گزر ہو جائے۔ وہاں قیامت تک رحمت آتی ہے۔ خالصوں کے پاس بیٹھنے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔

(۱۰) اس شخص کا دل جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا۔ اس کی مثال زندہ و مردہ کی ہے۔ حضرت ثابت النعمان نے اپنے زیارت کرنے والے سے فرمایا کہ جس وقت میں اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہوں۔ اس وقت سارے جہان میں یہ مشہور ہوتا ہے کہ میں مر گیا۔

(۱۱) جتنی عبادتیں اور جتنے نیک کام ہیں ان سب میں بزرگ عبادت رب کی یاد ہے۔ شہادت سے بھی بڑھ کر رب کی یاد ہے۔

(۱۲) الطہیتان ظاہر اور چہرے اور الطہیتان قلب اور چہرے۔ سچے دل سے کلمہ شریف پڑھ لیا اس کو مومن کہیں گے۔ مگر دل کو آرام نصیب ہو گا اللہ کے ذکر سے۔ یوی۔ بچے۔ مال دولت۔ گھوڑا سازو سامان۔ مگر کسی میں طہیتان نہیں۔ سوائے ذکر اللہ کے (۱۳) اللہ کا طہیتان غلوب رب نے جتنی نعمتیں بخشی ہیں اپنے بندوں کو۔ ان ساری نعمتوں میں طہیتان قلب سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

(۱۴) دریا میں کشتی پانی کے اوپر رہتی ہے جتنا پانی زیادہ ہو گا اتنا ہی کشتی کو آرام ملے گا۔ اگر وہی پانی کشتی میں اگیا تو کشتی ڈوب جائے گا۔ دل کشتی ہے۔ دنیا کے زنج و غم پانی۔ سب کی کشتی ڈوبی ہوئی ہے۔ مگر اللہ کے بندوں کی کشتی یعنی ذاکروں کی کشتی تیری تہی ہوئی ہے۔ مولانا دروم فرماتے ہیں ع۔ آپ در کشتی ہلاک کشتی ست۔

لاتاقو علی ما ناکم ولا تفزعوا انکم - یہ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ع۔ اچھے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں۔

ع۔ نہ سوائے خودشان نہ پروائے کس۔

(۱۵) صوفیائے کرام نے جو مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ چوبیس ہزار دم رات دن میں آتا ہے۔ ہر دم پر ذکر کیا جائے۔ جو دم غافل سو دم کافر۔ آنکھیں۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ اپنے فرائض کے لئے۔ دل اپنے ذکر کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ پس جو کام دل کا ہے وہی اس سے لیتا چاہئے۔ اس پر کوئی خطرو یا غم غمزنہ نہ پائے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص اللہ کی یاد سے غافل ہے۔ اس کے ساتھ ہم شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف۔

ومن یبش عن ذکر الرحمن فیض لشیطانا فاعولہ توین

چوں دولت ہے یاد است بود
دیو ملعون یارو ہم راہ است بود

(۴) کل شیء مفسدان و مستادن القلب و ذکواللہ

دل کی میل کرنے کے لئے سوائے اللہ کے ذکر کے کوئی آلہ رب نے نہیں پیدا کیا۔

متفرق ارشادات

(۱) مکہ سے مدینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں ہجرت فرمائی۔ وجہ یہ ہے کہ اگر آپ مکہ شریف میں ہی تشریف رکھتے تو اسی جگہ آپ کا مزار شریف بنایا جاتا۔ تو سارے اقوام کا اعتراض ہو تاکہ مسلمان اپنے پیغمبر کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت کو مدینہ جانے کا حکم ہوا۔ تاکہ کوئی اعتراض کسی قوم کا عام نہ ہو۔

(۲) وکان اللہ لیخلفہم و انت فیہم آپ کی ذات کو ہم نے رحمت اللعالمین بنایا ہے۔ اس لئے آپ کی وجہ سے کافروں کو بھی عزرات نہیں دیا جاتا۔ دنیا میں وہ پہنچے ہوئے ہیں آپ کی ذات کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس آیت شریفہ کے یہ معنی کئے ہیں کہ جن میں آپ تشریف رکھتے ہیں۔ ان کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ یہ غلط معنی ہیں۔

(۳) جن کے دل میں نور ایمان ہے ان کی پیشانیوں سے وہ نور ظاہر ہوتا ہے۔ جن کے دل سیاہ ہیں ان کی پیشانیوں سے وہی ظاہر ہوگا۔

(۴) وضو کا پانی جس جگہ لگے گا وہ دروخ میں نہ جلے گا۔

(۵) قبلہ شریف کی تقسیم کے لئے نزدیک و دور والوں کے لئے یکساں حکم ہے۔

(۶) مسئلہ ساتے ہیں تو کتنے ہیں نا اتفاق پھیلاتے ہیں۔ حالانکہ ہم تو سب کو ایک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم کو ایمان بچانا ہو تو وہی پر اندین قائم رکھو۔ جو اپنے باپ دادا کا دین ہے۔ آج کل ایمان کے ذائقہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ان سے بچو۔ ان کی محبت میں مت جاؤ۔

طوبی کی چھاؤں تجھ کو مبارک ہو زادہ! تم کو تو اپنے سایہ دیوار سے غرض

(۷) ایک بزرگ تھے ان کے پاس پانچ سو روپیہ تھے۔ ایک دن ایک مولوی سے فرمایا کہ طلاق میں ایک حلی ہے اس کو لاؤ۔ جب حلی لائی گئی تو فرمایا۔ کہ پانچ روپیہ رکھ لو۔ باقی مدرسہ میں لے جا کر دے دو۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ آپ کو پیسہ سے بڑی محبت تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا کہ میں کل فلاں وقت مرے والا ہوں۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ محبت والی چیز کو اپنے ساتھ ہی لے جاؤں۔ یہاں نہ چھوڑوں۔ جب میں مر جاؤں تو ان پانچ روپیہ میں سے میری تجیز و تحفین کرنا۔ مولوی

صاحب ۳۵ روپیہ مدرسہ میں دے آئے۔ اور دوسرے دن جب وقت مقررہ بزرگ کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ مرده ہیں۔ حسب وصیت ان پانچ روپوں میں سے کفن و دفن کا انتظام کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو روپیہ زندگی میں دیا گیا وہ آخرت کا قوشہ ہوتا ہے۔ اور وہ ساتھ آتا ہے۔ جو روپیہ چھوڑ دیا اس کا ثواب نہیں ملتا۔ ہر چیز خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ مگر خدا کی راہ میں دینے اور خرچ کرنے سے وہ بڑھتی ہے۔ اس طرح خرچ کرنے سے اس کا ثواب بڑھتا ہے سات سو گئے تک ملتا ہے۔

(۸) ایک عیسائی پادری نے حضرت مکاتام ادب سے نہیں لیا۔ بجلی تھا اس نے اس کو کہا ادب سے نام لے۔ اس پادری نے نہ مانا۔ بجلی نے پادری کو لاٹھی سے مارا۔ وہ غرگیا۔ مقدمہ رجوع عدالت کیا گیا۔ جج نے تعفیہ کیا کہ پادری نے اشتعال دلایا۔ بجلی کا قصور نہیں۔ وہ بری کر دیا گیا۔ وہ بجلی ہی ایماں دار تھا۔ باقی سب بے ایمان۔ تو بجلی میں عمل نہ تھا۔ لیکن اس میں محبت حضرت کی تھی۔

(۹) ایک تین برس کا بچہ اگر اس کو ماں کی گالی دی جائے تو وہ غصہ میں آتا ہے اور گالی دینے والے سے لڑنے لگتا ہے۔ بلکہ اس کو مار آتا ہے۔ اس زمانہ کے مسلمان ہیں کہ ان میں اس تین برس کے بچہ کی اتنی سمجھ بھی نہیں ہے۔ ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں ہوتی ہیں۔ جو ہمارے ماں باپ سے بڑا درجہ افضل ہیں۔ مگر ہم کو کبھی اس کا خیال تک نہیں آتا۔

(۱۰) درویشوں کے پاس خال ہاتھ نہ جانا چاہئے۔

(۱۱) حکم ہے کہ قرآن شریف نیچے اور اس کے اوپر اس کی تفسیر رکھی جائے نہیں۔

(۱۲) آدمی کو چاہئے کہ خود علم دین حاصل کرے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائے۔

یہ بھی نہ ہو سکے تو علم دین حاصل کرنے والوں کی مدد کرے۔

(۱۳) کل جدیدہ لذیذ دنیا کی ہرئی چیز کو پسند کر سکتے ہو۔ لیکن دین وہی پرانہ قدیم ہی اختیار کر دو۔ جس کو تم سارے باپ دادا نے اختیار کیا تھا۔

(۱۴) جھوٹے نبی کی شناخت۔

(۱) کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوا۔ مفرد ہی رہا۔ مثلاً نوح۔ عیسیٰ۔ موسیٰ۔ جس کا نام مرکب وہ جھوٹا نبی ہے۔

(۲) کسی نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہ تھا۔ اگر کوئی دنیا کے استاد سے سبق سکھ کر پیغمبری کا دعویٰ کرتا تو وہ جھوٹا نبی ہے۔

(۳) جس پیغمبر پر وحی نازل ہوئی اس نے وحی نازل ہوتے ہی نبوت کا اعلان کر دیا۔ جو شخص پیغمبر اور پیغمبر کے بعد ارج طے کر کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۴) کسی پتھر نے عمر بھر میں جھوٹ نہیں کہا۔ جو شخص ایک دفعہ بھی جھوٹ بولے وہ جھوٹا نہیں ہے۔

(۵) معراج شریف کی صبح کو ابو جہل نے صدیق اکبرؓ سے طعن کے طور پر کہا تھا اور واقعہ معراج کی کھڈب کی حتیٰ لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تصدیق فرمائی۔ اس لئے صدیق کلمائے۔ پس جو شخص معراج شریف کی تصدیق کرے وہ صدیق اکبرؓ کے پیروں میں سے ہے اور جو کھڈب کرے وہ ابو جہل کے۔

(۲۱) آج حیران عقلم پر حملے ہوا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان نیک

(۱۷) دعا کے دوپڑ ہیں (۱) اکل حلال۔ (۲) صدق قتال جو حلال سے کما کے کھائے اور بیچ بولے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

(۱۸) یاد رکھنے کا مسئلہ۔ بل چلانا، روزہ، نماز، حج ہے۔ بیچ ڈالنا، زکوٰۃ دینا ہے۔

(۱۸) یاد رکھو کہ سو لینا حرام ہے۔ سو لینے کا سو بھی شامل ہے۔ جو نقص سو لینے ہے۔ اس کی نسبت
(۱۹) سو حرام قطعاً ہے اس میں نیکیوں کا سو بھی شامل ہے۔ سو لینے والا خدا سے جھگڑا ہے۔ جھگڑا کر کے
حکم ہوا ہے کہ اس نے ستر مرتبہ ماں کے ساتھ زنا کیا۔ سو لینے والا خدا سے جھگڑا ہے۔ جھگڑا کر کے
کوئی کیا نتیجہ حاصل کرے گا۔ سو لینے والا خدا کے سامنے ایسا کھڑا ہے گا جیسے کہ آسیب زدہ یعنی
لڑکھاتا ہوا۔ کبھی اس کو اطمینان حاصل نہ رہے گا۔

(۲۰) ایک عورت چار مردوں کو دونوں میں لے جائے گی۔ باپ بڑا بھائی شوہر۔ بڑا بیٹا۔ کہ انہوں نے اس کو مسائل شرعی نہیں کھائے۔

(۲۱) حدیث شریف کو ذمہ سے اس طرح بھاگو جس طرح تیرے۔ بدعتیہ دونوں کے ہمسایا
روحانی دونوں طرح کا نقصان ہے۔ لہذا ان کی محبت سے بچنا چاہئے۔ ورنہ ایمان سلامت رہنا
مشکل ہے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کی ذات تصور میں نہیں آسکتی۔ اگر کوئی تصور میں لائے تو کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس کی ذات پاک تصور وغیرہ سے پاک اور بالکل بری ہے۔

(۲۳) قبروں کا بیانا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ثابت ہے۔ جتنے پیغمبر مگزورے ہیں سب کی قبریں بنتی رہی ہیں۔

(۲۳) دنیا میں پیغمبر (۱۲۳۰۰۰) اور رسول (۳۱۳) (الوا العزم (۶) مطہ (۱) آئے ہیں۔

(۲۵) مدینہ شریف کی ماضی کے زمانہ میں آداب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے کہ کم از کم صورت مسلمان کا اپنا آداب ہے۔ کرزن فیشن فریج کٹ وغیرہ سے پرہیز ضروری ہے۔

۳۶) راہِ خدا میں جو کچھ دنیا ہو وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دینا چاہئے۔ مرنے کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی دے گی نہ بچہ بلکہ ہماری قبر فاتحہ پڑھنے کے لئے آنا تک مشکل ہوگا۔

انگلتا ہے اور خدائے تعالیٰ اس کا اجر تم کو سات سو تک دیتا ہے۔

(۲۸) نماز میں جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف فرض ہے اسی طرح آپ کے آل پر بھی درود پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہو سکتی۔

(۲۹) سدا کو زکوٰۃ لیٹا درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ مال اسی کا صدقہ ہے۔

(۳۰) بیش از قسمت پیش از وقت کچھ ملا نہیں۔

(۳۱) دل خدا تعالیٰ نے اپنے ذکر کے لئے پیدا کیا ہے پریشانیوں کے لئے نہیں پیدا کیا۔

(۳۲) پہلی امتوں میں جو لوگ گناہ کرتے تو ان کے چہرے مسخ ہوتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک میرے نام لیا جو ہیں ان کے چہرے نہ بدلیں گے۔

(۳۳) قیامت اس وقت آئے گی جب کہ اللہ کا کوئی بندہ اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا۔

(۳۳) زیارت اس وقت اپنے اہم ترین زمانہ میں پہنچا۔ ایک کامروڈو (۳۴) بزرگان دین کا ادب کروا کر وہ نارض ہو جائیں تو پھر کہیں بھلائی کی امید نہیں۔ ایک کامروڈو سب کامروڈو۔ ایک مرغی کسی انڈے کو گنڈا کر دے تو ہزار قابل مرغیوں کے پیچھے اس انڈے کو رکھا جائے تبھی اس میں سچہ پیدا ہو نہیں سکتا۔

(۳۵) جو شخص بندہ کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

۳۶) خدا کا کام خدا ہی کے لئے چھو۔ دنیا کے لئے بھنا ایسا ہے مگر ایسا دے کر کوڑیاں لیتا ہے۔ اور بات ہے کہ اللہ کے واسطے پڑھنے کے بعد اس کے طفیل میں اللہ تعالیٰ خود دنیا کا فائدہ بھی دے دے۔

(۳۷) جس میں غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

(۳۸) دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں میل کے فاصلے پر بھی کوئی دعوت دے اور پکا ہو اور اُن کی کھانا ہو تب بھی اس کی دعوت میں جانا چاہئے۔

(۳۹) خدائے تعالیٰ نے دو چیزیں اپنے بندوں کے لئے بنائی ہیں (۱) جنم (۲) جنت جو حضرت کے

دشمن ہیں ان کے لئے جہنم۔ جو آپ کی محبت والے ہیں ان کے لئے جنت۔ جو لوگ یہ فکر کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد جہنم میں جائیں گے یا جنت میں ان کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ حضرت کے دشمن ہیں یا ان کے ساتھ جنت کرنے والے۔

(۴۰) ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جس دن میرے پاس لینے کے لئے زیادہ آدمی آتے ہیں۔ اس دن میں برا خوش ہوتا ہوں اور جس دن کوئی نہیں آتا مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ جو کوئی مجھ سے لینے کے لئے آتا ہے وہ دراصل لینے کے لئے نہیں آتا بلکہ دینے کے لئے آتا ہے۔ مجھ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے میرے دروازہ پر اس کو سمجھا۔ مجھ کو اگر اس کے دروازے پر بھیجتا تو میں کیا کر سکتا۔ مالک دونوں کا ایک ہے۔

(۴۱) یسوع مسیح صلی اللہ علیہ وسلم پارہ (۶) سورہ مائدہ تیسرے ریح کا آخر۔ جو ان کے (کافروں) کے ساتھ ہوا وہ ان میں سے ہوا۔

(۴۲) قرآن پاک کے سورہ الحمد شریف کی آیت اھذا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے تھیلہ کا ثبوت اور اس کی ضرورت ثابت ہے۔

(۴۳) داتیبو ملتہ ایراہیم حنیفا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے یہ حکم کہ صرف ایک پیغمبر حضرت ایراہیم کے مذہب کی تابعداری کر دے۔ ثابت کرتا ہے کہ ایک امام کی تھیلہ فرض ہے۔

(۴۴) جنتی مخلوقات ہو گی سب کی قبروں میں اندیرا ہو گا مگر تھیلہ پڑنے والے کی قبر میں اندیرا نہ ہو گا۔ اس میں روشنی ہو گی۔

آیت انگریز ہر نماز کے بعد اور سورہ تبارک الذی ہر رات کو پڑھنے کی وجہ سے قبر میں عذاب نہ ہو گا۔

(۴۵) دنیا میں اس طرح رہو جس طرح ایک مسافر رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا پل ہے اس کے آگے پیچھے لہا ستر ہے۔

(۴۶) حضرت ایراہیم زمانہ بادشاہی میں شکار کو گئے۔ تھک کر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ وہاں ایک کھوٹا بھی تھا۔ ایک سوار مسافر آگیا۔ وہ بھی درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ مسافر نے ایک کھڑا نکالا۔ منہ میں ڈالا۔ ابھی وہ حلق میں گیا بھی نہیں۔ مسافر نے کہا مولیٰ تیری کن کن کنیوں کا شکر ادا کروں۔ روٹی کا ٹھنڈے پانی کا درخت کے سایہ کا حضرت صاحب مذہب ہو ش ہو گئے کہ میں اپنی کنیوں سے متعجب ہوں مگر کبھی شکر یہ انہیں کیا۔

(۴۷) انسان دو صفات کا مجموعہ ہے۔

(۱) اچھی صفات یعنی ملوثی۔ ان کی ترقی سے انسان فرشتوں سے بڑھ سکتا ہے۔

(۲) بری صفات یعنی شیطان۔ ان کی ترقی سے انسان شیطان سے بڑھ جاتا ہے۔

(۳) موت اور نیند دو چیزیں ہیں۔ روح واپس نہ آئے تو موت روح واپس آئے تو نیند۔

(۴) دنیا کا مال و دولت خدا کی راہ میں روک نہیں ہے مگر جب کہ دل میں اس کی جگہ ہو۔

(۵) نعم الامیر علی باب القعید۔ بشن القعید علی باب الامیر

(۶) اگر بعد فقیر سب دنیا ہو فقیر کعبتہ پاک ہو کہ پلیدوں میں جا ملا

(۷) انسان بد عمل ہو تو ہو لیکن خدا کرے بد عقیدہ نہ ہو۔

(۸) بد عقیدہ لوگوں کی صحبت میں مت رہو بلکہ ان کے بیٹھنے کی جگہ پر بھی مت بیٹھو۔

(۹) جب مومن کامل پل صراط پر سے گزرے گا تو دو ریح کی آگ کے کئی جریا مومن اے مومن

جلد سے گزر جائے کہ تیرے نور کی وجہ سے میری آگ ٹھنڈی ہو گی جاتی ہے۔

(۱۰) سرخاک پر رکھ کر انسان پاک ہو جاتا ہے۔

کیا حق ہے زمین پہ پاؤں رکھنے کا ہمیں

رکھا نہیں جب سجدہ میں سر رکھ دن بھی

(۱۱) شربہ مہار منزل مقصود کو نہیں پہنچتا جہاں سے گاڑے کھائے گا۔ تھار کا اونٹ خواہ کتنا ہی

دیر اور تیار کیوں نہ ہو ضرور منزل پہ پہنچے گا۔

(۱۲) جسم رہنے کے لئے دیا گیا ہے نہ کہ پالنے اور مونا کرنے کے لئے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے

حشر تک سوتا ہے گا خاک کے سایہ تلے

ختم شد

القرآن المہذب والجليل سبعة وتعلمه

تواریخ جلوہ آرائے طباعت

۱۹۵۵ء

ملفوظات امیر الملت

ملفوظات اپنے آپ لکھوائے ہیں کیا احسان قبلہ عالم ہے
تاریخ ہے یہ اشاعت ثانی کی "خالص فیضان قبلہ عالم"
۱۹۵۵ء

شکھان دیں کو شہرت مل گیا قبلہ عالم نے فرمائی جو بات
مردہ دل کو مژدہ یہ تاریخ ہے "کہنے" ملفوظات کیا "آب حیات"
۱۹۵۵ء

قبلہ عالم کی ہیں یہ باتیں ان سے رہے گی یاد مرشد
قادر کی اس کا سال اشاعت "کلہ خیر ارشاد مرشد"
۱۹۵۵ء

عالم میں قطب ارشاد آیا کوئی نہیں تھا کوئی نہیں تھا
تاریخ طبع ارشاد لکھنے ارشاد مرشد حق الیقین ہے
۱۹۵۵ء

ملفوظات قبلہ دیں ہیں شمع ہدایت نضر یقیں
تاریخ میں سکھوں ان میں جو ہے قرآن و حدیث و شرع میں
۱۹۵۵ء

تاریخ طبع اول جو لکھے کئے "بسی مشکور عین"
شامل ہو "توصیف" اس میں تو پھر ہو (۶) تاریخ طبع ثانی نمایاں
۵۸۶ ۱۹۵۵ء

یہ چھوایا ہے عالمگیر خان نے جسے اک فیض اکسیر کئے
تو اس کی قادری تاریخ موزوں (۷) بقائے فیض عالمگیر کئے
۱۳۷۳ھ

طباعت تھی بہت دشوار ملفوظات اقدس سکر تھا التفات خاص یاران کراچی کا
جو دیکھے سنی عقیدہ بانیہ والکل و مہدکی (۸) جلوہ نما انخاص یاران کراچی کا
۱۳۷۳ھ

تحریر کلک حامد حسن قادری
۱۳۷۳ھ

کراچی۔ ۳۶/۲ جمائیر ردو الیٹ ۳ ذی الحجہ۔ ۲۳ جولائی شنبہ

حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات و خطبات

۱- یاران طریقت یا پیر بھائی (ارشادات حضرت قبلہ عالم) ۵۶ صفحے مطبوعہ مثنیٰ حسام الدین صاحب
مینجر انوار الصوفیہ لاہور (اب نایاب ہے)۔

۲۔ اطاعت مرشد (ارشادات حضرت بقلم حافظ علی احمد جان صاحب پشاور)

۳۔ مرید صادق (ارشادات بہ دستخط حضرت قبلہ عالم) نمبر ۳۲، پنجاب طبع ہوئے۔ ۴۶ صفحے مطبوعہ انجمن خدام الصوفیہ لاہور (پنجاب)۔

۴۔ خطبہ صدارت لائل پور (ارشاد فرمودہ حضرت بمقام خلافت کانفرنس لائل پور مارچ ۱۹۴۱ء)۔
صفحہ، مطبوعہ انجمن لاہور (نایاب)۔

۵۔ خطبہ صدارت مراد آباد (ارشاد فرمودہ حضرت بموقع سنی کانفرنس مراد آباد مارچ ۱۹۳۵ء) ۴۸ صفحہ، مطبوعہ انجمن، بالانتہام خواجہ کریم الہی صاحب (تایاب)۔

۶۔ برکات علی پور شریف (سیرت طیبہ حضرت قبلہ عالم و حالات سفر میسور ۱۹۰۷ء مرتبہ مولانا خیر شاہ صاحب خلیفہ حضور قبلہ عالم) ضخامت تقریباً ۲۰۰ (نایاب)۔

۷۔ تذکرہ شاہ جماعت مرتبہ مولوی قاضی عبدالقادر صاحب فیاض میموری جماعتی ضخامت ۳۲۰ صفحہ، مطبوعہ حاجی اے محمد انٹق صاحب۔ پیادے ایٹھ ہیکڑاس پور، ریاست میسور ۱۹۵۲ء (پاکستان میں نایاب)۔

۸۔ تحفہ شاہ جماعت (اثبات بیعت طریقت) جس کو حضرت قبلہ عالم نے ۱۹۱۱ء میں تحریر فرمایا تھا۔
(مطبوعہ مولوی غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر مبلغ قصور) صفحات ۴۰ صفحہ قیمت آٹھ آنے۔

۹۔ قومی کارنامے (حضرت قبلہ عالم کی قومی و دینی خدمات) مرتبہ حضرت مولانا عبد المجید خان صاحب
نصوری (تایاب)۔

۱۰۔ کوکب غزہ بدر۔ (حالات حضرات اصحاب بدر رضی اللہ عنہم) مرتبہ حضرت الحاج خان بہادر بخش مصطفیٰ علی خان صاحب میسوری مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ، (مطبوعہ بنگلور ۱۹۵۵ء) ختم تقریباً ۳ صفحہ قیمت مجلد دو روپیہ۔ غیر مجلد۔ ملے کا پتہ مکتبہ فریدی اردو کانگراچی (۱۰) سید عبدالغفظ صاحب تاجریارچہ نمبر ۳۱-۳۲ مینا کشی کول اسٹریٹ۔ بنگلور۔

۱۱۔ مجمع الکرامات۔ (حالات و کرامات حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب رامپوری و حضرت محبوب المی شاد درگاہی صاحب رامپوری) ترجمہ حامد حسن قادری (مخفیات بڑی، مجموعہ ۱۶۷ صفحہ) قیمت دو

روپیہ (مطبوعہ انجمن خدام قوم ڈولی کھار۔ آگرہ)۔

۱۲- شور محشر (لحم منقبت و مرثیہ) الطغفرت قبلہ عالم روحی زندہ) از حامد حسن قادری (جس کو بموقع چہلم شریف اکتوبر ۱۹۵۱ء میں چھوڑا کر پاکستان و ہندوستان میں مفت تقسیم کیا گیا۔